3

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتاب
بہادر یار جنگ اکیڈمی کراچی سے شائع شدہ
کتاب "مکاتیب بہادر یار جنگ" سے
۲۴۸ اہم تاریخی خطوط کے انتخاب
پر مشتمل ہے
ان خطوط میں سیاسی معاشی
ادبی ثقافتی تحریکوں کے
بارے میں ماضی کے گمشدہ حقائق
کا سراغ ملتا ہے۔

نذیر احمد

بہادر یار جنگ کے خطوط
مشاہیر کے نام

(مرتبہ)

مولوی نذیر الدین احمد صاحب
میونسپل کونسلر

(باہتمام)

ابراہیم بن عبداللہ المسقطی

قیمت

طبع اول	پانچ سو
تاریخ اشاعت	نومبر ۱۹۶۸ء
قیمت	دو روپے

کتابت	محمد مظہر
طباعت	نیشنل فائن پرنٹنگ پریس
سرورق ڈیزائن	ایم۔ اے۔ غفار (آرٹسٹ)
طباعت سرورق	لیوا پریس
بہ اہتمام	ابراہیم بن عبداللہ مسقطی

ملنے کے پتے

ادبی ٹرسٹ بک ڈپو
کتارا بنک بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد
نیشنل بک ڈپو۔ مچھلی کمان حیدرآباد

مندرجات

عرضِ حال — نذیر الدین احمد میونسپل کونسلر

خط نمبر	نام مکتوب الیہ	صفحہ نمبر	خط نمبر	نام مکتوب الیہ	صفحہ نمبر
۱	قائداعظم	۱۷	۱۴	حسن یار جنگ	۳۴
۲	خواجہ حسن نظامی	۱۸	۱۵	احسن یار جنگ	۳۶
۳	سر محمد یعقوب	۱۹	۱۶	عبدالباری ندوی	۳۷
۴	اعظم جاہ	۲۰	۱۷	ابوالاعلیٰ مودودی	۳۸
۵	نحاس پاشاہ مصر	۲۰	۱۸	ظفر علی خاں	۳۹
۶	محمد علی مصر	۲۲	۱۹	غلام احمد مجاز	۴۱
۷	شیخ مصطفیٰ امصر	۲۳	۲۰	شیخ عبداللہ	۴۲
۸	محمد علی جناح	۲۵	۲۱	ظفر علی خاں	۴۳
۹	سکندر حیات خاں	۲۶	۲۲	سر محمد یعقوب	۴۴
۱۰	غلام بھیک نیرنگ	۲۹	۲۳	شیر جنگ	۴۶
۱۱	خواجہ حسن نظامی	۳۰	۲۴	غلام بھیک نیرنگ	۴۷
۱۲	قطب الدین لکھنوی	۳۳	۲۵	〃 〃	۴۹
۱۳	〃 〃	۳۴	۲۶	شاہ نواز خاں	۵۰

۲۷	غلام احمد حسن	۵۱	۵۰	محمود الحسن ندوی	۷۶
۲۸	〃 〃	۵۳	۵۱	حاتم ہرہانی	۷۷
۲۹	رحیم الدین	۵۴	۵۲	نواب صاحب پالن پور	۷۸
۳۰	خان عبدالرحمٰن	۵۵	۵۳	رسول خاں	۷۹
۳۱	ڈاکٹر ذاکر حسین	۵۶	۵۴	محمد علی جناح	۸۰
۳۲	خان عبدالرحمٰن	۵۷	۵۵	خان عبدالرحمٰن	۸۳
۳۳	غلام احمد حسن	۵۸	۵۶	عبدالمجید	۸۳
۳۴	اختر حسن	۵۹	۵۷	محمود الحسن	۸۵
۳۵	الیاس برنی	۶۰	۵۸	عبدالحامد	۸۶
۳۶	خان عبدالرحمٰن	۶۰	۵۹	مناظر الحسن	۸۷
۳۷	سید قاسم رضوی	۶۲	۶۰	امجد اللہ	۸۸
۳۸	راجہ امیر احمد خاں	۶۳	۶۱	نامعلوم	۸۹
۳۹	اورنگ زیب خاں	۶۵	۶۲	سلیمان ندوی	۹۰
۴۰	نواب علی	۶۶	۶۳	وائسرائے	۹۱
۴۱	ظفر علی خاں	۶۷	۶۴	محمد علی جناح	۹۲
۴۲	عبداللطیف خاں	۶۹	۶۵	نواب پالن پور	۹۲
۴۳	اورنگ زیب خاں	۷۱	۶۶	صدر یار جنگ	۹۳
۴۴	محمد ظفر خاں	۷۲	۶۷	گورنر مدراس	۹۵
۴۵	نظام الدین	۷۳	۶۸	سکریٹری وائسرائے	۹۶
۴۶	قاسم رضوی	۷۳	۶۹	خان عبدالرحمٰن	۹۷
۴۷	امیر حسن	۷۴	۷۰	عبدالحامد	۹۸
۴۸	مظلوم حسین	۷۵	۷۱	محمود الحسن	۹۸
۴۹	ابوالبیان آزاد	۷۶	۷۲	سر عبدالعزیز	۹۹

۷۳	ایم اسلم	۱۰۱	
۷۴	گورنر مدراس	۱۰۲	
۷۵	وائسرائے	۱۰۲	
۷۶	محمد علی جناح	۱۰۳	
۷۷	نواب صاحب چھتاری	۱۰۳	
۷۸	محمود الحسن	۱۰۶	
۷۹	راجہ صاحب محمود آباد	۱۰۹	
۸۰	عبدالحامد	۱۰۹	
۸۱	رحمت یار جنگ	۱۱۰	
۸۲	محمود الحسن	۱۱۱	
۸۳	سلام الدین	۱۱۲	
۸۴	میاں احمد شاہ	۱۱۳	
۸۵	ابوالاعلیٰ مودودی	۱۱۴	
۸۶	سید احمد العیدروس	۱۱۵	
۸۷	تاج الدین	۱۱۵	
۸۸	ناظر حسین عقیل	۱۱۶	
۸۹	عبدالجبار	۱۱۷	
۹۰	عنایت اللہ خاں	۱۱۸	
۹۱	نواب صاحب چھتاری	۱۱۹	
۹۲	راج کماری	۱۲۱	
۹۳	محمود الحسن	۱۲۲	
۹۴	حسن نظامی	۱۲۳	
۹۵	شہید سہروردی	۱۲۴	
۹۶	صدر یار جنگ	۱۲۴	
۹۷	امین الرحمٰن	۱۲۵	
۹۸	ایم۔ اے۔ حسن	۱۲۶	
۹۹	محمود الحسن	۱۲۷	
۱۰۰	〃 〃	۱۲۸	
۱۰۱	علی الدین	۱۳۰	
۱۰۲	اکرام اللہ	۱۳۱	
۱۰۳	چندریگر	۱۳۲	
۱۰۴	تقی الدین	۱۳۳	
۱۰۵	محمد قلی خاں	۱۳۴	
۱۰۶	حسن نظامی	۱۳۵	
۱۰۷	محمود الحسن	۱۳۶	
۱۰۸	رضی الدین	۱۳۶	
۱۰۹	محمد علی جناح	۱۳۷	
۱۱۰	آئی۔ آئی۔ چندریگر	۱۳۸	
۱۱۱	عبدالحامد	۱۳۹	
۱۱۲	افتخار حسین خاں	۱۴۰	
۱۱۳	سر محمد یوسف	۱۴۰	
۱۱۴	مہدی یار جنگ	۱۴۲	
۱۱۵	نواب پالن پور	۱۴۳	
۱۱۶	عبدالصمد	۱۴۷	
۱۱۷	سر احمد سعید	۱۴۹	
۱۱۸	〃 〃	۱۵۱	

۱۱۹	سر احمد سعید	۱۵۲
۱۲۰	محمد علی جناح	۱۵۳
۱۲۱	ہارون خاں شروانی	۱۵۵
۱۲۲	سر احمد سعید	۱۵۶
۱۲۳	مہدی یار جنگ	۱۵۷
۱۲۴	سر احمد سعید	۱۵۸
۱۲۵	عبدالحامد	۱۵۹
۱۲۶	ظفر علی خاں	۱۶۰
۱۲۷	ابوالاعلیٰ مودودی	۱۶۱
۱۲۸	فصاحت جنگ	۱۶۲
۱۲۹	قاضی عیسیٰ	۱۶۳
۱۳۰	محمود الحسن	۱۶۴
۱۳۱	" "	۱۶۴
۱۳۲	ضیاء الدین	۱۶۶
۱۳۳	قاسم رضوی	۱۶۷
۱۳۴	خسرو جنگ	۱۶۸
۱۳۵	قاضی عیسیٰ	۱۶۹
۱۳۶	محمود شریف	۱۷۰
۱۳۷	محمد علی جناح	۱۷۲
۱۳۸	" "	۱۷۳
۱۳۹	کرم خاں	۱۷۴
۱۴۰	اسد اللہ خاں	۱۷۵
۱۴۱	سفیر ایران	۱۷۶
۱۴۲	منظر عالم	۱۷۶
۱۴۳	حسن نظامی	۱۷۷
۱۴۴	افتخار حسین	۱۸۰
۱۴۵	ضیاء الدین	۱۸۱
۱۴۶	شہید یار جنگ	۱۸۳
۱۴۷	لیاقت علی خاں	۱۸۳
۱۴۸	احمد سعید خاں	۱۸۴
۱۴۹	عبدالعزیز	۱۸۵
۱۵۰	راجا چاری	۱۸۶
۱۵۱	فخر نواز جنگ	۱۸۷
۱۵۲	مہاراجہ گوالیار	۱۸۸
۱۵۳	احمد سعید خاں	۱۸۹
۱۵۴	عبدالحمید	۱۹۰
۱۵۵	محمد علی جناح	۱۹۰
۱۵۶	عنایت اللہ خاں	۱۹۱
۱۵۷	محمود الحسن	۱۹۲
۱۵۸	علی یاور جنگ	۱۹۴
۱۵۹	محمد علی منیار	۱۹۵
۱۶۰	محمد علی جناح	۱۹۶
۱۶۱	" "	۱۹۹
۱۶۲	مرزا اسمٰعیل	۲۰۰
۱۶۳	قونصل مصر	۲۰۳
۱۶۴	محمد علی جناح	۲۰۳

۱۶۵	یوسف ہارون	۲۰۶
۱۶۶	قاسم رضوی	۲۰۷
۱۶۷	عبدالرحمٰن	۲۰۷
۱۶۸	محمود الحسن	۲۰۸
۱۶۹	خواجہ معین الدین	۲۱۰
۱۷۰	محمود الحسن	۲۱۱
۱۷۱	عبدالقدیر	۲۱۲
۱۷۲	صدر یار جنگ	۲۱۴
۱۷۳	احمد سعید خاں	۲۱۹
۱۷۴	" "	۲۱۶
۱۷۵	جمال میاں	۲۲۲
۱۷۶	احمد سعید خاں	۲۲۲
۱۷۷	لیاقت اللہ	۲۲۴
۱۷۸	خلیق الزماں	۲۲۵
۱۷۹	عبدالحامد	۲۲۶
۱۸۰	محمد علی جناح	۲۲۶
۱۸۱	اورنگ زیب خاں	۲۲۸
۱۸۲	محمود الحسن	۲۳۰
۱۸۳	محمد اعظم	۲۳۱
۱۸۴	ذاکر حسین	۲۳۳
۱۸۵	عبدالعزیز	۲۳۴
۱۸۶	سلیمان ندوی	۲۳۶
۱۸۷	فخر نواز جنگ	۲۳۷
۱۸۸	عبدالغفار	۲۳۷
۱۸۹	سر احمد سعید	۲۳۹
۱۹۰	سیف الدین	۲۴۰
۱۹۱	بشیر احمد	۲۴۱
۱۹۲	عبدالرؤف	۲۴۳
۱۹۳	احمد سعید خاں	۲۴۵
۱۹۴	لیاقت علی خاں	۲۴۷
۱۹۵	ڈائرکٹر آف پوسٹ	۲۴۸
۱۹۶	محمد علی جناح	۲۴۹
۱۹۷	" "	۲۵۰
۱۹۸	" "	۲۵۱
۱۹۹	محمود الحسن	۲۵۱
۲۰۰	عبدالعزیز	۲۵۳
۲۰۱	احمد سعید خاں	۲۵۴
۲۰۲	غلام محمد	۲۵۵
۲۰۳	محمود الحسن	۲۵۶
۲۰۴	الیاس برنی	۲۵۷
۲۰۵	احمد سعید خاں	۲۵۸
۲۰۶	مرزا اسمٰعیل	۲۵۹
۲۰۷	محمود یار جنگ	۲۶۲
۲۰۸	محمد علی جناح	۲۶۵
۲۰۹	محمود یار جنگ	۲۶۷
۲۱۰	ناظم الدین	۲۶۸

۲۱۱	یوسف عبداللہ	۲۶۹
۲۱۲	عنایت اللہ خاں	۲۷۱
۲۱۳	ناظر یار جنگ	۲۷۲
۲۱۴	داؤد جنگ	۲۷۲
۲۱۵	حمید اللہ	۲۷۳
۲۱۶	حبیب الرحمٰن	۲۷۴
۲۱۷	فخر نواز جنگ	۲۷۵
۲۱۸	مہاراجہ کپورتھلہ	۲۷۶
۲۱۹	محمود الحسن	۲۷۶
۲۲۰	محمد علی جناح	۲۷۸
۲۲۱	قاسم رضوی	۲۷۹
۲۲۲	مناظر الحسن	۲۸۰
۲۲۳	محمود الحسن	۲۸۱
۲۲۴	میر لائق علی	۲۸۲
۲۲۵	ناظر یار جنگ	۲۸۲
۲۲۶	رسول خاں	۲۸۳
۲۲۷	عباس خاں	۲۸۶
۲۲۸	ناظر یار جنگ	۲۸۷
۲۲۹	نواب پالن پور	۲۸۸
۲۳۰	محمود الحسن	۲۹۰
۲۳۱	قاسم رضوی	۲۹۱
۲۳۲	عبدالرحمٰن خاں	۲۹۲
۲۳۳	آرتھر لوتھیاں	۲۹۳
۲۳۴	مسعود علی ندوی	۲۹۶
۲۳۵	غازی یار جنگ	۲۹۶
۲۳۶	صدر یار جنگ	۲۹۷
۲۳۷	ذاکر حسین	۲۹۷
۲۳۸	عبدالقدیر	۲۹۸
۲۳۹	محمود الحسن	۲۹۹
۲۴۰	سید ابن حسن	۲۹۹
۲۴۱	سفیر روس	۳۰۰
۲۴۲	احمد سعید خاں	۳۰۱
۲۴۳	اکبر علی خاں	۳۰۵
۲۴۴	محمود الحسن	۳۰۹
۲۴۵	ذاکر حسین	۳۱۰
۲۴۶	ضیاء الدین	۳۱۱
۲۴۷	آئی۔ آئی چندریگر	۳۱۲
۲۴۸	راجہ صاحب محمود آباد	۳۱۲

عرضِ حال

پروردیگارِ عالم نے اپنے آخری پیغام کی حامل امت کو رسول اللہ کے صدقے میں کبھی اپنے افضال سے محروم نہیں فرمایا۔ اور اس قوم میں ہر ضرورت کے وقت ایسے رہنما پیدا کیے جنھوں نے مسلمانوں کو ان کے فرائض اور مرتبے سے آگاہ کیا۔

دکن کے بدنصیب مسلمان جو چھ سو برس تک اس سرزمین پر حکمرانی کرتے رہے امن و امان کی فضا و تمول نے انھیں شمشیر و سناں کو چھوڑ کر طاؤس و رباب سے دوستی کا مشورہ دیا۔ عیش پسندی و بے عملی، ناعاقبت اندیشی اور خود حکومت کی مرعوب ذہنیت و تباہ کن پالیسیوں نے ان مسلمانوں کو ادبار کی تاریک پستیوں میں بھٹکنے کے لیے تنہا چھوڑ دیا۔ لیکن قانونِ قدرت کے مطابق ایک

ایسے موقع پر جب کہ مسلمان اپنا آشیانہ اور چمن بھول بیٹھے تھے اور جمود و تعطل کے دورے میں مبتلا تھے۔ اطلس و کمخواب کی نرمی اور عیش و آرام کی گرمی میں پرورش پائے ہوئے ایک مردِ خود آگاہ نے عین عالم شباب میں آرام سے جگمگاتی زندگی سے منہ موڑ کر اپنے محل کی چہار دیواری سے باہر قدم رکھا۔ یہ مردِ حق ۳ر فروری ۱۹۰۵ء کو حیدر آباد کے ایک جاگیردار گھرانے میں پیدا ہوا۔ سات دن کے تھے جب ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور نانی کے زیرِ سایہ پروان چڑھتے رہے۔ علمائے وقت کے آگے زانوئے ادب طے کیا۔ ادب، فلسفہ، منطق اور فقہ کی تعلیم پائی۔ عربی، فارسی اور اردو زبان پر ان کو عبور حاصل تھا۔ اٹھارہ سال کا سن تھا۔ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ جاگیر کی گرانبار ذمہ داریاں ان کے دامن سے وابستہ ہو گئیں۔ آٹھ برس تک جاگیر کی تنظیم جدید کی۔ پانچ لاکھ کے قرض کی ادائیگی کا انتظام کیا۔ نویں سال حج بیت اللہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حجاز، فلسطین، شام، مصر، ترکی ایران اور وسط ایشیا کا دورہ کیا۔

نرم بستر اور گرم لحاف میں آرام کرنے والے محمد بہادر خاں نے بعد واپسی حج بیت اللہ ۱۹۲۷ء میں مجلس تبلیغ اسلام کی بنیاد ڈالی اور تین سال تک تبلیغ کی راہ میں پیش آنے والی صعوبتوں کو برداشت کیا اور اللہ کے فضل سے اس مجاہد کے ذریعہ ۲۰ ہزار نفوس انسانی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن کی دینی تعلیم اور روزگار کا انتظام بھی کیا۔

میلاد النبی کے مبارک جلسوں سے محمد بہادر خاں کی عوامی زندگی کی ابتدا

ہوی۔ رسول کا ذکر عاشق رسول کی زبان سے مزہ دینے لگا۔ عشق رسول میں دل کے چراغ جلنے لگے۔ اور اس عاشق رسول کی جادو بیانی کا شہرہ اقطاع ہند میں پھیل گیا۔ اسٹیٹ مسلم لیگ کے صدر اور قائد اعظم کے دست راست کی حیثیت سے نواب صاحب کی جادو بیان تقریریں ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہوئیں۔ ان کی خطابت کے سحر کا یہ عالم تھا کہ جب وہ تقریر کرتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ دریا کی موجیں موج در موج رواں ہیں (لیکن ساتھ ہی کنارے کے کھیت بھی سیراب ہو رہے ہیں) مجمع ایک الہ بے روح کے مانند ان کے قبضۂ قدرت میں ہوتا۔ انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں سوائے سانس کی آواز کے کوئی اور آواز سنائی نہ دیتی ہے

دم تقریر ایک طغیاں کہ باطل غرق طغیانی
لگا پوئے دمادم ہر نفس اک موج طغیانی

یہ ان کی تقریروں ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا کہ مجلس اتحاد المسلمین جو ۱۹۳۳ء تک مسلمانوں کی ایک برائے نام جماعت تھی۔ (جب نواب صاحب ۱۹۳۹ء میں اس کے صدر منتخب ہوئے) اور مخفی مباد نواب صاحب کی آخری سانس تک پھر کسی کو اس عہدے کے لیے منتخب نہ کیا گیا۔ ایک قلیل عرصہ میں سارے مسلمانان دکن کو اس جماعت کے پرچم تلے جمع کر دیا۔

دارالسلام کے نام سے تین وسیع و عریض عمارتیں اور ۲۴ ہزار گز

زمین پر اس کا دفتر قائم کیا۔ ۴ صوبوں، ۱۶ ضلعوں اور ۱۰۹ تعلقوں اور تمام قصبات و دیہات میں یہ تنظیم پھیل گئی۔ یہ تنظیم مسلمانانِ دکن کی واحد سیاسی جماعت تھی، یہ اس درجہ مستحکم تھی کہ اربابِ حکومت اس کی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہ کر سکے۔ اسی تنظیم کے ذریعہ حیدرآباد میں آریہ سماجیوں کی فتنہ گری کو روکا گیا اور اسی تنظیم کا اثر تھا جس کے باعث نظام کی سلطنت اتنے عرصے تک باقی رہ سکی۔

اپنے محل کی چہار دیواری سے باہر نکلنے کے بعد بھی سونے اور چاندی کے ڈھیر، اقتدار کی کرسیاں، منصب و جاگیر نے بہادر خاں کو آزمایا پہلے جاگیر و منصب ٹھکرا دی اور پھر اتنا کہا کہ ؎

آ گئے تھے برق کی زد میں تمام اہلِ چمن
ہم نے اپنے آشیانے کو مقابل کر دیا

اس مردِ مجاہد کا تصورِ حیات کتنا اونچا تھا!

"سُن لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ پر نہیں وہ شیطانی سیاست ہے۔"

میں بعض رفقاء کی چشم و ابرو کی جنبش سے یہ اندازہ لگا رہا ہوں کہ میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم کو ہموار کر کے حیدرآباد کی وزارتِ عظمیٰ کا طلب گار ہوں، میں اس ذمہ دارانہ پلیٹ فارم سے اعلان کرتا ہوں کہ میں کرسیِ وزارت پر بیٹھ کر مہماتِ سلطنت پر غور کرنے کے لیے نہیں بلکہ گرد کوچہ و بازار بن کر قلوب کی دنیا میں طوفان پیدا کرنے کے لیے

پیدا کیا گیا ہوں۔ میرا مقام صفر دامنِ کوہ اور وسعت دریا ہے میں وہ مزدور ہوں جو راستہ تیار کرتا ہے کہ ملّت اسلام کی گاڑی آسانی سے منزل مقصود تک پہنچ جائے اور میرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ میں والبستہ دامنِ محمدیہ سے ہوں۔"

اپنی تقریروں کے ذریعہ مردہ قوم میں آثار زندگی پیدا کرنے والا، اپنی نوائے شوق و صدائے حق سے سوتوں کو جگانے والا ۲۵ر جون ۱۹۴۴ء کو سیاسی مصلحتوں کے ناپاک اقتدار کے ہاتھوں سے پیش کیے ہوئے حقے کے ایک ہی کش میں جاں بحق ہوگیا ــــ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قیس سا پھر نہ اٹھا کوئی بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی فرد

زیر نظر کتاب نواب صاحب کے ۲۴۸ خطوط پر مشتمل ہے۔ ان خطوط میں آپ کو سیاسی، معاشی، ادبی اور ثقافتی تحریکوں کے بارے میں ماضی کے گمشدہ حقائق کا سراغ ملے گا۔

بہادر یار جنگ اکیڈیمی کی کتاب مکاتیب بہادر یار جنگ سے یہ خطوط منتخب کیے گئے ہیں۔ ہم بطور خاص نواب مرحوم کے رفیق خاص مولوی شاہ عالم خاں صاحب کے ممنون ہیں کہ اگر انھوں نے ان خطوط کو محفوظ نہ کرلیا ہوتا تو یہ خطوط امتداد زمانہ کی نظر ہوجاتے۔ آخر میں میرا خوشگوار فریضہ ہے کہ میں ان

اصحاب کا شکریہ ادا کروں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں میری بڑی مدد فرمائی۔

(حضرت قائد ملت کے برادر زادے) نواب نصیب خاں صاحب جناب سرور خاں صاحب (رکن بلدیہ) جناب اسحاق صاحب (رکن بلدیہ) جناب احمد شریف صاحب سکندرآباد، جناب سید جلال صاحب قہر، جناب یوسف علی خاں صاحب (چیلہ پورہ) اور جناب سید ثناء اللہ صاحب کوثر مدیر ماہنامہ مہدوی چن ٹین نے میری بڑی مدد فرمائی۔ جواں سال آرٹسٹ جناب ایم اے غفار نے بغیر کسی معاوضے کے خوبصورت سرورق بنایا اور جناب عبدالقادر صاحب ٹائپسٹ کی خصوصی دلچسپی سے اس کام میں مدد ملی

جناب ابراہیم بن عبداللہ صاحب نے ہمیشہ کی طرح اس خصوص میں بڑی مدد فرمائی۔ والسلام

نذیر الدین احمد

(میونسپل کونسلر)

چیلہ پورہ۔ حیدرآباد

(۱)

محترم قائداعظم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سب سے پہلے اس زبردست کامیابی کے لیے میری دلی مبارک باد قبول فرمایئے جو مجلس عاملہ کے گزشتہ اجلاس میں آپ کی بے مثل اور خداداد قیادت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ نہ صرف آپ ملت اسلامیہ کو ایک تاریخی فتح عطا فرمانے کا باعث ہوئے بلکہ ایک ایسی شکست حکومت برطانیہ کو دی جس کی مثال گزشتہ سیاسی کشمکش میں نہیں ملتی۔ خدا آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ مسلمانانِ ہند کی قیادت کے لیے دیر تک سلامت رکھے۔

آپ کا مخلص

محمد بہادر خاں

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

مخدوم و محترم

السلام علیکم۔ گرامی نامہ اور لٹریچر کا پیکٹ موصول ہوا۔ نیوز ایجنسی کے قیام سے مجھے کامل اتفاق ہے اور اس کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن اس کے نام سے ہرگز یہ ظاہر نہ ہونا چاہیے کہ وہ صرف مسلمانوں کی نمائندہ ہے سمجھنے والے تو سمجھ ہی جائیں گے لیکن ایسا نام جو کسی فرقے کی نمائندگی کا اظہار نہ کرے عوام پر اچھا اثر ڈالے گا۔ آج کل میں اس فکر میں ہوں کہ ایک ایسا انگریزی اخبار جلد جاری کیا جائے جو ہفتہ وار اور مصور ہو۔ بلند پیمانہ پر اچھی لکھائی اور چھپائی کے ساتھ نکل رہا ہو۔ دیکھنے والا اس کو اپنی میز پر رکھتے ہوئے عزت محسوس کرے اور وہ حیدرآباد کے حقوق کی خصوصاً اور مسلمانان ہند کے حقوق کی عموماً حفاظت کرے۔ سلطان اینڈ کمپنی کو جو یہاں کا مشہور انگریزی مطبع ہے وسیع کر کے پچاس ہزار کا سرمایہ اس اخبار کے لیے محفوظ کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر سید عبدالطیف جو عثمانیہ یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر تھے اور اب وظیفہ لے لیا ہے اور جن کی مشہور تقریر "ہندوستان میں اسلامی تمدن" کانگریس کو آتش زیر پا کیے ہوئے ہے اس کی ادارت کریں گے۔ اس کے لیے سرمایہ جمع کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ سلطان اینڈ کمپنی کے پراسپکٹس علیحدہ پیکٹ کے ذریعہ بھیجتا ہوں۔ یہ اخبار دہلی یا بمبئی سے جاری کیا جائے گا۔ مسٹر جناح سے بھی اس کے متعلق مشورہ اور گفتگو ہو چکی ہے۔ اگر ممکن ہو تو دہلی کے اکابر کو اس کی

طرف توجہ دلائیے یہ کمپنی فی الحال بھی نو فیصدی منافع اپنی طباعت کے کاروبار پر تقسیم کر رہی ہے۔

نیوز ایجنسی کے اجرا کی ضرورت اور اس کے لیے امداد کی نسبت اگر مسٹر جناح دو چار جملے لکھ دیں تو یقین ہے کہ کچھ رقم حیدرآباد سے بھی وصول ہو جائے گی۔ تبلیغ کے کام نے مجھے اور کسی کام کا نہیں رکھا ہے اور آج کل جن مشکلات میں گرفتار ہوں اس کا تذکرہ فضول ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ دعا فرمائیے۔

۶۔ اسفندار ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۸۔ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۳)

مولانا سر محمد یعقوب

دہلی

جناب مخدوم و مکرم

قومی و تبلیغی کام کے سلسلہ میں کچھ دنوں کے لیے دیہات میں گشت کر رہا تھا اس لیے مبارک باد عرض کرنے میں تاخیر ہوئی۔ دلی تہنیت و تبریک قبول کیجیے۔ اس منصرمی کو استقلال کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ خدا آپ سے ہندوستان کے مسلمانوں کی بہترین خدمت انجام دلوائے اور دین و دنیا کی برکتیں عطا کرے۔ فقط

۱۳۔ اسفندار ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۴)

شہزادہ والاشان ہز ہائنس نواب اعظم جاہ بہادر
پرنس آف برار دام اقبالہ و زاد اجلالہ
سرکار والا تبار۔

اس موقعہ پر جب کہ ڈیوڑھی مبارک میں ہز اکسیلنسی وائسرائے و گورنر جنرل ہند کی میزبانی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ موروثی وابستہ دامن دولت اجازت چاہتا ہے کہ خواجہ حافظ کے ایک شعر میں اپنے مسلک زندگی کی وضاحت اپنے آقازادہ پر کرے۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں:

تو بندگی کن و از خواجہ التماس مکن
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

زیادہ حد ادب۔

الٰہی آفتاب عمر و اقبال شہزادہ والاتبار زیر سایہ عاطفت حضرت شمس الملت والدین ہمیشہ تاباں و درخشاں باد۔ فقط

عرضی گذار۔ فدوی جان نثار موروثی۔ بہادر یار جنگ

۱۷۔ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۹۔ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۵)

ہز اکسیلنسی مصطفیٰ نحاس پاشا
پریسیڈنٹ وفد پارٹی۔ مصر

یور اکسیلنسی

آپ نے ایک ہندوستانی سیاح کو فراموش نہ فرمایا ہوگا جس نے جون ۱۹۲۱ء میں آپ سے ملاقات کی مسرت حاصل کی تھی اور جس سے ملاقات کے لیے آپ نے خود بھی ہوٹل میٹروپولیٹن تک زحمت گوارا فرمائی تھی۔ اس عرصہ میں مصر کی سیاسی تبدیلیوں کا گہری توجہ سے مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ صدقی پاشا کی حکومت کی شکست۔ شاہ فواد مرحوم کا انتقال۔ آپ کی وزارت عظمیٰ نوجوان بادشاہ ہز میجسٹی شاہ توفیق کی تخت نشینی، وزارت اور قیصر کا اختلاف، وفدی وزارت کی برخاست ان میں سے کوئی واقعہ بھی آپ کے ہندوستانی مسلم جماعتوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ان کی کامل ہمدردیوں کو اپنے اور مصری قوم کے ساتھ یقین کیجئے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا ان لوگوں کو جن کے ہاتھوں میں مصر کی قسمت ہے صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرے اور مصر کو دول متمدنہ کی حرص و آز کے پنجہ سے محفوظ رکھے۔

یہ خط چار مسلم ہندی نوجوانوں کے ذریعہ سے آپ کو پہنچے گا جن کو ریاست میسور اس غرض سے سیاحت عالم پر روانہ کر رہی ہے کہ وہ دنیا کی صنعتی ترقیوں اور اقتصادی حالات کا مطالعہ کریں اور میسور کی صنعتوں کو دنیا سے متعارف کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان سے مل کر خوش ہوں گے اور آپ کی مربیانہ توجہ سے نوجوان مصر کے صنعتی حالات سے واقفیت کے بہترین مواقع حاصل کر سکیں گے۔

زمانہ قیام مصر میں بھی ام المصرین کی خدمت میں اپنے سلام عقیدت کے پہنچانے کے لیے میں نے آپ کا بہترین توسط اختیار کیا تھا اور اب بھی متمنی ہوں کہ

ایک ہندی عقیدت مند کا سلام ام المصریین کی خدمت میں پہنچا دیں گے۔
سات سال اس کے لیے کافی ہیں کہ انھوں نے اپنے ہندی بھانجے کو بھلا دیا ہو
لیکن ان کو یقین دلایئے کہ میرے دل میں ان کی محبت اور میرے گھر میں ان کی
تصویر اب تک موجود ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مصریوں کے عام عقیدے کے مطابق
میں ایک مرتبہ اور مصر آؤں گا اور آپ سے اور ام المصریین سے شرف
نیاز حاصل کروں گا۔ والسلام

۳۱۔ جنوری ۱۹۳۸ء

(٦)

ہز اکسلنسی محمد علی پاشا العروبہ
بلیو پیلس۔ مصر
یور اکسیلنسی

بہت زمانہ بعد آپ کو خط لکھ رہا ہوں لیکن یقین ہے کہ مصر اور
حیدرآباد کی ملاقاتوں کی یاد آپ کے دل سے محو نہ ہوئی ہوگی۔ حیدرآباد ان لمحوں
کو فراموش نہیں کر سکتا جب کہ آپ اور زعیم اسلام مفتی امین الحسینی حیدرآباد
میں تشریف رکھتے تھے۔ مصر اور فلسطین کی اندوہناک سیاسی سرگرمیاں آپ
کے ہندی بھائیوں کے لیے اسی طرح پریشان کن ہیں جس طرح خود آپ کے لیے۔
ہماری ساری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں اور ہماری دلی تمنا ہے کہ مصر اور
فلسطین کے اہم ترین مسائل بخیر و خوبی طے ہوں، اور یہ دونوں اسلامی
مرکز دول متمدنہ کے پنجۂ حرص سے محفوظ رہیں۔

یہ خط چار مسلم ہندی نوجوانوں کے ذریعہ آپ کو پہنچے گا جن کو ریاست میسور اس غرض سے سیاحت عالم پر روانہ کر رہی ہے کہ وہ دنیا کی صنعتی ترقیوں اور اقتصادی حالات کا مطالعہ کریں اور میسور کی صنعتوں کو دنیا سے متعارف کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان سے مل کر خوش ہوں گے اور آپ کی رہنمائی توجہ سے یہ نوجوان مصر کے صنعتی حالات کی واقفیت کے بہترین مواقع حاصل کر سکیں گے۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے اور مصر کو موجودہ سیاسی کشمکش سے نجات دلانے کے لیے پوری سعی فرما رہے ہوں گے۔ مجھے یہ سن کر رنج ہوا کہ ہمارے دوست احمد زکی پاشا نے اس عرصہ میں انتقال فرمایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سارے مصر نے شیخ العروبہ کی اس جدائی کو محسوس کیا ہوگا۔ والسلام۔

(۳۱۔ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۷)

شیخ مصطفیٰ المراغی

شیخ جامعہ ازہر۔ قاہرہ (مصر)

تقدس مآب

یقین ہے کہ آپ نے ایک ہندی سیاح کو فراموش نہ فرمایا ہوگا جس نے جون ۱۹۳۱ء میں محمد جشن پاشا کے مکان پر آپ سے شرف نیاز حاصل کیا تھا اور جس کو آپ کے ساتھ ایک خوبصورت، بنگلہ پر چائے نوشی کی مسرت حاصل ہوئی تھی اور جس کے لیے پارٹی میں آپ نے حدیقہ دار العروبہ

واقع حیرہ زحمت فرما کر مسرت بخشی تھی۔ ان لمحات مسرت کی یاد ابھی تک میرے دل میں موجود ہے اور آپ کی تصویر میرے کتب خانہ میں رونق بڑھا رہی ہے۔ علمائے ازہر سے گزشتہ سال شرف نیاز حاصل ہوا تھا میں نے شیخ مختار سے درخواست کی تھی کہ میرا سلام آپ کی خدمت میں پہنچا دیں۔ یقین ہے کہ انھوں نے پہنچا دیا ہوگا۔

یہ خط چار مسلم ہندی نوجوانوں کے ذریعہ سے آپ کو پہنچے گا۔ جن کو ریاست میسور اس غرض سے سرحد عالم پرواز کر رہی ہے کہ وہ دنیا کی صنعتی ترقیوں اور اقتصادی حالات کا مطالعہ کریں اور میسور کی صنعتوں کو دنیا سے متعارف کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان سے مل کر خوش ہوں گے اور آپ کی مربیانہ توجہ سے یہ نوجوان مصر کے صنعتی حالات کی واقفیت کے بہترین مواقع حاصل کر سکیں گے۔

وفد جامعہ ازہر نے مصر و ہند کے تعلقات کی زنجیر میں ایک مضبوط کڑی کا اضافہ کر دیا ہے۔ میں نے اپنی تبلیغی مساعی کے چند نمونے ارکان وفد کو دکھائے تھے۔ ممکن ہے کہ ان کو وہ وقت یاد ہو جب کہ ان بچوں کی زبان سے جن کو ہندوستانی اچھوت سمجھتے تھے۔ انھوں نے قرآن کی مقدس آیتیں سنی تھیں۔ ارکان وفد کی خدمت میں میرا اور ان کے حیدر آبادی دوستوں کا سلام محبت پہنچائیں۔

۳۱۔ جنوری ۱۹۳۸ء

(۸)

مسٹر محمد علی جناح بار ایٹ لا
لٹل گیس روڈ۔ مالابار ہل۔ بمبئی
مائی ڈیر مسٹر جناح

امید کہ آپ دہلی سے کامیابی کے ساتھ گھر لوٹے ہوں گے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلم لیگ کی کامیابی پر دلی مبارک باد قبول کیجئے۔ میری حالت ایک ایسے باز کی ہے جس کو بلبل کی طرح پنجرے میں بند کر دیا گیا ہو اور جس پر فضائے بسیط ممنوع کر دی گئی ہو۔ حیدرآباد کی تنگ زمین میرے طائر جذبات کے لیے فی الحقیقت ایک قفس سے کم نہیں ہے۔ جی میں آتی ہے کہ تیلیاں توڑ کر باہر نکل پڑوں لیکن حیدرآباد کے اتنے حقوق مجھ پر ہیں کہ وہاں کے مسلمانوں کو اس عالم کشمکش میں چھوڑ دینا احسان فراموشی سے کم نہ ہوگا۔ اس لیے مجبور ہوں اور کوشش کر رہا ہوں کہ وہی کام جو آپ کی قیادت میں برا عظم ہند میں ہو رہا ہے میری ناچیز مساعی سے سرزمین دکن میں ہو۔ میری تمام دعائیں اور بہترین توقعات آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا آپ کو اچھا رکھے اور مسلمانوں کو آپ کے پہچاننے کی توفیق عطا کرے۔

یہ خط میسور کے چار مسلم نوجوانوں کے ہاتھوں بھیج رہا ہوں جن کو ریاست میسور دنیا کی سیاحت کے لیے روانہ کر رہی ہے تاکہ وہاں کی صنعتی ترقیوں کا مطالعہ کریں اور میسور کی صنعتوں کو متعارف کریں۔ ان کو بڑی تمنا تھی کہ آپ سے نیاز کا شرف حاصل کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان سے مل کر خوش ہوں گے اور

ان کی ہمت افزائی فرمائیں گے۔

آئنگار کمیٹی میں جو حیدرآباد کی دستوری اصلاح کے لیے ہی بٹھائی گئی ہے مجلس اتحاد المسلمین کا بیان داخل ہو چکا ہے جس کو آپ کی ہدایات کے عین مطابق مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہاں کی ہندو اسٹینڈنگ کمیٹی نے صدر اعظم سے ملازمتوں میں ہندوؤں کے حصے سے متعلق جو درخواست کی ہے وہ آپ کی نظر سے گزری ہوگی۔ ہماری حکومت کی موجودہ کمزور پالیسی نے ہندوؤں کے مطالبات کو زیادہ شدید کر دیا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ وہ مطالبہ کرنے میں حق و صداقت سے ہٹ جانے بلکہ نظر انداز کر دینے کو جائز سمجھتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ حیدرآباد کے مستقبل کو کس طرح مسلمانوں کے لیے قابل اطمینان بنایا جا سکتا ہے۔ ایک فارسی شعر معہ ترجمہ نیچے لکھ رہا ہوں۔

ہوا مخالف و شب تار و بحر طوفاں خیز
گسستہ لنگر کشتی و ناخدا خفتہ است

(خدا حافظ)

۴۔ فروردی ۱۳۳۷ف
(مطابق ۷۔ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۹)

آنریبل سر سکندر حیات خاں
وزیر اعظم صوبہ پنجاب
جناب مکرم و محترم

السلام علیکم رحمۃ اللہ۔ مجھے جناب سے کوئی شرف نیاز حاصل نہیں ہے لیکن آج اس اخوت اور برادری کے تقاضے سے جو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بنا دیتی ہے اور اس رشتۂ وطنیت کی بنا پر جو ایک ہندوستانی کو دوسرے ہندوستانی کے ساتھ ہے تخاطب کی جرأت کر رہا ہوں امید کہ میری ان گزارشات کو آپ کسی جماعت کے تعلق کا نتیجہ نہ قرار دیں گے بلکہ ملک و ملت کے عام مفاد کے مدنظر خاص توجہ فرمائیں گے۔ پنجاب اور بنگال کے دو بڑے صوبوں اور سندھ اور صوبہ سرحد کو نظر انداز کر کے جناب جانتے ہیں کہ مسلمان ملک کے طول و عرض میں باعتبار تعداد اقلیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ جن صوبوں میں ان کی اکثریت ہے وہاں بھی ان کی معاشی خراب حالی، علم کی کمی، استحکام و تنظیم کے فقدان نے ان کو باوجود اکثریت کے دوسروں کا دست نگر اور ان کی زندگی کو غیر متوازن بنا رکھا ہے۔ اس لیے ہر مسلم کا ہی نہیں بلکہ ملک کے ہر رہنے والے کا اور خصوصاً ہر حکومت کا فریضہ ہے کہ ملک میں ایک خوشگوار اور صحت بخش فضا پیدا کرنے کے لیے اس گرے ہوئے اور کمزور طبقہ کو ابھارے اور اس کی ممکنہ مدد کرے۔ اگر اس مقصد کے حصول میں اس کے ساتھ کچھ خاص مراعات بھی برتنے پڑیں تو کوئی منصف اور سمجھ دار آدمی اس کو غلط نہیں ٹھہرا سکتا۔

مسلمانوں کی تنظیم اور بہتری کے لیے یوں تو اس وقت تک متعدد جماعتوں نے کام کیا لیکن آپ میرے ساتھ اتفاق فرمائیں گے کہ علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی کی تحریک خاکسار ان کی اپنی بے لوث اور مخلصانہ قیادت میں سب سے

زیادہ مفید اور سب سے زیادہ نتیجہ خیز تحریک ہے۔ اگر ان کی طرح اعلیٰ عہدوں سے ہم دستبردار نہیں ہو سکتے۔ باوجود دولت مند ہونے کے فقیرانہ زندگی بسر نہیں کر سکتے اور قوم و ملت کے لیے دربدر اور خاک بسر نہیں ہو سکتے تو ہم میں سے ہر ایک شخص کا فریضہ ہے کہ کم از کم ان کی اس طرح اعانت کریں کہ وہ اپنے اعلیٰ مقاصد میں کامیاب ہو جائیں۔ گزشتہ چند سال میں آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ اس تحریک نے کسی دوسری جماعت کے احساسات کو ٹھیس لگائے بغیر اور حکومت سے متصادم ہوئے بغیر مسلمانوں میں خاصی بیداری اور تنظیم پیدا کر دی ہے اس لیے اس کے یہ مطالبے بالکل حق بجانب اور آپ کی فوری توجہ کے ہر طرح مستحق ہیں۔

۱۔ ان کو ایک براڈ کاسٹنگ اسٹیشن قائم کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ اس کے ذریعہ وہ اپنے مقاصد کی نشر و اشاعت کریں اور مسلمانوں کو منظم اور مضبوط بنانے کوشش کریں۔

۲۔ ملازمین سرکار کو اس تحریک میں حصہ لینے سے نہ روکا جائے کیونکہ اس عرصہ میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تحریک نہ سرکار کے خلاف ہے نہ ملک میں کسی بدامنی کے پیدا کرنے کا باعث۔

۳۔ مسلمانوں کی مالی حالت کو درست کرنے اور اجتماعی حیثیت سے دوسری جماعتوں کے ساتھ ان کی زندگی کو متوازن بنانے کے لیے زیر نگرانی حکومت ایک مسلم بیت المال قائم کیا جائے۔

میں نے ان تینوں تجویزات پر کئی روز تک متواتر غور کیا اور اس

حیثیت سے غور کیا کہ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو حکومت کی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے ان درخواستوں سے متعلق میرا کیا فیصلہ ہوتا۔ اپنے ضمیر کی شہادت کے ساتھ یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ ادارہ علیہ خاکساران ہند کی ان تینوں درخواستوں کو قابل پذیرائی اور آپ کی فوری توجہ کا مستحق سمجھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ سے مسلمانان ہند نے جن توقعات کو وابستہ کیا ہے انشاء اللہ وہ پوری ہو کر رہیں گی اور آپ ان کو مایوس نہ کریں گے

آپ کا مخلص برادر دینی

۷۔ فروری ۱۹۳۸ء

(۱۰)

مولوی غلام بہیک صاحب نیرنگ

حقانی منزل۔ بلیماران۔ دہلی

جناب مخدوم و محترم

گرامی نامہ احمد شریف خاں صاحب کے مکتوب کے ساتھ وصول ہوا۔ انھوں نے مجھے بھی کہا تھا کہ اب کی دفعہ اورنگ آباد جاؤں گا تو ان سے ملوں گا۔ خان بہادر سید صدیق حسین صاحب کی تشریف آوری کی تاریخ سے جلد مطلع فرمایئے۔ افسوس ہے کہ ایک نیم سرکاری کام پر عید کے بعد ہی سے باہر جا رہا ہوں۔ یعنی جمعہ ۱۳ ذی الحجہ کو گھر سے روانہ ہو جاؤں گا۔ اور اندیشہ ہے کہ عشرہ محرم تک باہر رہوں۔

مولانا سر محمد یعقوب نے مسلمانوں کے اوقاف سے متعلق جو مسودہ قانون

اسمبلی میں پیش کیا تھا مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ اب ان کے وزارت پر فائز ہونے کے بعد اس کا کیا حشر ہوا۔ امید کہ آپ معہ الخیر ہوں گے۔

۸۔ فروری ۱۹۳۸ء

(۱۱)

مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب
درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ۔ دہلی

جناب مخدوم و محترم

بہت دنوں سے حضرت کی خیریت معلوم نہ ہوئی۔ منادی آتا تھا تو تقریباً تمام احوال سے مطلع رہتا تھا۔ اگر منادی جاری ہے تو ایک سال کے لیے بذریعہ وی پی جاری کر دیجئے۔ حیدرآباد کے حالات یقین ہے کہ آپ سے پوشیدہ نہ ہوں گے۔ ہندوؤں کی جرأتیں اور حکومت کی مرعوبیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ ہندو اسٹیاٹنگ کمیٹی کے مطالبات آپ نے اخباروں میں پڑھے ہوں گے تحصیلداری کے نتائج انتخابات جو شائع ہوئے تو یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا کہ کم از کم حکام مالگزاری نے ملازمت سرکاری میں ان کے مطالبہ پچاس فیصدی کو عملاً قبول کر لیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے مجلس اتحاد المسلمین اچھی اور مضبوط بنیادوں پر کوشش کر رہی ہے اور اسی سلسلے میں آج آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ چند روز قبل مجلس اتحاد المسلمین کی جانب سے صدر اعظم بہادر کی خدمت میں جو عرض حال پیش گیا اس کی ایک کاپی علیحدہ روانہ کر رہا ہوں۔ وہاں کے اخبارات میں اشاعت کا انتظام فرما دیجئے، اور ضرورت ہو تو اور کاپیاں

طلب کر لیجیے۔ اس سلسلہ کو اس طرح جاری رکھنا ضروری خیال کیا جا رہا ہے کہ حیدرآباد کی رواداری اور دوسری ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کے ساتھ مظالم اور بدسلوکی کی داستان دنیا کے سامنے آتی رہے۔ مجھے یاد ہے کہ اعلیٰ حضرت کی پہلی مرتبہ دہلی کو تشریف فرمائی کے موقع پر آپ نے نظام گزٹ کے نام سے ایک اخبار جاری کیا تھا اور اس میں حیدرآباد کی عملی رواداری کے متعلق بہت اچھا مواد شائع کیا گیا تھا۔ میں نے ان پرچوں کو محفوظ تو رکھا تھا مگر اب مل نہیں رہے ہیں اگر آپ کے یہاں اس کا فائل موجود ہے تو ایک سٹ بقیمت روانہ فرمائیے یا کم از کم مستعار بھیج دیجیے۔ ضروری نوٹ لے کر واپس کر دوں گا۔

گو میں نے کشمیر میں شیخ عبداللہ صاحب کو جے پور میں بہلول خاں صاحب دانا کو، میسور میں عبدالجبار خاں صاحب خلیل کو اور بڑودہ میں مولانا سید مرتضیٰ صاحب کو لکھا اور زحمت دی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کے توسط سے ہندو دیسی ریاستوں کے حالات میں زیادہ آسانی سے فراہم کر سکتا ہوں۔

ازراہ کرم اپنے تمام مریدین و ابستگان کو جو کسی ہندو دیسی ریاست میں رہتے ہوں یا وہاں سے تعلق رکھتے ہوں بہ تاکید حکم دے کر ان کے نام و پتہ سے مجھے مطلع فرمائیے کہ ان ریاستوں میں مسلمانوں پر جو مظالم ہوتے ہیں ان کو مستند تحقیق شدہ اور نہایت قابل اعتماد واقعات سے حسب تفصیل ذیل مجھے مطلع کریں۔

۱۔ اگر ریاست میں کوئی اسمبلی ہے تو اس میں مسلمانوں کی کتنی نشستیں محفوظ ہیں یا عملاً کتنے مسلمان ارکان ہیں۔

۲۔ سرکاری ملازمتوں میں علیحدہ علیحدہ بتائیں کہ وزارتوں، سکریٹریٹ اور ہر ایک سررشتہ میں ہندو مسلم ملازمین کا کیا تناسب ہے۔

۳۔ مسلمانوں کی مذہبی آزادی متاثر تو نہیں ہو رہی ہے اور ان پر خاص قسم کے کوئی قیود تو عائد نہیں ہیں۔

۴۔ ہندوؤں کے ساتھ خاص قسم کے مراعات کیے ہیں۔ مثلاً ان کے مذہبی رسوم کے لیے بجٹ میں خاص گنجائش، ان کے مذہبی رسوم کی ادائی میں خاص سہولتیں ان کے منادر و معابد کو خاص قسم کی معاشیں جو مسلمانوں کے ساتھ مرعی نہ ہوں۔

۵۔ اس سلسلہ میں ریاست کی کل آبادی۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب مسلمانوں کی عام مالی حالت، ان کا عام پیشہ اور ان میں کسی قسم کی قومی بیداری اور احساس کی نسبت عام معلومات بھی اگر حاصل ہو جائیں تو باعث تشکر ہوگا۔

خصوصیت سے مجھے اندور اور مالوہ کے علاقے کی ریاستوں، پنجاب کی سکھ ریاستوں، راجپوتانے کی ریاستوں اور ریاست گوالیار سے متعلق معلومات کی ضرورت ہے۔ جناب کی پوری توجہ اور عاجلانہ توجہ کا متمنی ہوں۔

امید کہ خواجہ بانو صاحبہ تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں خیریت سے ہوں گے مکرمی جناب واحد صاحب کی خدمت میں پرخلوص سلام پہنچایئے۔

آپ کا مخلص

۲۷۔ فروردی ۱۳۳۷ف

(مطابق ۲۸۔ فروری ۱۹۳۸ء)

(۱۲)

مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب
فرنگی محل۔ لکھنو

حضرت مخدوم و محترم دامت برکاتکم

گرامی نامہ مورخہ ۲۱۔ محرم پہنچا۔ گزشتہ مہینہ مسلسل بادیہ گردی و صحرانوردی میں گزرا اس لیے سابقہ مکرمت نامے کا جواب بھی نہ گزران سکا۔ انشاءاللہ آج ہی سے تمام ارکان کونسل کی خدمت میں خود جاکر اس مقصد عالی کے لیے سعی کروں گا۔ اس سے قبل بھی بعض احباب سے گفتگو کی ہے۔

نواب مہدی یار جنگ بہادر بنفسہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ اگر انھوں نے اختلاف کیا ہے تو لاعلمی کی بنا پر کیا ہوگا۔ انشاءاللہ ان سے مل کر اس پر آمادہ کرلوں گا کہ جب مسئلہ کونسل میں آئے تو تائید کریں اور یہ ناممکن نہیں ہے۔

امید کہ حضرت بخیر و عافیت ہوں گے۔ جمال میاں صاحب کی خدمت میں سلام محبت پہنچائیے، اور میرے لیے دعا فرمائیے کہ خدا صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔

آپ کا مخلص

۲۷۔ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۳۱۔ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۱۳)

مولانا محمد قطب الدین عبدالوالی
فرنگی محل۔ لکھنو

جناب مخدوم و محترم

گرامی نامہ مورخہ ۱۴ صفر المظفر باعث تسکین قلب ہوا۔ دعا فرمائیے کہ خدا شہید کو مقام صحیح عطا فرمائے اور اس کے خون کو ہماری سرخ روئی کا ذریعہ بنائے۔ تعجب ہے کہ میرا عریضہ آپ کو نہیں ملا۔ میں نے ان حالات ابتلا میں بھی جناب کے احکام کو فراموش نہیں کیا تھا۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر سے دو مرتبہ ملاقات کی اور دوسرے ارکان سے بھی۔ بجز راجہ شام راج کے کہہ دیا تھا۔ یہ کہ مسٹر ہوی کہ مرزا باب حکومت نے منظوری دیدی یقین ہے کہ بارگاہ جہاں پناہی سے جلد توثیق کا شرف حاصل ہوگا جو ممکن ہے۔ اس سے انشاء اللہ اب بھی دریغ نہ کروں گا۔ عزیز مکرم جمال میاں صاحب کی خدمت میں سلام محبت پہنچائیے۔ اب یہاں امن ہے۔ آئندہ کا نہیں کہہ سکتا۔

۲۳۔ اپریل ۱۹۳۸ء

(۱۴)

نواب حسن یار جنگ بہادر

ہائیڈ پارک لینڈر ۔ ۶۔ انگلینڈ

نواب صاحب مکرم و محترم سلمکم اللہ

تسلیم عرض ہے۔ آپ نے جس محبت و خلوص سے یاد فرمایا اس کے لیے دل سے ممنون ہوں۔ قطع نظر اس عالم اسلامی تعلق کے جو ہمارے درمیان ہے مجھے اور میرے خاندان کو آپ کے جلیل المرتبت خاندان سے جو نسبت و عقیدت رہی ہے اس کا بھی تقاضہ تھا کہ آپ اپنے نیازمندوں کو اسی طرح یاد فرماتے۔

اس زمانہ ابتلا میں حیدرآبادی مسلمان پر دوگونہ فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ایک فریضہ حفاظت دین اور دوسرا فریضہ حفاظت ملک و سلطنت حیدرآباد کی حد میں ان دونوں کو جدا نہیں سمجھتا اور نہ ہمارا مخالف ان دونوں کو جدا کر رہا ہے ان کی نظر میں مسلمانوں کی کمزوری سلطنت آصفیہ کی کمزوری ہے، اور سلطنت آصفیہ کی (خدانخواستہ) تباہی اسلام اور مسلمانوں کی تباہی ہے۔ اس لیے سچا مسلمان اور سچا حیدرآبادی وہ ہے جو سر بکف ہو کر میدان میں آئے اور مسلمانوں کو منظم کر کے سلطنت آصفیہ اور اسلام دونوں کو بچائے۔ اس منصب جلیلہ کو تاریخ کے گزشتہ ادوار میں آپ کے عالی قدر اجداد نے سب سے زیادہ عمدگی سے ادا کیا اور مخدوم خلائق بنے۔ آئندہ بھی ملک اپنے مستقبل کے لیے آپ کے آستانہ عالی کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ کامیاب واپس آئیں اور ملک کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو سنبھالیں۔ میں تو صرف اس وقت تک ہوں جب تک صحیح آدمی پیدا نہ ہو جائے۔ آپ کے مکتوب گرامی کو اس توقع پر محفوظ کر رہا ہوں کہ شاید کسی دن اس کو آپ کی بارگاہ میں ملک و ملت کے لیے وسیلہ بنا سکوں۔ خط کی خرابی کو معاف کرائیے۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ میرے عزیز کی موت کا رنج نہ مجھے نہ آپ فرمائیں۔ میں بھی قابل مبارک باد ہوں اور آپ بھی کہ ہمارے ایک نوجوان نے اپنا فرض ادا کیا۔ اقوام و ملل کی کھیتیاں جناب نواب صاحب پانی سے نہیں خون سے سینچی جاتی ہیں، بڈھے خون سے نہیں۔ نوجوان اور تازہ خون سے۔ افسوس ہے کہ ان کی زندگی پر جن کا خون ان کے اپنے جسم میں خشک

ہو جائے اور ملک و ملت کے کام نہ آئے۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم

آپ کا نیاز مند

۲۵۔ اپریل ۱۹۳۸ء

(۱۵)

نواب احسن یار جنگ بہادر

میر مجلس کمیٹی درگاہ حضرت یوسف شریف صاحب

بزرگان دین کی بارگاہوں سے جو فیوض و برکات عامۃ المسلمین کے لیے صادر ہوتے رہتے ہیں ان کا تعلق نہ صرف قلب و روح سے بلکہ ذہن و جسم سے بھی ہونا چاہیئے۔ یہ سن کر مجھے مسرت ہوئی کہ محلہ نامپلی کے بعض نوجوان ان مسلمانوں کی صلاح و فلاح کے خیال سے جو جوار یوسفین میں رہتے ہیں۔ درگاہ شریف میں ایک دار المطالعہ قائم کرنا چاہتے ہیں جن میں علاوہ اخبارات کے دینی رسالوں کا ایسا انتظام کیا جائے گا جس سے مسلمانوں کی دینی تربیت ہوتی رہے نیز ان کا مقصد ہے کہ کسی مقامی عالم کو آمادہ کر کے روزانہ ایک گھنٹہ درس تفسیر و حدیث کا انتظام کریں۔ یہ ایسے مقاصد ہیں جن کی تکمیل اس بارگاہ عالی کے ہر عقیدت مند کا فریضہ ہے اور اسی کو میں درگاہ کے اوقاف کا صحیح مصرف تصور کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تمام معزز ارکان کمیٹی میرے اس خیال سے متفق ہوں گے۔ اگر اس کے لیے درگاہ شریف کی ملکیات کے منجملہ جو اکثر خالی پڑی ہیں ایک ملکی معین فرما دی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ مطالعہ

کنندگان درگاہ شریف کی روزانہ گھما گھمی اور فقراء کی چیخ و پکار سے الگ اطمینان و سکون کے ساتھ مصروف مطالعہ رہیں گے لیکن یہ کسی طرح ممکن نہ ہو تو سماع خانہ ہی کی اجازت فرمائی جائے جو ان ایام میں جب کہ محافل سماع منعقد ہوں خالی کر دیا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ جناب میری اس درخواست کو نہ صرف کمیٹی میں پیش فرمائیں گے بلکہ اپنی توجہ اور سعی سے کامیاب بنا کر مجھے ممنونیت کا موقع دیں گے اور خود ماجور ہوں گے۔

۹۔ تیر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۱۴۔ مئی ۱۹۳۸ء)

(۱۶)

مولانا عبدالباری صاحب ندوی
شبستان سعادت۔ ہارڈنگ روڈ۔ لکھنو

جناب مخدوم و محترم

گرامی نامہ مورخہ ۲۔ اپریل پہنچا۔ درمیان میں کچھ علیل ہو گیا تھا اس لیے جواب میں تاخیر ہوی۔ معافی چاہتا ہوں۔ مولانا مناظر احسن صاحب کے یہاں سے قرآن شریف منگوانے کے بعد ہی نواب سالار جنگ بہادر اوٹی چلے گئے۔ ان کی واپسی کا منتظر ہوں۔ آتے ہی تصفیہ کر کے آپ کو مطلع کروں گا۔ غالباً مولانا گیلانی بھی وطن تشریف لے گئے ہیں۔

بلدے کے ہنگامے فرو تو ہو گئے لیکن دلوں کے میل ابھی نہیں دھلے ہیں۔ طوفان کے بعد یا قتل کا سکون طاری ہے۔ کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں میں ایک

عام بیداری پیدا ہوگئی ہے۔ خدا ان کو استقامت عطا کرے۔ لکھنو شیعہ سنی کارزار نے سخت اذیت پہنچائی ہے مسلمانوں کا یہ افتراق ان کی کمزوری کو بڑھا رہا ہے ڈر رہا ہوں کہ لکھنو کے ان واقعات کا کوئی اثر حیدرآباد پر نہ ہو یقین ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ تیر کا مہینہ ہے اور گرمی اپنی بہار پر ہے لیکن ہوائیں چلتی رہتی ہیں لکھنو کی گرمی کا تو تصور بھی میرے لیے پریشان کر دینے کے لیے کافی ہے۔ وطن کی محبت عجیب چیز ہے جس نے آپ کو ادھر کھینچا، ورنہ لکھنو کے مقابلے میں حیدرآباد تو غنی تال کہا جا سکتا ہے۔

۱۰۔ تیر ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۵۔ مئی ۱۹۳۸ء)

(۱۷)

مولوی ابوالاعلیٰ مودودی

مدیر ترجمان القرآن۔ دارالسلام۔ پٹھان کوٹ۔ پنجاب

مکرمی زادت الطافکم

آپ کی حیدرآباد سے روانگی کے چند روز قبل اپنے محلے میں آپ کو دیکھا تھا اور چہرے میں اس مبارک تبدیلی کے ساتھ دیکھا تھا جس کے بعد بے اختیار دیکھتے رہنے کو جی چاہتا تھا۔ لیکن افسوس کہ آپ نے جاتے ہوئے ملاقات کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ بہرحال دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو خوش رکھے اور اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ ترجمان القرآن یقین ہے کہ جاری ہوگا۔ شوال کے پرچے کے بعد مجھے اب تک کوئی پرچہ نہیں ملا۔ سنا تھا کہ ذی قعدہ کا نمبر آپ کے

ارشادات کا مجموعہ ہے اور خاص نمبر بن کے نکلا ہے لیکن اب تک اس کے مطالعہ سے محروم ہوں۔ اگر میرا چندہ ختم ہو چکا ہو تو وی۔ پی روانہ فرما کر وصول کر لیجئے اور مجھے ترجمان القرآن سے تو محروم نہ کیجئے۔ شوال کے پرچے میں آپ نے دارالسلام کا جو نقشہ کھینچا ہے اس نے اشتیاقِ دید کو بڑھا دیا ہے۔ خدا کرے کسی روز آؤں اور وہاں کے بندگانِ حق پرست کو دیکھوں اور استفادہ کروں۔ والسلام۔

آپ کا مخلص

۱۴۔ تیر ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۹۔ مئی ۱۹۳۸ء)

(۱۸)

مولانا ظفر علی خاں صاحب

گلشن آباد۔ پیڈرو روڈ۔ بمبئی

بتوسط جناب سیٹھ الحاج قاسم علی بھائی جے راج بھائی صاحب

جناب محترم و مکرم

سخت شرمندہ ہوں کہ چلتے وقت آپ سے نہ مل سکا۔ صبح سات بجے مولانا شوکت علی سے بڑی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ ساڑھے دس بجے پٹنہ کے بیرسٹر عبدالعزیز صاحب سے۔ ساڑھے گیارہ بجے سر سکندر حیات اور لیاقت علی خاں سے۔ ساڑھے بارہ بجے مسٹر جناح کے یہاں پہنچا لنچ پر نواب محمود آباد وغیرہ بھی شریک تھے۔ باتیں اتنی دلچسپ تھیں کہ اگر ڈرائیور نے اطلاع نہ کی ہوتی تو میرا روانہ ہونا ہی ممکن نہ تھا۔ تین کو صرف بیس منٹ باقی تھے۔ گلشن آباد پہنچا تو

گھڑی صرف سات منٹ بتا رہی تھی۔ ہمت نہ ہوئی کہ اوپر آکر آپ سے ملتا۔ آپ کا ملازم چلم لیے آپ کے لیے جا رہا تھا۔ جی میں آئی کہ حقے کے ایک دو کش بھی لے لوں اور آپ سے مل بھی لوں۔ لیکن گاڑی کے چھوٹ جانے کا ڈر تھا۔ بھاگا ہوا اسٹیشن پہنچا۔ گاڑی حرکت کر چکی تھی شکر ہے کہ موٹا ہونے کے باوجود دوڑ کر سوار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ یقین ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔

العذر عند الکرام مقبول

سکندر حیات خاں صاحب نے بہت توجہ سے میری باتیں سنیں اور وعدہ کیا ہے۔ شوکت علی صاحب کے یہاں وقت زیادہ صرف ہوا لیکن توقع کم ہے۔ آپ غالباً ایک ہی دو روز میں پنجاب واپس جائیں گے۔ زمیندار کی میرے نام وی۔ پی کرنے کی ہدایت فرما دیجیے اور ذرا جلد ہدایت فرمائیے تاکہ کمی قیمت کا فائدہ اٹھا سکوں۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ پبلک ورکر بن کر امیر بھی غریب ہو جاتے ہیں۔ آپ سے کیے ہوئے وعدے مجھے یاد ہیں انشاء اللہ موقع ملتے ہی تکمیل کروں گا۔ لیکن آپ کے وعدے یاد دلا دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے زمیندار کی طرح انقلاب، احسان، الیسٹرن ٹائمز لاہور اسٹار الہ آباد اور اسٹار آف انڈیا کلکتہ کو آمادۂ قلم فرسائی کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ سر سکندر حیات خاں بھی اس میں آپ کی مدد کریں گے۔ انجمن اتحاد ملت کا پروگرام و دستور اگر چھپ گئے ہوں تو ایک ایک نسخہ میری رہنمائی کے لیے روانہ فرما کر ممنون کیجیے۔

بمبئی کا ایک ہفتہ زندگی کے وہ یادگار ایام ہیں جن کو نہیں بھلا سکتا۔

آپ کے تجربے، علم، خلوص اور سادہ زندگی سے میرے قلب و دماغ نے جو استفادہ کیا ہے اس کے لیے ممنون ہوں۔ حقہ پینے کو جی چاہ رہا ہے۔ کل شاید ضرور خرید لوں گا اور بل آپ کی خدمت میں روانہ کروں گا۔ خدا آپ کو اچھا رکھے اور اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ فقط

۲۔ امرداد ۱۳۴۷ف

(مطابق جون ۱۹۳۸ء)

(۱۹)

الحضرت المکرم حکیم غلام احمد الہندی المدنی

المدینۃ المنورہ۔ حجاز

مکرمی جناب حکیم صاحب

آپ کے دو یا تین خطوط پہنچے مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کس ذریعہ سے آ رہے ہیں۔ خط پر ڈاک کی مہر نہ ہوتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے کسی ذریعہ سے روانہ کیا ہے۔ الحمد للہ بخیر و عافیت ہوں اور ملت اسلامیہ کی خدمت گزاری میں مصروف ہوں۔

آپ بارگاہ اقدس پر حاضر رہیں کسی روز میرے لیے نماز فجر کے بعد جالی سے قریب کھڑے ہو جایئے اور عرض کیجئے کہ آپ کا جسم سے دور لیکن دل سے نزدیک غلام طاغوتی طاقتوں کے ساتھ اپنی بے سروسامانی کے باوجود مصروف پیکار ہے۔ زمانہ اس سے پھر جائے لیکن آپ کی نگاہ لطف کے انحراف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ بدر کے ساتھیوں کا صدقہ، احد کے میدان میں تڑپنے

ہوئے حمزہ ابن مطلب کا تصدق زرہ چھپی ہوئی پیشانی کا واسطہ اس کو اپنا سمجھئے اور اپنے سے قریب کر لیجئے۔ اگر آپ کی دعا قبول ہو گئی تو انشاء اللہ چند مہینے بعد حرم نبوی میں ملوں گا۔ مبارک ہیں آپ اور آپ کی آنکھیں جو صبح سے شام تک آرام گاہ باعث تخلیق کونین کا نظارہ کر رہی ہیں۔ اپنے والد محترم کی خدمت میں سلام پہنچائیے اور بچوں کو پیار کیجئے۔

۹۔ امرداد ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۱۴۔ جون ۱۹۳۸ء)

(۲۰)

مولوی شیخ عبداللہ صاحب بشیر کشمیر
سری نگر۔ کشمیر
مکرمی زادت الطافکم

عنایت نامہ مورخہ ۴۔ جون پہنچا۔ مسلسل دوروں کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی۔ یاد فرمائی کا ممنون ہوں اور تاخیر جواب پر متاسف۔ تعجب ہے کہ سوال بند اب تک آپ کو نہیں پہنچا۔ دوبارہ بھیجنے کے لیے دفتر کو تاکید کی ہے۔ یقین ہے کہ آئندہ بھی آپ کی عنایات سے اسی طرح متمتع ہوتا رہوں گا۔

حیدرآباد کے حالات روز بروز زیادہ تشویشناک ہو رہے ہیں۔ دعا کا بھی امیدوار ہوں۔ خدا آپ کو اچھا رکھے اور مسلمانان کشمیر میں آپ کی بہت سی مثالیں پیدا کرے۔ خدا حافظ

۱۴۔ امرداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۹۔ جون ۱۹۳۸ء)

(۲۱)

مولانا ظفر علی خاں صاحب

ایڈیٹر "زمیندار" لاہور

مولانائے مخدوم و محترم زادت الطافکم

"زمیندار" پہنچا۔ وی پی خریدلی گئی ہے اور اسی سے معلوم ہوا ہے کہ آپ لاہور پہنچ چکے ہیں۔ گزشتہ ہفتہ شرف باریابی حاصل ہوا تھا میں نے اپنے وعدہ کی تکمیل کر دی ہے۔ سماعت فرمالیا اور کوئی جواب نہیں ارشاد فرمایا۔ میں مجال جواب بھی نہیں رکھتا تھا۔ آئندہ بھی اپنی کوششوں کو جاری رکھوں گا۔ آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی کہ "انقلاب" اور "احسان" کو آمادۂ اشاعت کرنے کا جو وعدہ آپ نے فرمایا تھا اس کی طرف توجہ فرمائی یا نہیں۔

مجلس اتحاد المسلمین کا بیلٹن "وحدت" میں تو شائع ہو گیا لیکن "زمیندار" میں نظر نہ آیا۔ دفتر میں دریافت فرمائیے پہنچا یا نہیں۔ چوتھے بیلٹن کی تسوید ہو چکی ہے۔ عنقریب آپ کی خدمت میں روانہ کیا جائے گا۔ "ایسٹرن ٹائمز" امداد کر رہا ہے۔ لیکن "اسٹار" اور "اسٹار آف انڈیا" کی طرف آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔ گرفتاران شہید گنج کی رہائی کو اگر آپ قابل مبارکباد سمجھتے ہوں تو قبول فرمائیے۔ آپ کی کامیابیوں کے لیے دعاگو

ہوں اور اپنی استقامت اور ہدایت کے لیے ملتمس دعا۔ والسلام۔

۲۸۔ امرداد ۱۳۴۷ف
(مطابق ۳۔ جولائی ۱۹۳۸ء)

(۲۲)

مولانا سر محمد یعقوب صاحب
ممبر اکزیکٹیو کونسل۔ دہلی

جناب مخدوم و محترم

بہت دنوں سے آپ کی خدمت میں کوئی عریضہ روانہ نہ کر سکا۔ حیدرآباد کے گزشتہ حالات اخبارات میں آپ نے پڑھے ہی ہوں گے مختصر یہ کہ حیدرآباد اس وقت ایک سخت نازک دور سے گزر رہا ہے حکومت دن بدن مرعوب ہوتی جا رہی ہے اور اس کی مرعوبیت باغیوں کی ہمت بڑھا رہی ہے ابھی مسٹر گنشام سنگھ گپتا (صدر آریا سماج ورولیشک پرتھی ندھی سبھا دہلی) آئے تھے۔ تمام ارباب حل و عقد سے ملاقات کر کے گئے ہیں۔ نہ معلوم کیا کیا زہر پھیلایا ہے۔ ایک اور خبر باوثوق ذرائع سے سنی گئی اور اسی کے سلسلہ میں آج آپ کو زحمت دے رہا ہوں کہ مسٹر کیسکر کا ایک خط یہاں کے مشہور آریائی سماجی لیڈر ونائک راؤ کے نام آیا ہے جو خوش قسمتی سے پولیس کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ مسٹر کیسکر نے ونائک راؤ کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی باغیانہ کوششوں کو حیدرآباد میں زیادہ شدت سے جاری رکھیں اور خوش خبری دی ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو ان باغیوں کی پوری تائید کرنے کے لیے تیار کر لیا گیا ہے۔

یہ جاننے کے باوجود کہ حکومت ہند کانگریس سے متاثر ہے ہم اب تک یہ سمجھ رہے تھے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست کو کمزور کرنے پر انگریز کسی طرح تیار نہ ہوں گے۔ ان ہی ریاستوں کو آئندہ ہندوستان پر تسلط کا ذریعہ بنائیں گے۔ لیکن اس خبر نے مسلمانوں میں ایک عام بے چینی پیدا کردی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ مسلمان اور سلطنت آصفیہ دو جدا شخصیتیں نہیں ہیں۔ اگر مسلمان تباہ ہوئے تو سلطنت آصفیہ کی خیر نہیں اور اگر خدانخواستہ آصفی سلطنت کو نقصان پہنچا تو حیدرآباد میں مسلمانوں کی زندگی ہندوستان کے دوسرے اقطاع سے زیادہ پر مصائب ہو جائے گی۔ اسی لیے میں حکومت کے ارادہ سے بالکل بے تعلق رہ کر محض حیدرآبادی مسلمانوں کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے آپ کو زحمت دے رہا ہوں کہ خدا کے لیے اور اسلام کی خاطر اس وقت مسلمانان دکن کی فکر کیجیے۔ یہ نہیں جانتا کہ آپ کیا کریں۔ لیکن یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ضرور کچھ کریں۔ میں ہر قسم کی معلومات کامل وثوق اور پوری ایمانداری کے ساتھ بہم پہنچانے کے لیے تیار ہوں۔ آپ کے مرتبہ اور منصب کی اہمیت کے مدنظر ایک مسلمان کی حیثیت سے رازداری کا پختہ عہد کرتا ہوں۔ اگر آپ نے مجھے کچھ لکھا تو اس کی طرف سے مطمئن رہیے اور سمجھیے کہ وہ لکھا ہی نہیں گیا ہے۔ اس سے زیادہ کیا عرض کروں۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا اس ابتلائے عظیم میں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے اور ثابت قدم رکھے۔ فقط

۳۰۔ امرداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۵۔ جولائی ۱۹۳۸ء)

نواب شیر جنگ بہادر
محلہ سوماجی گوڑہ۔ حیدرآباد

نواب موسیٰ خاں کے ذریعہ نواب رکن الملک خاں دوران مرحوم کی نہایت خوبصورت اور رنگین تصویر وصول ہوئی۔ کوئی شک نہیں کہ سابق میں میرے معروضوں کی طرف سے آپ کی بے التفاتی نے میرے ان جذبات عقیدت کو مجروح کیا تھا۔ جو نواب صاحب مرحوم کے ساتھ۔ بانی مجلس جاگیرداران کی حیثیت سے مجھے ہے۔ انشاء اللہ مجلس کے ہال میں یہ تصویر سب سے بلند مقام پر جگہ پائے گی اور اس عالی قدر مدبر کی یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں تازہ رکھے گی میرا دلی شکریہ قبول فرمایئے۔ مجلس کی طرف سے علیحدہ ہدیہ تشکر گزرانوں گا۔

نواب صاحب کیا یہ امر انتہائی تعجب اور سخت ملال کا باعث نہیں ہے کہ میں اس عالی مرتبہ بانی مجلس کے جانشین کا نام جاگیرداروں کی فہرست میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ معاف فرمایئے کل رات آپ کے والد بزرگوار کی تصویر سے عالم خیال میں ہم کلام تھا۔ ان کی روح آپ کو مجلس سے علیحدہ دیکھ کر خوش نہیں ہے۔ آپ ان کی اولاد اور سچے جانشین ضرور ہیں لیکن مجلس ان کی معنوی دختر ہے اور ان کی سرمدی زندگی عطا کرنے والی ہے اس سے آپ کی بے التفاتی جنت میں بھی آپ کے والد کو بے چین کرتی رہے گی۔

مجھے یقین ہے کہ میرے یہ پُر محبت معروضے درخور اعتناء ہوں گے اور

صرف میں آپ کو مستقل قریب میں مجلس کارکن دوامی دیکھوں گا بلکہ آپ کے تمام فرزندوں کو بھی مجلس کی رکنیت میں شریک پاؤں گا۔

۱۲۔ شہریور ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۱۸۔ جولائی ۱۹۳۸ء)

(۲۴)

جناب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ

انبالہ

جناب مخدوم و محترم

مکتوب گرامی مورخہ ۷ جولائی پہنچا۔ جواب میں تاخیر کی وجہ اس لیے نہیں لکھتا کہ آپ جانتے ہیں مجلس جاگیرداران کے انتخابات ہو رہے تھے۔ اور انھوں نے پورے اوقات پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اب فارغ ہوا ہوں تو جواب گزران رہا ہوں۔ قاسم علی جے راج بھائی کے انتقال کو کچھ نہ پوچھیے کہ یہ میرے لیے کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوا۔ کاش گزشتہ سفر بمبئی میں ان کے یہاں میرا قیام نہ ہوتا اور ان سے وہ محبت نہ ہوتی جس نے انتقال کے صدمے کو بڑھا دیا ہے۔

وفد معری کی رپورٹ مجھے نہیں پہنچی۔ لکھ کر منگوا رہا ہوں۔ لیکن جو اقتباس آپ نے دیا ہے وہ بہت دلچسپ ہے۔ نام کا معرب ہو جانا میرے لیے نئی چیز نہیں ہے بلاد عربیہ میں میرے نام پر جو مصیبت آئی ہے وہ شاید کسی اور کے حصے میں نہ آئی ہو۔ نحاس پاشا کی آمد کے سلسلے میں آپ کی تمام تجاویز سے لفظاً لفظاً متفق ہوں۔ آنے سے منع کرنا تو مناسب نہ ہوگا۔ البتہ ہندوستان کی

سیاسی کشمکش کا صحیح نقشہ آنے سے قبل ان کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ تعمیل حکم کا عزم کر لیا ہے۔ حسب ذیل امور سے متعلق تفصیلی مواد کا منتظر ہوں۔

۱۔ مسلمانان ہند سے متعلق کانگریس کی پالیسی میں تدریجی تبدیلیاں۔

۲۔ کانگریس کے ہاتھی کے دکھانے اور چبانے کے دانتوں کی تفصیل گفتار و کردار کا تضاد۔

۳۔ ان صوبوں میں جہاں کانگریس کی حکومت ہے مسلمانوں کے ساتھ سلوک۔

۴۔ مسلمانوں کے مطالبات اور کانگریس کی پہلو تہی۔

۵۔ مسلمانوں کی تہذیب و تمدن سے متعلق کانگریسی قائدین و خصوصاً جواہر لال کے خیالات۔

۶۔ مہاسبھا اور آریا سماجی جماعت کے عزائم اور کانگریس سے ان کا تعلق۔

مطلوبہ مواد کے حاصل ہوتے ہی سخاس پاشا سے مراسلت کا ایک سلسلہ قائم کر دیا جائے گا اور کوشش کی جائے گی کہ وہ ان کے ہندوستان آنے تک قائم رہے تبلیغ کی کیفیت کیا لکھوں جاری ہے لیکن دھیمی رفتار سے۔ اقدام سے ہٹ کر مدافعت کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حکومت کی مرعوبیت اور معاندین کے جھوٹے پروپگنڈے نے مصائب کو بڑھا دیا ہے۔

واللہ المستعان الاما یستعون۔

۱۳۔ شہریور ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۹۔ جولائی ۱۹۳۸ء)

مولوی سید غلام بیگ صاحب نیرنگ
بیرسٹر۔ ۵۲۔ لانگ روڈ ہوٹل شملہ
مخدومی زادت الطافکم۔

گرامی نامہ پہنچا اور باعث مسرت ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے سابقہ خطوط آپ کی کامل توجہ حاصل کیے بغیر نہ رہیں گے۔ میں آپ کی مصروفیتوں سے واقف ہوں۔ اس لیے تاخیر کا گلہ نہ کروں گا۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ آپ کسی اور کام سے اس کو کم اہمیت نہ دیں۔

کئی سال ہوئے مولوی خلیل الزماں صاحب صدیقی بیرسٹرایٹ لا نے جو اب رکن عدالت العالیہ ہیں۔ فسخ نکاح سے متعلق ایک مسودہ وضع قوانین میں پیش کیا تھا جس کی بنیاد غالباً بھوپال کے مسودہ قانون پر رکھی گئی تھی۔ وہ زمانہ تک مجلس کے زیر غور رہا۔ خلیل الزماں صاحب کے ہائیکورٹ جج ہو جانے کے بعد کسی دوسرے رکن نے اس تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیا یا نہیں اور اب وہ کس نوبت پر ہے۔ اس کی نہ مجھے خبر ہے نہ خود خلیل الزماں صاحب کو۔ میں نے ان سے خواہش کی ہے کہ ان کے اپنے پیش کردہ مسودہ کی ایک نقل روانہ کریں وصول ہوتے ہی بلا تاخیر حاضر خدمت کرتا ہوں۔ ممکن ہے اس سے کچھ مدد ملے۔ جواب میں تاخیر اس لیے قابل معافی ہے کہ میں پانچ روز کے لیے جاگیر گیا ہوا تھا۔ پرسوں جمعہ کو واپس آیا۔ کل آپ کا خط پڑھا، اور متعلقہ اصحاب کو خطوط لکھے اور آج دینے کے قابل ہوا ہوں۔

۲۹- مہر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۴- ستمبر ۱۹۳۸ء)

(۲۶)

جناب نواب شاہ نواز خاں صاحب
نواب محدوٹ "محدوٹ ولا" ڈیوس روڈ لاہور
نواب صاحب مکرم و محترم زادت الطافکم۔

گرامی نامہ مورخہ ۲۲- اگست اور مسجد شہید گنج سے متعلق اپیل وصول ہوئی۔ جواب میں یوں تاخیر ہوئی کہ میں چار پانچ روز کے لیے بمبئی گیا ہوا تھا۔ یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوں، اور سخت متاسف کہ بمبئی میں جب کہ آپ مسلم لیگ کی مجلس قائمہ کے اجلاس میں تشریف لائے تھے۔ شرف نیاز سے محروم رہا۔ مسئلہ شہید گنج ہندوستان بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے ایک اصولی مسئلہ ہے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ زمین کا ایک ٹکڑا ہمیں ملے گا یا نہ ملے گا۔ سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں خدا کا قانون چلے گا یا ذلول و مجہول انسان کا۔ اس سلسلہ میں آپ کی مساعی ہم سب کے اطمینان و تشکر کی مستحق ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

حیدرآباد اپنے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی ذمہ دار کوتوالی ہے۔ حیدرآبادی مسلمان آپ کو اور خان عبدالمجید خاں جیسے عہدیداروں کو یاد کر رہے ہیں۔ کچھ نہ پوچھیے کہ یہاں کے بے حس مسلمان، مال داروں سے پیسہ وصول کرنا کتنا مشکل ہے۔ بہر حال کام کر رہا ہوں

آپ کی اپیل کو بھی اپنے کام کا ایک جزو سمجھتا ہوں۔ پوری کوشش کروں گا اور نتیجہ سے متعاقب مطلع کروں گا۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

(۲۔ ستمبر ۱۹۳۸ء)

(۴۷)

میر غلام احمد حسن صاحب
زمیندار تلے گاؤں۔ ضلع امراوتی صوبہ برار

مکرمی جناب میر صاحب زادت الطافکم۔

گرامی نامہ مورخہ ۱۱۔ اکتوبر پہنچا۔ آپ کی مساعی جمیلہ کا حیران ہوں کہ کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ اور حیرت میں یوں اضافہ ہوا کہ الٹے آپ نے میرا شکریہ ادا کیا ہے۔ برار کے وفد کی اگر میں نے کچھ خدمت کی تو حقیقت یہ ہے کہ وہ میرا فریضہ تھا۔ میں آئندہ متوقع ہوں کہ اس کا ذکر فرما کر آپ مجھے شرمندہ نہ کریں گے۔ جو معلومات اس خط کے ذریعہ آپ نے بہم پہنچائی ہیں وہ اتنی بیش بہا اور بروقت ہیں کہ میں ان کی اہمیت کو ناممکن البیان خیال کرتا ہوں۔ انشاء اللہ ان سے کام لیا جائے گا۔ اور وہ مفید ثابت ہوں گی۔

رام گوپال جی (مرغی مقیم ورد ھا) اور غلام محی الدین صاحب ایڈوکیٹ کی نسبت دریافت شروع کر دی ہے۔ اگر کچھ معلومات بہم پہنچیں تو مطلع کروں گا۔

کنک چندر ڈیکا صاحب کی حقیقت سے واقف ہو کر امید ہے کہ ان کی تواضع کا زیادہ بہتر انتظام کر سکوں گا۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے بسیناتی

باپٹ صاحب حیدرآباد پر نوازش فرما چکے ہیں۔ ان حضرات سے آپ واقف ہوں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ صوبہ متوسط ہی کی پیداوار ہیں اور انگلستان اور آئرستان کی جنگ آزادی میں مسٹر ڈی ولیرا کا ساتھ دے چکے ہیں۔ اس دعوے کے ساتھ واپس گئے ہیں کہ ایک مہینہ بعد اپنے پانچ ہزار مسلح والنٹیرس کے ساتھ سیواجی کی جانشینی فرمائیں گے۔ ان کا تعلق غالباً مہاسبھا سے ہے میں ان کی نسبت بھی تفصیلی معلومات چاہتا ہوں۔

آپ نے آخری فقرہ میں ریفرمر کمیٹی اور نرسنگ راؤ صاحب کی گفتگو مصالحت کی طرف بھی اشارہ فرمایا لیکن کچھ تفصیل نہ بتائی جس سے تشویش ہے میں بھی خانصاحب عبدالرحمن خاں صاحب کو لکھ رہا ہوں۔ آپ بھی توجہ دلائیے کہ اگر وہ آپ کے دوست کی گفتگو کا صحیح منشاء سمجھ سکے ہیں تو مجھے اس سے جلد مطلع فرمائیں۔

کچھ نہ پوچھیے کہ دورۂ برار کے التواء کا کتنا رنج ہے۔ ہر لمحہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں وہیں نہ ہوں جہاں ہونا چاہیے تھا۔ برادرانِ وطن نے عدالت سے حکم جاری کروا کر کہ میں ان کی طرف سے صفائی میں گواہی دوں۔ برار کے دورہ سے روکا اور بیان سے صرف ایک دن قبل دست برداری کرلی اور بیان نہ ہونے دیا۔ گویا نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے۔

میں نے خاں صاحب کو لکھا ہے کہ وہ اوائل شوال کی تاریخیں معین کردیں۔ انشاء اللہ ضرور آؤں گا۔ اگر ہو سکے تو واردھا کی بھی سیر کروں گا۔ اور کیا عجب ہے کہ سیگاؤں کی بارگاہ دجل و فریب میں بھی باریابی حاصل کرسکوں۔ سیر کانفرنس والوں نے مجبور کردیا۔ صرف دو روز کے لیے ۲۲۔ اکتوبر کو ناگپور

جا رہا ہوں کہ اس کانفرنس کی صدارت کر سکوں۔ اگر ہو سکے تو وہاں ملاقات فرمایئے۔

برار کے وفد میں آپ کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں اور ترستی تھیں۔ اس ایثار اور شانِ بے نیازی نے بہت متاثر کیا۔ خدا مسلمانوں میں آپ کی بہت سی مثالیں پیدا کرے۔ والسلام

آپ کا مخلص

۱۷۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء

(۲۸)

مولوی غلام احمد حسن صاحب
رئیسِ اعظم تلے گاؤں۔ ضلع امراوتی۔ برار
مکرمی زادت الطافکم

خط مورخہ ۲۹۔ اکتوبر کا اتنی دیر سے جواب دینے کی معافی چاہتا ہوں۔ عبداللہ صاحب کی چٹھی کا شکریہ۔ آپ کے خط کو بار بار پڑھا۔ جذبات صحیح اور خلوص و محبت کا ایک طوفان تھا جس کا مقابلہ مشکل سے کیا جا سکتا ہے۔ سیاسیات ہند اور حیدر آباد سے متعلق غیروں کے عزائم پر آپ نے جس خوبی سے روشنی ڈالی ہے اس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ حیدر آباد کے نیند کے ماتوں کو میں یا آپ نہیں جگا سکتے۔ وہ تو زمانے کے ہاتھوں جاگیں گے۔ پہلے تھپیڑے پر آنکھیں تو ملنا شروع کر دی ہیں۔ دیکھیں کب بیٹھتے اور اٹھتے ہیں۔ سیتر کانفرنس میں قریشی صاحب کا طریقہ عمل سخت قابلِ اعتراض تھا۔ مسلم لیگیوں نے میری رائے میں کوئی

ایسی حرکت نہیں کی جو قابلِ اعتراض ہو۔ میں "ایمان" کے تازہ پرچوں کا انتظار کر رہا ہوں۔ اگر قریشی صاحب نے اس میں کچھ گل افشانی کی تو ضرور جواب دوں گا۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۔ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۶۔ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۲۹)

مولوی مفتی رحیم الدین صاحب

مفتی صدارت العالیہ۔ بلدہ

جناب مخدوم و محترم زادت الطافکم

یوں تو خدا ہر سال ادائی زکوٰۃ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ لیکن تمنا یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ کے جیسا فقیہ و مفتی زحمت گوارا کر کے میری زکوٰۃ کا عامل مجھے بنا دے تاکہ میں ہمیشہ کے لیے ایک صحیح طریقہ عمل معین کروں۔ ماہ مبارک ہی میں کسی ایسے دن سے مطلع فرمائیے جب کہ آپ کم از کم دو گھنٹے مجھے دے سکیں، اور ایک مرتبہ میری زکوٰۃ کا تعین فرما دیں۔ زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ آپ اس درخواست کو مسترد نہ فرمائیں گے۔

احقر العباد

۲۔ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۶۔ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۳۰)

جناب خان عبدالرحمن خاں صاحب
ام۔ال۔اے۔ کھام گاؤں۔ برار

خاں صاحب مکرم و محترم

گرامی نامہ مورخہ ۲۔ نومبر پہنچا۔ سیرت کانفرنس میں میں نے جو کچھ کہا وہ ادائیگی فرض کے سوا کچھ نہیں۔

یہاں کے حالات کیا لکھوں۔ برادران وطن نے تین محاذوں سے بیک وقت حملہ شروع کر دیا ہے۔ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس، آریا ڈفنس اور ہندو سبھا ڈیلیگیٹز یونین بظاہر جدا جدا لیکن فی الحقیقت ایک ہیں۔ اس وقت ستیہ گرہ کے سلسلہ میں تقریباً سو آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ سینا پتی بابٹ دوبارہ آئے تھے واپس روانہ کر دیئے گئے۔ اب کی دفعہ اگر آئیں تو گرفتار کر کے سزا دی جائے گی۔ حکومت نے اس ستیہ گرہ کے مقابلے کا عزم کرایا ہے۔ دعا کیجیے کہ خدا استقامت دے۔ مسٹر نرسنگ راؤ سے میری گفتگو جاری ہے۔ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا مسلمان حیدرآباد کے آئندہ طریقہ حکومت کے لیے ریپانسیبل گورنمنٹ کو اپنا نصب العین قرار دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ کا مشورہ چاہتا ہوں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ جمہوریت کے اساس پر ہندوؤں سے ہاتھ ملا کر مسلمان صرف چند دن کے مہمان رہ جائیں گے۔ اگر کوئی ذرہ اس حربے سے محافظت کر سکتی ہے تو وہ بادشاہت اور پورے اختیارات کے ساتھ بادشاہت ہے۔ دعا فرمائیے کہ خدا صراط مستقیم کی طرف رہبری کرے اور ثابت قدم رکھے۔

میری ناقص رائے ہے کہ آپ کو مولانا ابوالکلام آزاد سے ضرور گفتگو کرنی چاہیئے۔ میں مسٹر جناح کو بھی لکھ رہا ہوں۔ آج ہی مولوی غلام احمد خاں صاحب کا خط آیا تھا۔ عبداللہ صاحب کی ایک چٹھی روانہ فرمائی ہے جس سے معاندین کے آئندہ عزائم کا اندازہ ہوتا ہے۔ حیران ہوں کہ ان کا کس طرح شکریہ ادا کروں۔

۲۔ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۶۔ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۳۱)

ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب

بمکاں ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب۔ حمایت نگر

جناب مکرم۔

مجھے افسوس ہے کہ مسٹر نرسنگ راؤ سے جو مراسلت ہوئی تھی اس کے تراشے روانہ کرنے میں دیر ہوئی۔ اس کے ساتھ یہاں کے ایک مشہور کانگریسی ڈاکٹر لطیف سعید کا ایک بیان بھی روانہ کر رہا ہوں اور سر اکبر کی وہ تقریر بھی جو انہوں گزشتہ دفعہ مجلس وضع قوانین میں کی تھی۔ شام میں جب آپ تشریف لائیں تو اس کو اپنے ساتھ ضرور لیتے آئیے۔ ان کے مطالعہ سے مجھے یقین ہے کہ حیدرآباد کے ہندوؤں کی ذہنیت اور حکومت کی پالیسی کا آپ پر کما حقہ انکشاف ہو جائے گا۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۱۰۔ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۱۴۔ نومبر ۱۹۳۸ء)

خاں صاحب عبدالرحمٰن خاں
ام۔اے۔ال۔ال۔بی۔کھام گاؤں۔برار
خاں صاحب مکرم و محترم۔

کئی خطوط پہنچے مبارک باد کا تار بھی وصول ہوا۔ صدر مجلس اتحاد المسلمین کے سالانہ انتخابات کے سلسلہ میں کچھ اس قدر مشغول تھا کہ جواب میں تاخیر ہوگئی اس کے لیے سخت متاسف ہوں۔ ستیہ گرہ چل رہی ہے اور گفتگو مفاہمت بھی جاری ہے۔ آپ کے یہاں ودیانندر اسکیم کے خلاف جو ستیہ گرہ ہونے والی ہے اس نے یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ میری آمد آپ کی مصروفیتوں میں باعث زحمت نہ ہو لیکن بعد خطوط نے آمادہ کر ہی دیا۔ ۱۲۔ شوال کے بعد جس دن کہیے آرہا ہوں۔ اگر تیرھویں شوال ہی سے پروگرام مقرر فرما دیں تو مناسب ہوگا، تار سے جواب دیجیے تاکہ تیاری شروع کر دوں۔ اسی سلسلہ میں مولانا سے ملاقات کا انتظام بھی ہو سکتا ہے۔ اگر اس کے لیے دورہ کا رخ بدلنا پڑے اور جالنہ کی بجائے امراوتی کی سمت سے ابتدا ہو تو مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ یا اگر اس سے قبل آپ چاہتے ہوں تو مطلع فرمایئے تیاری کر لوں گا۔ بہرحال تار کا منتظر ہوں مولانا سے ایک ملاقات ضروری ہے اور میری آمد میں اس کا اظہار نہ ہوگا کہ ان کی ملاقات کے لیے آرہا ہوں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حسب وعدہ برار آرہا تھا ان سے ملاقات ہوگی۔ مقام بجائے ناگپور کے اگر وار دھا ہو تو پیر سیو گاؤں سے بھی تبادلہ خیال کا موقع مل سکے گا۔ جس کی میں خود تو خواہش نہ کروں گا۔

ممکن ہے مولانا انتظام کریں۔ مولانا کافی الحال حیدرآباد آنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ آپ کی کتابوں کا پارسل ناپیلی اسٹیشن پر تلاش کے بعد بھی نہ مل سکا۔ آپ ناگپور کے اسٹیشن ماسٹر کے توسط سے دریافت فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

بقیہ انشاء اللہ بالمشافہ

۲۴۔ ذی ۱۳۴۸ھ

(مطابق ۲۸۔ نومبر ۱۹۳۰ء)

(۳۳)

مولوی میر غلام احمد حسن صاحب
رئیس تلے گاؤں ضلع امراوتی۔ برار

مکرمی زادت الطافکم

آپ کے تمام خطوط پہنچے اور میں نے ایک ایک لفظ غور سے پڑھا۔ جواب میں دیر اس لیے ہوئی کہ صدر مجلس اتحاد المسلمین کے سالانہ جلسے اور مفاہمت کی گفتگو نے سخت مشغول کر رکھا تھا۔ جن مسائل کی طرف آپ نے متوجہ کیا ہے ان میں سے ہر ایک پہلے سے پیش نظر ہے اور تجاویز کے انبار لگے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ کوئی ان کو پورا کرنے والا نہیں ملتا۔ سعی کر رہا ہوں اور آپ سے دعا کا امیدوار ہوں۔ خاں صاحب عبدالرحمٰن خاں کو اطلاع دی ہے کہ ۱۲۔ شوال کے بعد سے برار کے دورے کے لیے آسکتا ہوں۔ غالباً یہی زمانہ مولانا ابوالکلام آزاد کے سی پی آنے کا ہے۔ خاں صاحب نے ان سے میری ملاقات ٹھہرائی ہے۔ انشاء اللہ ضرور ملوں گا۔ آپ نے سچ کہا اگر میں ان کو

حیدرآباد ہی کے ذریعہ اپنی صفوف میں کھینچ سکا تو یہ میری زندگی میں سب سے بڑا کارنامہ ہوگا۔ باقی عند الملاقات۔

۲۵۔ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۲۹۔ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۳۴۱)

جناب چودھری اختر حسین صاحب ایڈوکیٹ

ایم۔ ال۔ سی۔ لکھنو

مکرمی زادت الطافکم۔

پٹنہ کے تین چار روز کسی طرح نہیں بھلائے جاسکتے۔ جن کو میں مسلمانِ ہند کی سیاسی صبح تصور کرتا ہوں خصوصاً آپ کی عنایتوں کا ممنون ہوں اور رہوں گا۔ حیدرآباد آنے کے بعد اس کتاب کی نسبت معلومات حاصل ہوئیں جس کا آپ نے پٹنہ میں ذکر کیا تھا کہ ریاست کی طرف سے آریا سماج سے متعلق شائع کی گئی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ حکومت نے تمام ارکان مقننہ کے یہاں یہ کتاب روانہ کی ہے۔ یقین ہے کہ آپ کو بھی ملی ہوگی۔ اگر نہ پہنچی ہو تو مطلع کیجیے۔ حاضر خدمت کرتا ہوں۔

انشاءاللہ آئندہ سے حیدرآباد کے متعلق تمام لٹریچر آپ کی خدمت میں بروقت پہنچتا رہے گا۔

۴۔ جنوری ۱۹۳۹ء

(۳۵)

مولانا محمد الیاس صاحب برنی
ناظم دار الترجمہ سرکار عالی
جناب مکرم و محترم

'تحفہ محمدی' و 'مشکوٰۃ الصلوات' کے لیے ممنون ہوں۔

جزاک اللہ احسن الجزاء

۹۔ اسفندار ۱۳۴۸ف

(مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۳۹ء)

(۳۶)

خان صاحب عبد الرحمٰن خاں
ام۔ ال۔ اے۔ کھام گاؤں۔ برار
خاں صاحب مکرم و محترم

پٹنہ اور کلکتہ سے واپسی کے بعد نزلہ میں مبتلا ہو گیا اور اب تک ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ واپسی کے بعد ہندو مہا سبھائیوں کی کاروائیوں کا تو آپ کو علم ہوا ہو گا۔ آج کل آپ کا صوبہ مجرمین حیدر آباد کی پناہ گاہ بنا ہوا ہے اور اس سے آپ باخبر ہوں گے کہ ناگپور یونیورسٹی نے جامعہ عثمانیہ کے خارج شدہ ہندو طلبا کو اپنے یہاں شریک کرنے کا تہیہ کر لیا ہے سینٹ کی میٹنگ غالباً ۱۰ جنوری کو ہو رہی ہے، اور اس میں یہ مسئلہ بھی پیش ہو گا کہ قواعد میں ایسی ترمیم کی جائے کہ حیدر آبادی طلبا کا داخلہ ممکن ہو سکے۔

واقعات آپ کو معلوم ہی ہیں کہ ہندو طلبا نے حیدرآباد اور رنگ آباد کے کالجوں میں اشتعال انگیز طریقے پر "بندے ماترم" کا مابہ الاختلاف راگ گایا اور جب ان کو منع کیا گیا تو عدول حکمی کی اور جراءت کے ساتھ اپنے نام نوٹ کرا دیئے۔ ان کی طرف سے یہاں جو لٹریچر شائع ہوا ہے اس میں انھوں نے اس گیت کو اپنا مذہبی گیت قرار دیا ہے۔ حالانکہ کانگریس نہ اس کو مذہبی گیت سمجھتی ہے اور نہ پوری قوت کے ساتھ اس کے قومی گیت ہونے کی قائل ہے۔ ان سارے حالات کے تذکرے سے یہ منشاء ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ یونیورسٹی سینٹ کو ترمیم قواعد اور اعانت طلبائے خارج شدہ سے مانع رکھا جائے۔ اس کی تدابیر کیا ہوں گی وہ یہاں بیٹھ کر میں نہیں بتا سکتا آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ سی پی کے مسلمانوں کا اس کے خلاف احتجاج سینٹ کے مسلم یا نان برہمن یا مخالف کانگریس ارکان کا اختلاف ناگپور یونیورسٹی کے مسلم طلبا کی طرف سے دھمکی کہ ایسی صورت میں وہ اس یونیورسٹی کو ترک کر کے عثمانیہ یونیورسٹی میں داخل ہونے کے لیے مجبور ہوں گے۔ مسلم پریس اور پلیٹ فارم کی طرف سے احتجاج یہ سب کچھ اور اس سے بہت زیادہ آپ کی توجہ سے ممکن ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ناگپور یونیورسٹی کا یہ اقدام انٹر یونیورسٹی بورڈ کے باہمی تصفیہ کے خلاف ہے کہ ہر یونیورسٹی دوسری یونیورسٹی کے قواعد کا احترام کرے گی۔ دوسری دشواری یہ ہے کہ ان لڑکوں نے ہماری جامعہ سے سند اخراج حاصل نہیں کیا ہے۔ ناگپور یونیورسٹی اس امر کا اندازہ کیسے کر سکے گی کہ کونسا طالب علم کس جماعت میں

تعلیم پاتا تھا۔ آج جنوری کی ۱۲۔ تاریخ ہے۔ یہ خط غالباً آپ کو ۱۴۔ تاریخ کو ملے گا اور صرف تین دن درمیان میں رہ جاتے ہیں جو آپ کی مخلص مساعی کے لیے بہت کافی ہیں۔ اس خط کی ایک نقل خاں بہادر نواب صدیق علی خاں صاحب کی خدمت میں بھی روانہ کر رہا ہوں۔ جواب کا بے چینی سے منتظر ہوں۔

۱۳۔ جنوری ۱۹۳۹ء

(۳۷)

سید محمد قاسم رضوی صاحب

لاتور

مکرمی ایدکم اللہ

افسوس ہے کہ ۱۴۔ فروری کے خط کا جواب آج دے رہا ہوں۔ تاخیر کی وجہ اس لیے نہیں لکھتا کہ آپ کو میری مصروفیتوں کا علم ہے۔ پروگرام سے متفق ہوں لیکن تاریخوں سے متعلق یقیناً کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ ۸ر تیر کو جمعہ نہیں آتا یکشنبہ ہوتا ہے۔ جمعہ ۶۔ تیر کو ہے۔ اگر آپ بجائے ۶۔ تیر کے پہلی یا دوسری تیر سے پروگرام شروع کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ ہمنا باد کے گنجوٹی کو شامل کر لیجیے یا گنجوٹی والوں کو ہدایت کیجیے کہ ہمنا باد آجائیں۔ جہاں کہیں میرا دورہ ہو اطراف کی شاخوں کے معتمدین اور مسلمان وہاں آسکیں تو سہولت کا باعث ہوگا۔ بعد ترمیم صحیح تاریخ سے مطلع فرمائیے۔ جواب کا منتظر ہوں۔ پروگرام واپس روانہ کر رہا ہوں۔ قطعی ترمیم کے

بعد اس کی ایک نقل بھیج دیجیے تاکہ میری مثل میں شریک رہے۔ میری مزید منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔

یقین ہے کہ گلبرگہ سے صوبہ داری کانفرنس کے اطلاع نامے پہنچے ہوں گے۔ اگر نہیں آئے تو علی الدین احمد صاحب وکیل کو لکھ کر اور میری گفتگو کا حوالہ دے کر معلوم کر لیجیے۔ میرے اس دورے کی اطلاع یقین ہے کہ آپ کے ذریعہ مقامی معتمدین کو ہو جائے گی اور وہ ضروری انتظامات کر لیں گے۔ آخر میں آپ کے لیے جزائے خیر کی دعا کرتا ہوں۔

۳۰۔ فروردی ۱۳۴۸ف

(مطابق ۴۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۳۸)

عالی جناب راجہ محمد امیر احمد خاں صاحب

راجہ محمود آباد۔ قیصر باغ۔ لکھنو

امیر مجاہدین اسلام یدکم اللہ بنصرہ۔

تسلیم۔ دونوں گرامی نامے اس وقت میرے سامنے ہیں۔ نہ صرف دہلی میں بلکہ میں تو پٹنہ میں بھی شرف نیاز سے محرومی کا شکوہ کر رہا ہوں۔ یوں تو ایک سے زیادہ مرتبہ سلام عرض کرنے کی مسرت حاصل ہوئی لیکن وہ جو کچھ کہنے اور کچھ سننے کی تمنا رکھتا تھا پوری نہ ہوئی۔ گرامی نامہ ۱۴۔ ذی الحجہ نے ایمان کو تازہ کر دیا۔ اتحاد بین المسلمین کی جو سعی آپ فرما رہے ہیں وہ نہ صرف مبارک بلکہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ میں اپنی زندگی کا

مقصد اور مسلمانوں کی حیات اجتماعی کی روح اسی سعی کو سمجھتا ہوں۔
"رہبر" کے اجرا کا خیر مقدم کرتا ہوں اور اس کی ہر خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ سخت افسوس ہے کہ ۲۰۔ فروردی کو دہلی سے واپس آنے کے بعد گرامی نامہ ملا جس میں یہ حکم تھا کہ ۱۶۔ فروردی تک "رہبر" کے لیے اپنے خیالات حاضر کروں۔ یہاں جو پہنچا تو معاندین نے دہشت انگیز حادثات کی ابتدا کر دی تھی۔ شہر کے گنجان محلوں میں بم پھٹ چکے تھے اور زہر خورانی کی متعدد وارداتیں شیرینی فروشوں اور خوانچہ والوں کی طرف سے پیش آچکی تھیں۔ شہر میں ایک عام بے چینی اور ہل چل مچی ہوئی تھی۔ ادھر ماہ محرم قریب تھا اور معاندین چاہتے تھے کہ حیدرآباد کو بھی شیعہ سنی فسادات میں ہمدوش لکھنو بنا دیں۔ کچھ انہوں کے ہاتھ اس آگ کو ہوا دے رہے تھے۔ غرض اسی کش مکش میں عشرہ محرم گزرا اور آج پہلی فرصت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں اور تاخیر کے لیے خواستگار معافی ہوں۔ اگر مضمون کی اب بھی ضرورت ہو تو حکم فرمائیے۔ اپنی انتہائی مصروفیتوں کے باوجود وقت نکال کر تعمیل ارشاد کروں گا۔

ڈھالوں کے لیے آدمی بھیجے ہیں۔ فراہم ہوتے ہی حاضر خدمت کرتا ہوں۔ میری پُرخلوص دعا ہے کہ خدا آپ سے وہ کام لے جو اس کے اور نبی اور آلِ نبی علیہم السلام کے نزدیک پسندیدہ ہو اور مسلمانوں میں آپ کی مثالیں پیدا کرے۔

۳۰۔ فروردی ۱۳۴۸ف

(مطابق ۴۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۳۹)

مکرم بندہ جناب سردار محمد اورنگ زیب خاں صاحب
بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی (علیگ)
ایڈووکیٹ ام۔ال۔اے۔ پشاور

مکرمی۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ مورخہ ۲۸۔ فروری باعث مسرت ہوا۔ خان بہادر سعد اللہ خاں کا منتظر ہوں۔ وہ ابھی تک حیدرآباد تشریف نہیں لائے۔ ان کا موسومہ خط جو آپ نے میرے پتے پر روانہ کیا تھا۔ مولوی خان فضل محمد خاں کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں جو اس وفد کے انتظامات کر رہے ہیں۔ میری طرف سے ہر قسم کی امداد اور خدمت کا یقین رکھیے لیکن حکومت کی طرف سے کوئی امید نہیں دلا سکتا۔ کیونکہ حالات نے اس کو بڑی حد تک مرعوب کر دیا ہے۔ معاندین کے اس پروپگنڈے نے کہ حیدرآباد بیرونی مسلم اداروں کی بہت مدد کرتا ہے حیدرآباد کے دست سخا پر مہر لگا دی ہے۔ آندھرا اور بنارس یونیورسٹی کو ایک ایک لاکھ روپے کی مدد کی جا رہی ہے۔ لیکن توقع نہیں کہ پشاور کے اسلامی مدرسہ کے لیے کوئی توجہ کی جائے۔ ان جملوں کا مطلب آپ کو مایوس کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی بدقسمتی کا گلہ کرنا ہے۔ بہر حال کوشش جو میرا فرض ہے اس کی طرف سے یقین رکھیے۔

صوبہ سرحد کے مسلمانوں کا مسلمانانِ دکن کی طرف سے ممنون ہوں۔ ابھی تک تو اس کی ضرورت پیش نہیں آئی ہے کہ سرحد سے رضا کار طلب کیے جائیں۔ جب ضرورت پیش آئے گی تو مسلمانانِ حیدرآباد انشاء اللہ آپ کی

ہدایات کی پوری پوری تعمیل کریں گے۔ خدا آپ کو اچھا رکھے اور وہ دن جلد لائے کہ میں صوبہ بہار میں مسلم لیگ کی حکومت اور آپ کو اس کا وزیر اعظم دیکھوں۔ پٹنہ کی صحبتیں یاد ہیں اور ہمیشہ یاد رہیں گی۔ مولوی عبدالودود صاحب کی خدمت میں میرا سلام پہنچایئے جن کا ممنون ہوں، اور نواب محمد ظفر خاں صاحب آف بنون سے اگر اسمبلی میں ملاقات ہو جائے تو میری طرف سے آداب عرض کیجئے۔ والسلام۔

۳۱۔ فروردی ۱۳۴۸ف

(مطابق ۵۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۴۰)

جناب مخدوم و محترم مولوی الحاج سید نواب علی صاحب

ام۔ اے۔ سابق وزیر تعلیمات۔ جوناگڈھ

امراء الدولہ اسلامیہ ہائی اسکول (لکھنو)

جناب مخدوم و محترم زادت الطافکم

سخت متاسف اور نہایت شرمندہ ہوں کہ ۲۳۔ جنوری کے عنایت نامہ کا جواب آج ۵۔ مارچ کو دے رہا ہوں۔ گزشتہ مہینہ مسلسل سفر میں گزرا اور عشرہ محرم سخت پریشانی اور اضطراب میں۔ یوں سمجھیے کہ اپنی پہلی فرصت میں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر مسرت ہوئی کہ آپ نے لکھنو میں مستقل سکونت اختیار فرمالی۔ خدا آپ کو اطمینان قلب اور انشراح صدر عطا فرمائے اور مقامات روحانی کے انتہائی مدارج سے سرفراز کرے۔ آپ کی دعائیں کچھ کرنے والوں کے لیے، کچھ نہ کرنے کے باوجود ایسی امداد ہیں جن کو نظر انداز نہیں

کیا جا سکتا۔

مسلمانانِ لکھنؤ نے حیدرآباد سے جو دلچسپی کا اظہار کیا اس کے لیے تمام مسلمانانِ دکن کی طرف سے ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں۔ آپ کی نظم کا ہر ایک مصرعہ خلوص و صداقت کا آئینہ دار اور حیدرآباد سے متعلق مسلمانانِ ہند کے جذباتِ صحیحہ کا مظہر ہے۔ چند رسالے روانہ کر رہا ہوں۔ ایسے افراد میں تقسیم فرما دیجیے جو ان سے کام لے سکیں اور دوسروں پر حیدرآباد کی موجودہ شورش کے صحیح حالات کو واضح کر سکیں۔

تبلیغی کوششیں حسبِ سابق جاری ہیں لیکن معاندین کی مخالفت اور حکومت کی مرعوبیت کے باعث بڑی حد تک کام میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ دعاؤں کا طالب ہوں۔

۳۱۔ فروردی ۱۳۴۸ف

(مطابق ۵۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۴۱)

جناب مخدوم و محترم مولانا ظفر علی خاں صاحب

بی اے۔ ایم۔ ایل۔ اے سنٹرل دفتر مجلس اتحادِ ملت

فتح پوری۔ دہلی

رئیس المجاہدین ایدکم اللہ بنصرہ۔

السلام علیکم۔ گرامی نامہ مورخہ ۲۔ فروردی کا جواب چاہتا تھا کہ دہلی میں بالمشافہ دوں۔ ۱۲۔ اور ۱۳۔ فروردی کو ایک سے زیادہ

مرتبہ کوشش کی لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ آپ جونپور واپس تشریف نہ لائے تھے۔ ۱۴۔ کو اس قدر مصروف رہا کہ باوجود وعدہ اسمبلی ہال نہ آسکا اخبارات میں کاظمی صاحب کے مسودہ قانون خلع پر آپ کی تقریر واپس آتے آتے ریل میں پڑھی اور محرومی نیاز کا افسوس کرتا رہا۔ حیدرآباد پر آپ کی جو عنایتیں مبذول رہیں اس کے لیے میں ممنون ہوں۔ اس کے علاوہ زمیندار اور وحدت کے ذریعہ ان تمام مساعی سے مطلع ہوتا رہا ہوں جو حیدرآباد کے لیے آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کیں۔

فجزاك الله احسن الخير

پٹنے سے واپس آنے کے بعد سے آج تک کچھ نہ پوچھیے کہ کس اضطراب کشمکش میں زندگی گزری۔ ایک بڑا وقت تو صرف سفر کرتے ہوئے گزرا اور جو دن گھر پر گزرے وہ سیماب وار فکر و تشویش میں۔ معاندین جو دہشت انگیزی شروع کر دی ہے اس کا حال آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ ایک ادارہ یہ بھی تھا کہ شیعہ اور سنیوں کو لڑا کر مسلمانوں کی سماجی وحدت کو نقصان پہنچائیں۔ بحمد للہ ان کو ان ارادوں میں ناکامی ہوئی۔

مسجد کرم آباد سے متعلق اپنا وعدہ یاد ہے۔ انشاء اللہ اب آپ کو یاد دہانی کی ضرورت نہ پڑے گی۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۳۱۔ فروردی ۱۳۴۸ف

(مطابق ۵۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۴۲)

خان بہادر عبداللطیف خاں صاحب
شولاپور

خان بہادر زادت الطافکم۔

السلام علیکم۔ عنایت نامہ مورخہ ۱۸۔ محرم کو پڑھ کر مسرت ہوئی۔ مجھے خود سخت افسوس رہا کہ میرے زمانہ قیام شولاپور میں آپ وہاں تشریف نہ رکھتے تھے۔ اس سے زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ مقامی مسلم لیگ کی خاموشی اور جمود نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا ہے اور وہ ہر اس شخص کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں جو ان کے سامنے کھڑا ہو۔ اس کیفیت کو میں انتہائی بدقسمتی تصور کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کہیں کانگریس کی مسلم ماس کانٹیکٹ (MASS CONTACT) کی کوشش کامیاب نہ ہو جائے۔ میں نے انتہائی کوشش کی کہ دوسرے کارکنوں اور مسلم لیگ کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے لیکن افسوس ہے کہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اسی آپس کی کشمکش نے جس کا مجھے پہلے سے علم نہ تھا میرے سفر شولاپور کو ناکام بنا دیا۔ ادھر کارکنان مسلم لیگ مجھ سے خفا ہیں کہ میں نے ان کے جمود و خمود کا ذکر کیا۔ ادھر انجمن حمایت المسلمین کے کارکن رنجیدہ ہیں کہ ان کی دعوت پر آ کر میں نے مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں

خیر مجھے اس کا کچھ خیال نہیں ہے۔ میں ایک مخلص مسلم لیگی ہوں اور میری

دلی تمنا ہے کہ سارے ہندوستان میں مسلم لیگ کے سوائے کوئی دوسرا تنظیمی اور سیاسی مسلم ادارہ مسلمانوں میں انتشار پیدا نہ کر رہا ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ کارکنان مسلم لیگ اپنے فرائض کو پہچانیں اور غیر ہوں کے ساتھ مل کر بے غرضی کے ساتھ کام انجام دیں۔ آئندہ صوبائی مسلم لیگ کا اجلاس بہت مبارک ہے لیکن جہاں تک میں شولاپور سے واقف ہوا ہوں مجھے اس وقت تک اس اجلاس کی کامیابی کی امید نہیں ہے جب تک آپ ان مسلم لیگی ارکان کو بھی کاملاً اپنے ساتھ نہ لے لیں جو آپ کی بے توجہی کی وجہ سے ڈی۔ ایم۔ میناز کا ساتھ دے رہے ہیں۔ میری امداد کا ہر وقت یقین رکھیے حیدرآباد آج کل اپنی پریشانیوں میں اتنا سرگرداں ہے کہ میں آپ کو زحمت دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ جلسہ کی صحیح تاریخ سے مطلع فرمائیے۔ اپنی اور اپنے بعض احباب کی امداد روانہ کردوں گا۔

حیدرآباد میں جو اصحاب مسلم لیگ اور اس کی کاروائیوں سے دلی ہمدردی اور دلچسپی رکھتے ہیں ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) مولوی ابوالحسن سید علی صاحب ایڈوکیٹ۔ رسالہ عبداللہ حیدرآباد دکن

(۲) مولوی عبدالرؤف صاحب بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی وکیل۔ کنٹہ روڈ۔

(۳) مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب معتمد مجلس علمائے دکن۔ قاضی پورہ۔

(۴) مولوی احمد عبداللہ المسدوی بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی وکیل۔ محبوب نگر۔

(۵) مولوی سید فضل حسین صاحب وکیل بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ ورنگل حیدرآباد دکن۔

(۶) مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب بی۔اے۔ال۔ال۔بی وکیل لاتور ضلع عثمان آباد۔
(۷) مولوی اکرام اللہ صاحب وکیل عثمان آباد۔ حیدرآباد۔
(۸) مولوی اکبر عالم صاحب بی۔اے۔ال۔ال۔بی وکیل گلبرگہ شریف حیدرآباد
۹) مولوی محمد احمد صاحب خالدی۔ وکیل گلبرگہ۔
(۱۰) مولوی عبدالکریم صاحب تماپوری گلبرگہ حیدرآباد۔

۶۔ اردی بہشت ۱۳۴۸ف

(مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۴۳)

سردار محمد اورنگ زیب خاں صاحب
مکرمی۔

گرامی نامہ مورخہ ۲۲۔ فروری باعث مسرت ہوا۔ جواب میں تاخیر ہوئی۔ متاسف ہوں۔ خان بہادر سعد اللہ خاں صاحب کا وفد گزشتہ چہارشنبہ کو آیا تھا اور حکومت کا مہمان رہا۔ کل میرے یہاں وفد کے اعزاز میں ٹی پارٹی تھی۔ شہر کے تمام معزز اصحاب جمع تھے ہم سب کوشش کر رہے ہیں کہ یہ وفد یہاں سے کامیاب جائے۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ فقط

۶۔ اردی بہشت ۱۳۴۸ف

(مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۴۴)

نواب محمد ظفر خاں صاحب
آئی۔ او۔ یم۔ یم۔ ال۔ اے آف بنوں
ضلع بنوں۔ صوبہ سرحد

نواب صاحب مکرم و محترم

السلام علیکم۔ خط مورخہ ۲۔ مارچ ۱۹۳۹ء پہنچا اور سخت تکلیف و رنج کا باعث ہوا۔ موت اور جوان بیٹے کی موت سخت تکلیف دہ اور باعث رنج ہے۔ اس عمر میں آپ کے لیے یہ صدمہ خدا کی ایک آزمائش ہے۔ میری دعا ہے کہ اس آزمائش میں آپ پورے اتریں اور آپ کو خدا صبر جمیل عطا کرے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجھے اپنے غم میں شریک تصور فرمائیے۔ حیدرآباد کے حالات دن بدن گرتے جا رہے ہیں۔ جب ضرورت ہوگی آپ سے ضرور امداد حاصل کروں گا۔ فی الحال صرف آپ کی دعا کا امیدوار ہوں۔ آج کل اسلامیہ کالج پشاور کا وفد خان بہادر سعد اللہ خاں صاحب کی قیادت میں حیدرآباد آیا ہوا ہے۔ کل میرے یہاں ان کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی تھی۔ ہم سب کوشش کر رہے ہیں کہ یہ وفد یہاں سے کامیاب جائے۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ وہاں تمام بھائیوں کو میرا سلام پہنچائیے۔ فقط

۶۔ اردی بہشت ۱۳۴۸ف
(مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۴۵)

ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب
پی۔ ایچ۔ ڈی۔ معتمد مقامی آل انڈیا اورنٹیل کانفرنس
عثمانیہ یونیورسٹی

مکرمی۔ اردو زبان کے واحد علمی مرکز جامعہ عثمانیہ کے نائب معین امیر کا مغربی زبان میں لکھا ہوا دعوت نامہ علوم مشرقیہ کانفرنس کے لیے پہنچا پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی۔

چو لفر از کعبہ برخیزد۔ کجا ماند مسلمانی

مسلک مطبوعہ کاغذ پر جواب دینا اپنی مشرق دوستی کے خلاف سمجھتا ہوں اس لیے علیحدہ خط لکھ رہا ہوں۔ اس گستاخی کے لیے معافی بھی نہیں چاہتا بلکہ:

خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم

اس کانفرنس کا حیدرآباد میں انعقاد مبارک ہو۔ مجھے اس کے اغراض و مقاصد سے پورا پورا اتفاق و ہمدردی ہے مجلس استقبالیہ کی رکنیت کا چندہ بسلغ بیس روپے ملفوف ہے۔ قبول فرما کر ممنون فرمائیے۔ فقط

۲۱۔ شہریور ۱۳۵۰ ف
(مطابق ۲۷۔ جولائی ۱۹۴۱ء)

(۴۶)

سید محمد قاسم رضوی صاحب
لاہور

رضوی صاحب

تبدیلی جگہ کے اعلانات اخبارات میں شائع ہو چکے۔ انشاءاللہ میں الوداعی تاریخوں میں ضرور آؤں گا۔ آپ اپنے خطبۂ صدارت میں تمام ضروری مسائل پر بحث کریں لیکن اعتدال کے ساتھ۔ تبدیلی وزراء کے مسئلے کو زیادہ تفصیل سے نہ چھیڑیئے تو مناسب ہوگا۔ فقط

۱۳۔ مہر ۱۳۵۰ف

(مطابق ۱۹۔ اگست ۱۹۴۱ء)

(۴۷)

مولوی امیر حسن صدیقی صاحب

نائب صدر انجمن اسلامی تاریخ و تمدن

مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ

گرامی نامہ مورخہ ۱۶۔ اگست پہنچا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ آپ کی دعوت قبول کرنے کو دل بے چین ہے لیکن یہاں کی مصروفیتیں مانع ہیں۔ اکتوبر تک حیدرآباد سے باہر نکلنا ممکن نہیں۔ اس لیے معافی چاہتا ہوں۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ کے یہ جلسے کامیاب ہوں۔ فقط

۲۷۔ مہر ۱۳۵۰ف

(مطابق ۲۔ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۴۸)

سید مطلوب حسین صاحب
سکریٹری قائداعظم فنڈ
ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ۔ ملابار ہل۔ بمبئی
مکرمی۔

آپ کا خط پہنچا۔ مسٹر جناح کی طرف سے اپنے خط کا جواب کا منتظر ہوں۔ ہوم اسٹڈی سرکل (
) کے لیے میری پوری امداد کا یقین رکھیے۔ لیکن مجھے ہر کام کے لیے تھوڑی یاد دہانی کی ضرورت پڑتی ہے کیوں کہ مشغول بہت رہتا ہوں۔ شرکت کے فارمس (
) خالد صاحب نے ابھی تک مجھے دیئے آج ان کو لکھ کر منگوالوں گا آپ بھی ان کو لکھ دیجئے کہ مجھے وقتاً فوقتاً یاد دلاتے رہیں۔ انشاءاللہ فارمس کی تکمیل تو بہت جلد ہو جائے گی۔ میرے سکریٹری کی حیثیت سے خالد صاحب کے لیے آپ کی تجویز پر غور کر رہا ہوں۔ اگر میں نے ان کو پسند کر لیا تو پھر آپ ہی کے ذریعہ تحریک کروں گا۔ آدمی بہت اچھے ہیں لیکن میں اپنے دل کو ابھی ان کی طرف متوجہ نہیں پا رہا ہوں۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۱۳۔ آبان ۱۳۵۰ف

(مطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۴۹)

مولوی ابوالبیان آزاد
قریب جامع مسجد۔ دہلی

گرامی نامہ مورخہ ۱۳ ستمبر پہنچا۔ اس پورے سلسلہ مراسلت میں آج آپ کو پہلا خط لکھ رہا ہوں۔ مبارک باد کا دلی شکریہ۔ آپ نے جو خدمت کی اس کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ مفاہمت نہ صرف مسرت بخش بلکہ باعث اور اگر پردے کی بات کہہ دوں۔ توفیح کے مترادف رہی۔ میں شاید آپ سے مل سکوں گا۔ لاہور کی سٹی مسلم لیگ کے جلسے کی دعوت قبول کر لی ہے آتے یا جاتے ہوئے دہلی میں ضرور ٹھہروں گا۔ متعلقہ احباب کی شکایات کو بھول جائیے۔ سب کو آپ کا سلام پہنچا دیا گیا ہے۔ سب کا سلام قبول کیجئے۔ فقط۔

۱۳۔ آبان ۱۳۵۰ ف

(مطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۵۰)

جناب مولوی محمود الحسن صاحب
اخبار "ندیم"
بھوپال

اسٹیٹ مسلم لیگ کے سلسلہ میں جو خطوط میرے پاس وصول ہوئے ہیں وہ مرسل خدمت ہیں۔ براہ کرم ان کی طرف جلد توجہ فرمائیے۔ آج بھوپال کے وزیر قانون کا ایک خط وصول ہوا جس میں انھوں نے میری طرف سے

ہز ہائینس کی خدمت میں آپ کے پیش کردہ یادداشت کا ذکر کرتے ہوئے ہز ہائینس کی طرف سے یہ لکھا کہ ہز ہائینس ان جذبات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو میں نے ان کی نسبت اپنی یادداشت میں ظاہر کیے اور فرمایا ہے کہ وہ اپنی ریاست میں ہمیشہ مجھے خوش آمدید کہیں گے اور اگر وہ بھوپال میں تشریف فرما رہیں تو مجھ سے مل کر خوش ہوں گے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نواب صاحب مجھ سے ملنے کے بعد ہی امور مندرجہ یادداشت کی طرف توجہ فرمانا چاہتے ہیں۔ رمضان میں تو میرا تو کہیں باہر جانا قطعاً محال ہے۔ انشاء اللہ شوال میں اپنی پہلی فرصت میں بھوپال آؤں گا۔ اس کی اطلاع وزیر عدلیہ کو بھی دے رہا ہوں۔ خدا کرے کہ کام بن جائے۔

یہاں کے حالات اب الحمد للہ بہتر ہیں۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے میری شریک حیات کی طرف سے مسز صدیقی کو سلام پہنچائیں۔ فقط

۱۳۔ آبان ۱۳۵۰ف

(مطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۵۱)

جناب حاتم برہانی صاحب

صدر سیر کمیٹی۔ ریاست پالن پور۔ گجرات

آج ایک دورے سے واپس آنے کے بعد مجھے آپ کے دو خطوط مورخہ ۱۳ و ۱۵۔ دسمبر دیکھنے کا موقعہ ملا پہلے خط کو پڑھ کر افسوس ہوا اور دوسرے کو پڑھ کر مسرت و اطمینان۔ خدا آپ کے اس ایقان کو ہمیشہ برقرار رکھے

اب آپ کا دوسرا قدم یہ ہونا چاہیے کہ ہز ہائینس نواب صاحب کی خدمت میں سیرت کمیٹی کی طرف سے واقعات کو ظاہر کرتے ہوئے ایک میموریڈم پیش کریں جس کا مضمون یہ ہو کہ جو اصلاحات ریاست میں نافذ کیے گئے ہیں ان میں مسلمانوں کی نشستیں ریاست کی اہمیت کے مدنظر سلطنت حیدرآباد کی طرح کم از کم (۸۰) فیصدی معین کر دی جائیں اور مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دیا جائے۔ میں بھی نواب صاحب کو لکھ چکا ہوں اور پھر ان کو توجہ دلا رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ تمام معاملات درست ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ آپ کی جماعت میں اتفاق قائم رہے اور آپ کے خلوص میں فرق نہ آئے۔ فقط

۱۸۔ آبان ۱۳۵۰ف
(مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۵۲)

نواب صاحب پالن پور

بعالی خدمت ہز ہائینس نواب صاحب میر طالع محمد خان صاحب بہادر زبدۃ الملک۔ والئ ریاست پالن پور۔ گجرات

یقین ہے کہ پور ہائینس پالن پور میں رونق افروز ہو چکے ہوں گے ہز ہائینس کے مزاج کی کوئی کیفیت معلوم نہ ہوئی۔ امید ہے کہ اب آپ کا مزاج کامل صحت و عافیت کے ساتھ ہوگا۔ اس خط کے ذریعہ پالن پور کے ان ہی دستوری مسائل میں زحمت دے رہا ہوں جن کے سلسلہ میں گزشتہ فروری

کے مہینے میں پالن پور حاضر ہوا تھا۔ یور ہائینس نے اس وقت یہ ارادہ فرمایا تھا کہ بنگلور کے زمانۂ قیام مجھے اور سر علی محمد صاحب دہلوی کو یاد فرما کر ان مسائل کا قطعی تصفیہ فرما دیں گے۔ اور اگر ضرورت ہو تو اس سلسلے میں قائد اعظم محمد علی جناح سے بھی مشورہ فرما لیا جائے گا۔ لیکن اب جن حالات کی مجھے پالن پور سے اطلاع ملی ان سے معلوم ہوا کہ سر علی محمد صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے اور بعض مسلمانوں سے موجودہ دستور کی نسبت رضامندی حاصل کرنے کی کوشش فرمائی جس کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت باہمی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ان واقعات کو یور ہائینس کی اطلاع میں لاتے ہوئے صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان مسائل کا آپ کی توجہ سے جس قدر جلد تصفیہ ہو جائے اتنا ہی بہتر اور مفید ہوگا اور اس کے لیے اگر میں کوئی مفید خدمت یور ہائینس آپ کی ریاست کی کر سکوں تو میرے لیے باعث مسرت ہوگا۔ فقط۔

۱۸۔ آبان ۱۳۵۰ف

(مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۵۳)

بخدمت جناب رسول خاں صاحب پٹھان
صدر بڑودہ اسٹیٹ مسلم کانفرنس
کھنڈے راؤ مارکیٹ۔ بڑودہ

مکرمی۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کی طرف سے بہت دنوں سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ بڑودہ کے مختصر سے حالات سے

مطلع فرما کر ممنون کیجیے۔ پالن پور اسٹیٹ آپ سے قریب ہی ہے وہاں کے حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم نے وہاں کی سیرت کمیٹی کو مسلم تصور کر کے اپنے ساتھ اس کا الحاق کر لیا تھا۔ اب سنا ہے کہ وہاں کی حکومت نے چند مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر ایک دوسری اسٹیٹ مسلم لیگ قائم کر دی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں باہمی اختلاف ترقی کر رہا ہے۔ اس اسٹیٹ مسلم لیگ کو میں نے تو اجازت نہیں دی۔ ممکن ہے ان لوگوں نے سکریٹری صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کو پورے حالات بتائے بغیر اجازت لے لی ہو۔ سیرت کمیٹی والوں کو میں نے ہدایت کر دی ہے کہ چونکہ پالن پور آپ سے قریب ہے اس لیے اپنے تمام مسائل میں آپ سے مشورہ کریں اور آپ کی ہدایات پر عمل کریں۔ برادرم۔ اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کے کام کو اپنا کام سمجھیے اور وہاں کے مسلمانوں کی رہنمائی فرما کر مجھے ممنون کیجیے۔ آج کل مولانا سید مرتضیٰ صاحب وہیں بڑودہ میں ہیں ان سے بھی آپ کو ان معاملات کے سمجھنے اور سلجھانے میں مدد ملے گی۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۹۔ آذر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

(۵۴)

مائی ڈیر مسٹر جناح

میرے اسپیشل منیجر (SPECIAL MESSENGER) کے آپ کے یہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے اپنی جمعداری نظم جمعیت

اور اس سے متعلقہ آنرز (NONAURS) سے استعفیٰ دے دیا۔ تہرودی پراپر چینل (THROUGH THE PROPER CHANNEL) جانے کی بجائے میں نے اپنا استعفیٰ راست اعلیٰ حضرت کی خدمت میں روانہ کیا تھا دوسرے دن انھوں نے اخبارات میں اپنا ایک فرمان شائع کیا جس میں میری تعریف بھی کی اور یہ بھی لکھا کہ میری گورنمنٹ اس پر غور کرے گی۔ بہادر یار جنگ کو جلدی نہیں کرنا چاہیے، اور یہ بھی لکھا کہ میں نہیں چاہتا کہ بغیر کسی معقول وجہ کے ان کے اعزازات لے لیے جائیں۔ جہاں تک میں جانتا ہوں انھوں نے میرا معروضہ ایگزیکٹیو کونسل (EXECUTIVE COUNCIL) میں غور کے لیے روانہ کر دیا ہے اور غالباً کونسل اس پر عید کے بعد غور کرے گی۔

اس استعفیٰ کی خبر کے شائع ہونے سے پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا اور اس معافی نامے کے بُرے اثرات کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی جو آپ کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے داخل کیا تھا۔

معاش داروں کے متعلق آرڈرز (ORDERS) ابھی تک WITHDRAW نہیں ہوئے۔ جاگیردار ایسوسی ایشن نے ابھی تین چار دن قبل اپنا ایک وفد اس کی نسبت صدر اعظم کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ڈومینین (DOMINION) کے چاروں طرف سے معاش دار بھی مطالبہ کر رہے ہیں توقع ہے کہ شاید عید کے بعد حکومت اس کی طرف توجہ کرے گی۔

ایک مسئلہ میں آپ کی معلومات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ ہماری حکومت نے اپنے ملازمین کو سیاسیات میں یا سیاسی انجمنوں میں حصہ لینے سے تو پہلے ہی منع کر دیا تھا۔ لیکن اب انھوں نے آرڈرز جاری کیے ہیں کہ وہ کسی پولیٹیکل آرگنائیزیشن کی میٹنگ یا کانفرنس کو اٹنڈ (ATTEND) بھی نہ کریں۔ میں ممنون ہونگا اگر آپ مجھے مطلع فرمائیں کہ برٹش انڈیا میں گورنمنٹ سرونٹز (GOVT_ SERVANTS) کے پولیٹیکل موومنٹس (POLITICAL MOVEMENTS) پارٹی سپیشن (PARTICIPATION) کے معنی کیا یہ بھی ہیں کہ وہ پولیٹیکل آرگنائیزیشن کی جنرل میٹنگز (GENERAL MEETINGS) اور اوپن کانفرنسز (OPEN CONFERENCES) کو اٹنڈ (ATTEND) بھی نہ کریں۔ آپ رائے دیں مجھے اس حکم کو نظرانداز کرنا چاہیے یا اس احتجاج کرنا چاہیے۔ امید کہ اب آپ کی صحت بہت اچھی ہوگی۔

مجھے یہ نہ معلوم ہوسکا کہ آپ نے یونانی دوا استعمال بھی کی یا نہیں۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ مس جناح کی دوا ابھی تیار نہیں ہوئی۔ انشاءاللہ اسی ہفتہ روانہ کر دوں گا۔ یوں بھی اس کے کھانے کا ابھی موسم نہیں آیا۔ کیوں کہ وہ سردی کے موسم میں کھائی جاتی ہے۔ دلی آنے کوشش کر رہا ہوں اگر آسکا تو ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء

(۵۵)

خان عبدالرحمٰن خان صاحب
کھام گاؤں۔ برار

خاں صاحب مکرم و محترم

خط پہنچا اور اس کے ساتھ حادثہ امراوتی کی رپورٹ ملی کیا بتاؤں اس کے پڑھنے سے دل کی کیا کیفیت ہوی۔ اللہ اس نازک زمانے میں مسلمانوں کی مدد کرے۔ رپورٹ مقامی اخبارات میں طباعت کے لیے دے رہا ہوں اور بعد نقل واپس مرسل ہے۔ مسٹر جناح کو آج ہی خط لکھا ہے۔ خدا کرے وہ کچھ توجہ کریں۔

شاہ عالم خاں صاحب سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ نے میرے عزیز شاہ عالم خاں صاحب کو جنھیں آپ میرے ساتھ دیکھتے رہے ہیں مراد جب نہ لیا ہو۔ اگر میرا اندیشہ صحیح ہے تو الحمدللہ وہ بخیر و عافیت ہیں۔ جن شاہ عالم خاں صاحب کو قتل کیا گیا وہ بلدہ کے سابق نائب صدر تھے اور اچھے کارکن تھے۔ ان کا حادثہ یقیناً قابلِ افسوس ہے۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء

(۵۶)

جناب عبدالمجید صاحب
سکریٹری استقبالیہ۔ پراونشل مسلم لیگ۔ یوپی

مکرمی

یاد فرمائی کا شکریہ۔ مجھے لاہور کی گفتگو خوب یاد ہے لیکن اپنی محرومی پر سخت متاسف ہوں۔ گزشتہ سال پراونشل مسلم لیگ یو۔ پی کے اجلاس الہ آباد میں باوجود کوشش کے اس لیے شریک نہ ہو سکا کہ عین اسی زمانہ میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پونہ کے ایک شعبہ کی صدارت مولانا حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی نے میرے ذمہ کر دی تھی۔ اسی سال عین اسی زمانہ میں جب کہ آپ صوبہ داری لیگ کا اجلاس آگرہ میں منعقد کرنے والے ہیں حیدرآباد میں تین اہم کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ آل انڈیا ہشری کانفرنس۔ آل انڈیا اورنٹیل کانفرنس اور آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔ جن کے انتظامات کا کوئی نہ کوئی حصہ مجھ سے بھی متعلق ہے۔ اس لیے سخت افسوس ہے کہ اب کی مرتبہ پھر آپ کے اہم اور عظیم الشان اجلاس کی شرکت سے محروم رہوں گا۔ معاف فرمائیے۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ کی کوششیں کامیاب ہوں۔

معتمد صاحب آل انڈیا اسٹیٹ مسلم لیگ کو لکھ رہا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو راجپوتانہ اور وسطی ہند کی ریاستوں کی کانفرنس آپ کے اجلاس کے ساتھ آگرے میں منعقد کریں۔ آپ بھی ان سے مراسلت فرمائیے۔ ان کا پتہ یہ ہے۔

"مولوی محمود الحسن صدیقی"

ایڈیٹر اخبار "ندیم" بھوپال

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء

(۵۷)

محمود الحسن صدیقی صاحب
ایڈیٹر اخبار "ندیم" بھوپال
مکرمی

السلام علیکم۔ رمضان میں گھر سے باہر نہ نکل سکا۔ شوال کے اوائل میں دلی اور علی گڑھ جانے کا قصد کر رہا ہوں۔ اگر یہ قصد مصمم ہو گیا تو آپ کو تار کے ذریعہ اطلاع دوں گا۔ جاتے ہوئے اسٹیشن پر ملاقات فرمائیے۔ البتہ واپسی میں دو دن کے لیے بھوپال ٹھہروں گا۔ اس خط کو دیکھتے ہی بذریعہ تار مطلع فرمائیے کہ ۲۹۔ اکتوبر اور ۴۔ نومبر کے درمیانی زمانے میں ہز ہائینس بھوپال ہی میں تشریف فرما ہوں گے یا نہیں تاکہ اپنی یادداشت کے سلسلے میں ان سے بھی شرف نیاز حاصل کر سکوں۔ راجستھانی صاحب کا اس عرصہ میں کوئی پتہ نہیں لگا۔ آپ کو کچھ خبر ہو تو مطلع کیجیے۔

ڈسمبر کی ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶ تاریخ کو آگرہ میں اس دفعہ پراونشل مسلم لیگ یو۔پی کا سالانہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ سکریٹری صاحب مجلس استقبالیہ مولوی عبدالحمید صاحب نے خواہش کی ہے کہ اسٹیٹ مسلم لیگ کا کوئی اجلاس وہاں منعقد کیا جائے اور انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ نہ صرف پنڈال کے استعمال کی اجازت دیں گے بلکہ مندوبین کے قیام کے لیے خیموں کا بھی انتظام کریں گے۔ میں راجپوتانہ و وسطی ہند کی ریاستی کانفرنس کے لیے اس کو اچھا موقعہ تصور کرتا ہوں لیکن افسوس ہے کہ میں خود شریک نہ ہو سکوں گا کیونکہ

عین اسی زمانے میں حیدرآباد میں آل انڈیا ہسٹری کانفرنس آل انڈیا اورینٹل کانفرنس اور آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس حیدرآباد میں منعقد ہو رہے ہیں جن میں میری شرکت بہر حال ضروری ہے۔ آپ غور کیجیے کہ میری موجودگی کے بغیر اپنے دوسرے ساتھیوں کی امداد سے آپ وہاں کوئی مفید کام کر سکیں گے یا نہیں۔ اگر ہو سکے تو اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیے اس سلسلہ میں تفصیلی گفتگو انشاء اللہ بھوپال میں ہوگی۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ مسز صدیقی کو بیگم بہادر یار جنگ کا سلام پہنچائیے۔ مکرر۔ یہ خط ختم کیا ہی تھا کہ آپ کا خط ملا۔ بہت سے جواب تو آپ کو مل ہی گئے باقی انشاء اللہ بالمشافہ دوں گا۔ دلی چلنے کا قصد کر لیجیے۔ میں کل تک مستقل طور پر کر لوں گا کہ دلی جا رہا ہوں یا نہیں۔ اگر عزم کر لیا تو تار سے اطلاع دوں گا۔ ۲۶۔ کی صبح کو وہاں پہنچنا ہے اس لیے ۲۵۔ کی شب والی گرانڈ ٹرنک ایکسپریس میں آپ میری توقع کر سکتے ہیں۔ فقط

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء

(۵۸)

مولانا عبدالحامد صاحب قادری

مولوی محلہ۔ بدایون

مولانائے مخدوم و محترم

گرامی نامہ پہنچا۔ اپنی کوتاہی پر متاسف ہوں کہ اس عرصہ میں خود میں نے مزاج پرسی کیوں نہیں کی۔ میری مصروفیتوں کا خیال کر کے معاف کر دیجیے۔

آپ اپنے کام کے سامنے صحت کا خیال بھی تو نہیں رکھتے۔ میں بیماریوں میں سب سے زیادہ معدے کی تکلیف سے گھبراتا ہوں۔ خدا آپ کو جلد اور کامل صحت دے۔ آپ تفسیر قرآن کی تحریک کو میری تحریک فرماتے ہیں۔ گویا چھوٹوں کی عزت بڑھاتے ہیں۔ یہ تو فی الحقیقت آپ کی تحریک ہے۔ کوشش فرمایئے کہ جو سلسلہ تفسیر آپ نے رمضان المبارک میں شروع فرمایا تھا وہ مستقل ہو جائے۔

ایڈیٹر رہبر دکن کو لکھ رہا ہوں۔ آپ اطمینان رکھیے رہبر آپ کے نام جاری رہے گا۔ آپ کا حیدرآباد سے واقف رہنا بہر حال ضروری ہے۔ اواخر اکتوبر میں دلی آنے کا قصد کر رہا ہوں۔ اگر پورا ہو گیا تو یقین ہے کہ کونسل کے اجلاس سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ بحمد اللہ یہاں کے حالات سدھر گئے۔ جمعداری اور اعزاز کے جانے کا کچھ رنج نہیں۔

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء

(۵۹)

مولانا مناظر احسن گیلانی

پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔ حیدرآباد

مولانائے مخدوم محترم

گرامی نامہ مورخہ ۲۵۔ رمضان بعض مصروفیتوں کی وجہ سے آج میری نظر سے گزرا۔ مجھے آپ سے خلوص ہے گو کبھی زانوئے تلمذ آپ کے سامنے تہہ کرنے کی عزت حاصل نہیں کی۔ لیکن تقریر و خطابت میں ہمیشہ آپ کو

اپنا امام سمجھتا رہا ہوں۔ اس خلوص میں کسی قسم کا تملق، ممکن ہی نہیں کہ پیدا ہو۔ دعوت کے دن آنکھیں دروازے کی طرف ضرور لگی ہوئی رہیں اور آپ کو تلاش کرتی رہیں لیکن دل کو یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی مجبوری ہوگی۔ جو مانع شرکت ہوئی انشاء اللہ پھر کسی وقت آپ کی تشریف فرمائی سے سعادت افروز ہو سکوں گا۔

اپنی تقریر کی تعریف آپ سے سنتا ہوں گویا سند حاصل کرتا ہوں۔ دعا فرمایئے کہ خدا اس کو ملت اسلامیہ کے لیے مفید بنائے۔ "یوم القرآن" گزر چکا انشاء اللہ پھر کسی وقت اس سلسلے میں زحمت دوں گا مولانا عبدالباری صاحب کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجئے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء

(۶۰)

جناب محمد امجد اللہ صدیقی صاحب
معتمد اعزازی انجمن اسلامی تاریخ و تمدن
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔
مکرمی۔

السلام علیکم۔ آپ کا دوسرا خط مورخہ ۱۵۔ اکتوبر بھی پہنچا۔ ۱۹ اکتوبر تک جواب دینا ممکن ہی نہ تھا اور پھر میں نے قطعی فیصلہ بھی نہیں کیا تھا اس لیے جواب میں تاخیر ہوئی۔ انشاء اللہ مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے فارغ ہو کر ۲۹۔ تاریخ کو علی گڑھ آؤں گا۔ آپ نے مجھ کو کہاں شب تاب

کو آفتاب کے پہلو میں رکھ دیا۔ جب قائداعظم وہاں ہوں گے تو میری کون سنے گا۔ پھر مجھے حیدرآباد جلد لوٹنا بھی ہے۔ اس لیے براہ کرم ۲۹۔ تاریخ مقرر کیجئے اور میرے عنوان سے دہلی میں مطلع کیجئے۔

یہ آپ نے خط کے آخر میں نوٹ کیا لکھا۔ آپ مجھے سیاسی موضوع پر تقریر کرنے کی تکلیف کیوں نہیں دیں گے۔ کوئی سیاسی موضوع میرے لیے مشکل ہے اور نہ میں اس پر تقریر کرنے سے عاجز۔ اگر آپ چاہیں تو ہندوستان اور بیرون ہندوستان کا جو سیاسی موضوع چاہتے ہیں۔ میرے لیے مقرر کیجئے۔ مجھے تقریر کرنے میں عذر نہ ہوگا۔ بلکہ اگر اس زمانے میں آپ کے یہاں عملی سیاست کا کوئی پروگرام تو مجھے اس میں بھی شرکت سے محروم نہ کیجئے۔ سیاست تو اب میری زندگی کا مقصد بن چکا ہے۔ اس سے جدائی کسی طرح ممکن نہیں۔ فقط

۱۶۔ آذر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

(۶۱)

(موسومہ نامعلوم)
اسٹیٹ مسلم لیگ۔ پالن پور
مکرمی۔

آپ کا خط پہنچا۔ اب جب کہ آپ نے وہاں کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے مجھے پالن پور کی طرف سے کامل اطمینان ہے۔ یہ سن کر خوشی

ہوی کہ آپ نے وقف ایکٹ پاس کروالیا۔ خدا آپ کو مسلمانوں کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ طاقت عطا فرمائے آپ کی حکومت کی پالیسی ہمیشہ نیشنل رہے گی۔ آپ کا کمال یہی ہے کہ اس نیشنل حکومت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ میری تقریروں کا مجموعہ مکمل ہو چکا ہے اور غالباً اس کی طباعت بھی ختم ہو گئی۔ آپ اس سلسلہ میں منیجر صاحب دارالاشاعت سیاسیہ مجلس اتحاد المسلمین عابد روڈ حیدر آباد دکن کو لکھیے۔ مولانا سید مرتضیٰ صاحب یہاں حیدر آباد پہنچ چکے ہیں۔ پالن پور کے معاملات کے لیے آپ کافی ہیں۔ اگر مولانا بڑودہ آئے تو ان سے بھی آپ کو مدد ملے گی۔ سب کو میرا سلام پہنچائیے۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

(تاریخ ندارد)

(۶۲)

بخدمت مخدوم و محترم جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

کثر اللہ فینا امثالکم

جناب مخدوم و محترم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ میرے مخدوم زادے مولوی سید شہاب الدین صاحب بید اللہی دار العلوم میں ندوۃ العلماء کے برکات علمی سے مستفید ہونے کے لیے حاضر خدمت ہو رہے ہیں۔ انھوں نے جامعہ عثمانیہ کے شعبۂ دینیات میں بی اے تک تعلیم پائی ہے۔ جذبۂ خدمت ملت ان کو آباً عن جد ملا ہے۔ میرے ساتھیوں میں جو اخلاص و صداقت کے ساتھ قوم کی خدمت کرتے ہیں ان کا

خاص مقام ہے۔ ان کو آپ کی خدمت میں حاضر کرتے ہوئے میں آپ کی خدمت میں حاضر کرتے ہوئے میں آپ کے بزرگانہ الطاف اور استادانہ سرپرستی کا متمنی ہوں۔ میری تمنا ہے کہ یہ نوجوان ندوۃ العلما کے دریائے علم و حکمت سے سیراب ہو کر چمن اسلام کی سرسبزی کا باعث ہو۔ اور نہ صرف حیدرآباد بلکہ دارالعلوم میں ندوۃ العلماء کے لیے قابلِ افتخار بنے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ میں ہوں آپ کا خادم۔ فقط

۲۔ دے ۱۹۵۱ف

(مطابق ۶۔ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۶۳)

(انگریزی تار کا ترجمہ)

ہز اکسلینسی وائسرائے
نئی دہلی

علامہ مشرقی کی بھوک ہڑتال کی خبر تشویشناک ہے۔ جیل میں ان سے ملنا یا ان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ یور اکسلینسی کی اجازت فوراً مطلوب ہے۔

بہادر یار جنگ۔ حاکم اعلیٰ۔ خاکسار تحریک
وصدر آل انڈیا اسٹیٹ مسلم لیگ

۶۔ نومبر ۱۹۴۱ء

(۶۴)

(انگریزی تار کا ترجمہ)

مسٹر جناح

اورنگ زیب روڈ۔ نئی دہلی

علامہ مشرقی کی بھوک ہڑتال کی خبر سے مسلمان مضطرب ہیں۔ آپ کی ہمدردانہ امداد کی فوری ضرورت ہے۔ فقط

۶۔ نومبر ۱۹۴۱ء

(۶۵)

نواب صاحب پالن پور

آپ کا رجسٹرڈ خط مورخہ ۴۔ نومبر آج ایک طویل سفر سے واپسی کے بعد مجھے ملا۔ اس موسم سرما میں میرا قصد تو یہ تھا کہ نومبر اور دسمبر میں کہیں باہر نہ جاؤں لیکن آپ سے ملاقات کا اشتیاق اس قدر زیادہ ہے کہ میں ۱۰ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں بمبئی آسکتا ہوں۔ اس سے قبل مجھے افسوس ہے کہ میں کوئی وقت نہ نکال سکوں گا۔ اگر آپ ۱۰ دسمبر کے پہلے ہفتے میں کسی تاریخ کا تعین فرما سکیں تو مجھے جلد مطلع فرمائیے تاکہ اپنے اوقات کو محفوظ کرلوں۔ آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔ امید ہے کہ یور ہائینس اور تمام متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۶۔ نومبر ۱۹۴۱ء

نواب صدر یار جنگ بہادر (مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی)

جناب نواب صاحب مخدوم و محترم

پرسوں بخیر و عافیت حیدرآباد پہنچا۔ ڈسمبر کے اواخر کی مصروفیتوں کا ایک خاکہ ذیل میں درج ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ ہم نے جو تاخیر کی اس کی وجہ سے ۲۰۔ ڈسمبر سے لے کر یکم جنوری تک تقریباً ساری تاریخیں محفوظ ہو چکی ہیں۔

۲۱۔ ڈسمبر آل انڈیا اورنٹیل کانفرنس } مقام حیدرآباد
۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴ ڈسمبر۔ ہسٹری کانگریس }

۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ڈسمبر۔ اجلاس آل انڈیا مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن بصدارت مسٹر محمد علی جناح بمقام ناگپور جس میں شرکت کا میں نے طلبا سے و مسٹر جناح سے وعدہ کر لیا ہے۔

۲۹۔ ڈسمبر۔ بقرعید

۳۱۔ ڈسمبر و یکم جنوری۔ جلسہ سالانہ اتحاد المسلمین بمقام اورنگ آباد جس کی صدارت میں کروں گا۔

اب براہ کرم مطلع فرمایئے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ کن تاریخوں میں رکھا جائے۔

آپ نے صدارت کا کیا تصفیہ فرمایا۔ امید ہے کہ نواب صاحب چھتاری کو آپ نے تحریر فرمایا ہوگا۔ اگر وہ قبول کر لیں تو بہتر ورنہ کسی اور نام پر بھی

غور فرمالیجیے. شعبۂ اردو کی صدارت تو سر شیخ عبد القادر نے قبول فرمالی ہے لیکن شعبۂ تعلیم اور شعبۂ تاریخ و تمدن کی صدارت کا تعین باقی ہے. شعبۂ تاریخ و تمدن کے لیے ڈاکٹر سید عبد اللطیف کا نام سوچا گیا تھا. لیکن میں اس کو مناسب نہیں سمجھتا. آپ ہی کوئی نام منتخب فرمائیے. بیگم شاہنواز صاحبہ نے پہلے تو شعبۂ نسواں کی صدارت قبول کرلی تھی لیکن ابھی دو تین ہفتے قبل اطلاع دی ہے کہ وہ صدارت نہ کریں گی. اس کے لیے بھی کوئی دوسرا انتخاب فرمائیے. کل نواب صاحب چھتاری سے ایک جگہ دعوت میں ملاقات ہوئی تھی میں نے دریافت کیا کہ ان کو آپ کا کوئی خط پہنچا یا نہیں. انھوں نے فرمایا کہ خط پہنچا ہے اور انھوں صدر المہام تعلیمات سے رائے پوچھی ہے. آپ کو معلوم ہوگا کہ تعلیمات کا قلمدان وزارت نواب مہدی یار جنگ بہادر کے پاس ہے. میں چاہتا تھا کہ نواب صاحب چھتاری کو حقیقت سے آگاہ کردوں کہ آپ کا منشا کیا ہے لیکن کچھ اور لوگ آگئے اور وہ دوسری طرف متوجہ ہوگئے. آج ایک ہفتہ کے لیے ضلع گلبرگہ کے دورے پر جا رہا ہوں. بعد واپسی انشاء اللہ ان سے تصفیہ کرلوں گا.

باقی حالات بحمد للہ خیریت سے ہیں. خان بہادر عبد الرحمٰن خاں صاحب اور مولوی مسعود الرحمٰن صاحب اور مولوی عبد الحق خاں صاحب کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجیے. سید الطاف علی صاحب کا منتظر ہوں.

۴ - دے ۱۳۵۱ف

(مطابق ۸ - نومبر ۱۹۴۱ء)

(٦٧)

گورنر مدراس

یور اکسیلنسی

میں نے ہز اکسیلنسی دی وائسرائے سے درخواست کی تھی کہ مجھے علامہ مشرقی سے ملنے اور جیل میں ان کی خدمت کرنے کی اجازت دی جائے اس کے جواب میں ان کے ایڈیشنل سکریٹری سر رچرڈ ٹاٹنہم کی طرف سے جو جواب مجھے وصول ہوا اس کی نقل منسلک ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ مجھے اس معاملہ میں آپ سے رجوع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ علامہ مشرقی کے فاقے کی خبر نے جو عام بے چینی پیدا کر دی ہے اس سے آپ ناواقف نہیں ہیں ان حالات میں ان سے میری ملاقات مجھے یقین ہے کہ پبلک کی بے چینی رفع کرنے کا باعث ہوگی۔ اس لیے براہ کرم بعجلت ممکنہ ان سے مجھے ویلور جیل میں ملاقات کی اجازت دے کر ممنون فرمائیے۔ فقط

۱۸۔ نومبر ۱۹۴۱ء

(٦٨)

سکریٹری وائسرائے

آپ کا خط مورخہ ۔ ۔ ۔ ۔ پہنچا۔ آپ کی ہدایت کے بموجب میں نے گورنر مدراس کو جو خط لکھا ہے اس کی نقل آپ کی اطلاع کے لیے منسلک ہے۔ ہز اکسیلنسی وائسرائے کی خدمت میں جو تار میں نے روانہ کیا تھا اس کا اصل منشا یہ تھا کہ علامہ مشرقی کی فاقہ کشی سے جو عام اضطراب اور

بے چینی ہندوستان میں پیدا ہوگئی ہے اس کو رفع کرنے کے لیے فوری تدابیر اختیار کی جائیں اور علامہ مشرقی کی رہائی کی طرف فوری توجہ کی جائے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ علامہ مشرقی کی فاقہ کشی کا واقعہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک بہت بڑی بے چینی کا باعث بن گیا ہے مجھے یقین ہے کہ حکومت ہند اور خصوصاً وائسرائے اس طرف ضرور توجہ کریں گے

میں نے آپ کی خواہش کے مطابق گورنر مدراس کو خط تو لکھا لیکن صرف آپ کی اطلاع کی غرض سے یہ واقعہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ گزشتہ ماہ اپریل میں جب مسلم لیگ سیشن کی شرکت کے لیے مدراس گیا ہوا تھا میں نے گورنر مدراس سے خواہش کی تھی کہ وہ مجھے علامہ مشرقی سے ملاقات کی اجازت دیں جس کے جواب میں بذریعہ مکتوب نشان . . . . . مورخہ . . . . . انھوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ علامہ مشرقی گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے ڈیٹین (DETAIN) کیے گئے ہیں۔ اس لیے اس مسئلے میں تمام مراسلت گورنمنٹ آف انڈیا سے کی جائے۔ اسی بناء پر میں نے مدراس سے بتاریخ . . . . . ہز اکسیلنسی وائسرائے کو تار دیا تھا لیکن ان کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔

۱۸۔ نومبر ۱۹۴۱ء

(۶۹)

خان عبدالرحمٰن خاں صاحب

کھام گاؤں۔ برار

مکرمی۔

دلی سے واپسی کے بعد صرف ایک روز گھر پر رہا۔ اور گلبرگہ کے پورے ضلع کا مسلسل دورہ کرتا رہا۔ آج آپ کا خط مورخہ ۷۔ نومبر کو دیکھ سکا ہوں۔ اس لیے جواب میں تاخیر ہوئی۔

کھام گاؤں کی ابتدائی لیگ کی رکنیت اور آل انڈیا کونسل کی رکنیت منظور۔ میری رائے میں صوبہ مسلم لیگ سی۔ پی و برار کی صدارت شاہ صاحب کی موجودگی میں کسی کو زیب نہ دے گی اور نہ کوئی اس کا مستحق ہو سکتا ہے اس کے علاوہ میں ابھی اتنی بڑی ذمہ داری لینے کو تیار بھی نہیں ہوں۔ مگر یہ بتایئے کہ آخر میں سی پی و برار میں رکنیت کا مستحق کیسے ہو گیا۔ آپ کی مشکلات جانتا ہوں۔ شاہ صاحب سے بھی اسی سلسلے میں گفتگو ہوئی تھی۔ چاہتا ہوں کہ آپ کی مدد کروں۔ لیکن امداد کی صورت جو آپ کو مستقل طور پر "چہ خورد بامداد فرزندم" کی فکر سے آزاد کر دے۔ کیا ہو سکتی ہے۔ اس کا تعین آپ ہی کر سکیں گے۔ میں جواب کا منتظر ہوں۔

رکرٹوں کے مسئلہ میں علی یاور جنگ سے آج ہی ملوں گا۔ حبیب عیدروس کی نسبت سنا تھا کہ اپنی فوجوں کے معائنہ کے لیے بلایا گئے ہیں۔ اگر آ گئے ہیں تو ان سے بھی ملوں گا۔ شاہ عالم خاں صاحب کو آپ کا سلام پہنچا دیا گیا۔

۱۸۔ نومبر ۱۹۴۱ء

(۷۰)

مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

مولوی محلہ۔ بدایون

مخدوم و محترم۔ السلام علیکم۔ دہلی میں تفصیلی ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ۲۸۔ اکتوبر کی صبح کو ۷ بجے ملاقات فرمائیں گے میں منتظر تھا۔ دروازہ پر کھٹکا بھی ہوا لیکن آپ کی بجائے مولانا ظفر علی خاں تشریف لے آئے۔ آدمی نے اطلاع دی کہ آپ متعدد مرتبہ تشریف لائے تھے۔ ان کا شکریہ قبول فرمائیے۔ انشاء اللہ زندہ رہا اور ادھر آسکا تو فروری کے آخر میں ملاقات ہوگی۔ باقی سب حالات اچھے ہیں۔ فقط

۱۸۔ نومبر ۱۹۴۱ء

(۷۱)

مولوی محمود الحسن صاحب صدیقی

سکریٹری اسٹیٹ مسلم لیگ۔ بھوپال۔

آپ کا خط میں نے ایک طویل دورہ سے واپس آنے کے بعد آج ہی پڑھا۔ راجستھانی صاحب کی آخری شب کی باتوں سے مجھے حیرت بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا لیکن جیسا کہ میں نے کہا تھا میں اس کو ان کی موجودہ پریشان حالی کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ ایسی حالت میں کوئی ذمہ دارانہ کام نہ وہ کر سکتے ہیں نہ ان کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ آپ اپنا کام کرتے رہیے۔ آپ نے کہا کہ میں ان کو سمجھا دوں۔ لیکن وہ حیدرآباد تو نہیں آئے۔ کیا بھوپال سے روانہ ہو چکے ہیں

ذرا مولوی سلام الدین خاں صاحب سے مل کر ان کو صرف میرا سلام پہنچا دیجئے وہ اس کا مطلب خود سمجھ جائیں گے۔ اور کہہ دیجئے کہ ہز ہائینس کی خدمت میں بھی میرا سلام پہنچا دیں اور اس عرصہ میں آپ کی مطلوبہ رقم فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے اتفاق ہے کہ خازن کے تقرر تک آپ امپریل بنک میں ایک اکونٹ کھول لیں اور حسابات کے لیے دفتر قائم کرلیں۔ آگرہ کی صدارت کے لیے قاضی محمد عیسیٰ خاں کو لکھ رہا ہوں۔ اگر انھوں نے قبول نہ کیا تو نواب باغ پت کو لکھوں گا۔ سلیم پور اس لیے مناسب نہیں ہے کہ ان کا لیگ سے تعلق نہیں ہے۔ مسز صدیقی کو بیگم بہادر یار جنگ کا سلام پہنچا دیجیے اور گنگے کے لیے ان کا شکریہ قبول کیجئے۔ میری ٹبوے کی فرمائش باقی ہے جو کسی وقت وصول کرلوں گا۔ فقط

۱۸ - نومبر ۱۹۴۱ء

(۷۲)

آنریبل سر سید عبدالعزیز صاحب

حیدرآباد

مکرمی

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ محبت نامہ باعث تشکر ہوا۔ آپ کا وجود انتہائی پریشانی اور ابتلاء میں بھی میرے لیے وجہ تسکین رہا اور میں ہمیشہ آپ کو اپنا ایک مخلص دوست اور کرم فرما سمجھتا رہا ہوں۔ آج آپ نے جن جذبات خلوص و محبت کا اظہار فرمایا ہے وہ میرے لیے غیر متوقع نہیں ہیں۔ اللہ آپ کو

جزائے خیر دے اور خوش رکھے۔

سید صاحب۔ اس ساری کاروائی میں صرف ایک دفعہ مجھے آپ سے رنج رہا۔ آج اس کا ذکر اس لیے کر دیتا ہوں کہ آج کے بعد وہ کھٹک بھی باقی نہ رہے۔ جو کبھی کبھی دل میں پیدا ہو جاتی ہے کہ کیا آپ بھی مجھے اعلیٰ حضرت کا بے وفا سمجھتے ہیں۔ آج چونکہ آپ نے اپنے خط میں اس کو صاف کر دیا اس لیے میں بھی ذکر کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ وہ عرضداشت جس میں کونسل نے مجھے بے وفا، مالک کا باغی اور ہونے والا مسولینی ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی اس سے آپ بھی متفق تھے۔ آپ کا یہ عذر کہ واقعات آپ کی تشریف آوری سے قبل کے تھے۔ اس لیے معقول نہیں ہے کہ بحث واقعات سے نہیں بلکہ نتائج سے ہے جو آپ کی موجودگی میں نکالے گئے۔ اور آپ نے ان نتائج سے اتفاق کیا۔ بہرحال آپ کے آج کے خط نے وہ کھٹک بھی دل سے دور کر دی۔ آپ بھی اس جملہ معترضہ کو فراموش کر دیجئے۔

میں ان کیفیات سے واقف ہوں جو گزشتہ چھ ماہ سے آپ کے قلب پر گزرتے رہے ہیں۔ گو میں آپ سے بہت کم ملا لیکن ہمیشہ میں نے آپ کے ان احساسات کو صحیح سمجھا ان کی دل سے قدر کی اور جہاں جہاں موقعہ ملا ان کو صحیح طور پر منجایا۔ میں خوش ہوں کہ آپ اپنے جذبات پر غالب آ گئے اور آپ نے استعفیٰ نہیں دیا۔ اللہ آپ سے حیدرآباد کی صحیح خدمت لے اور آپ دیر تک یہ خدمت انجام دیں۔

اب تو دل کچھ مردہ ہو گیا ہے۔ آپ احباب خوش ہوتے ہیں اس لیے

میں بھی خوش ہوں ورنہ میرے لیے تو یہ پیغام رنج ہے کہ میری وفا محتاج توثیق بھی ہوی۔ اگر آپ دل کی بات سننا چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ دل بیٹھ گیا۔ اب اس میں وہ امنگ نہیں رہی جو ایک برس پہلے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے خدمت بلاجزاء میں جو لطف ملتا تھا وہ اب مکرمت و عطا میں نہیں ملتا۔

میں آپ کے ساتھ دعا میں شریک ہوں کہ خدا اعلیٰ حضرت کو سلامت رکھے اور ان کو اپنے حقیقی دوست اور دشمن کی صحیح تمیز عطا کرے۔ آمین

آپ کا مخلص

۲۱۔ دے ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۵۔ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۷۳)

ام۔ اسلم صاحب

بارود خانہ لاہور۔

مکرمی زادت الطافکم

محبت نامہ ملا، اور اپنے ساتھ "خار و گل" لایا آپ نے بیک وقت دل مجنوں اور دماغ وارفتہ کی دعوت کر دی۔ میاں امیر الدین صاحب کا ممنون ہوں کہ میرا سلام آپ کو پہنچا دیا۔ اللہ آپ کو اچھا رکھے اور زور قلم میں ترقی دے۔ الطاف شاہانہ پر آپ کی پرخلوص مبارک باد کا دل سے ممنون ہوں۔ دعا فرمایئے کہ خدا مجھے اس لطف و مکرمت کا حقیقی معنی میں مستحق بنائے۔ فقط

۲۲۔ دے ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۶۔ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۷۴)

(تار کا ترجمہ)

ہز اکسیلنسی گورنر مدراس

خط مورخہ ..... کے جواب کا منتظر ہوں۔ علامہ مشرقی کی صحت کے بارے میں بری خبریں ہیں۔ بے چینی روز افزوں ہے۔ فقط

۲۴۔ دے ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۷۵)

(تار کا ترجمہ)

ہز اکسیلنسی وائسرائے

علامہ مشرقی سے ملاقات کے سلسلے میں گورنر مدراس سے کوئی جواب نہیں ملا۔ ویلور کی اطلاعوں سے خرابی صحت کا پتہ چلتا ہے۔ بے چینی بڑھ رہی ہے۔ ان کی صحت کے تعلق سے سرکاری اعلامیہ شائع کیا جائے اور انھیں جلد رہا کر دیا جائے۔ فقط

۲۴۔ دے ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۸۔ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۷۶)

(تار کا ترجمہ)

مسٹر جناح

اورنگ زیب روڈ۔ نئی دہلی

مسٹر جناح

ویلور کی خبروں سے علامہ مشرقی کی خرابی صحت کی اطلاع مل رہی ہے۔ بے چینی بڑھ رہی ہے۔ آپ سے ان جلد رہائی کے معاملے میں مداخلت کی استدعا ہے۔ فقط

۲۸۔ نومبر ۱۹۴۱ء

(۷۷)

بخدمت عالی جناب نواب سر احمد سعید خاں صاحب آف چھتاری

صدر اعظم دولتِ آصفیہ

حیدر آباد

جناب عالی۔

آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی مدظلہ عالی ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۴۱ء سے مسلسل روزہ ہیں اور افطار و سحر میں دو تین سنگتروں سے زیادہ استعمال نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں جو خانگی اطلاعیں ویلور سے آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وزن صرف ۱۴۰ پونڈ رہ گیا ہے اور اب تو وہ اپنے بستر میں بول و براز کرتے ہیں اور جیل میں ان کے ساتھ

کوئی مراعات ملحوظ نہیں رکھی جارہی ہیں۔ ان اطلاعوں نے تمام مسلمانوں میں عموماً اور سابق خاکساران دکن میں خصوصاً سخت بے چینی پیدا کردی ہے آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ چار سابق خاکساروں نے مسجد کنٹہ روبروئے معظم جاہی مارکٹ میں مسلسل فاقہ شروع کیا تھا میں اور میرے ساتھی بڑی مشکل سے ان کو سمجھانے اور فاقہ تڑوانے میں کامیاب ہوئے۔ اس وقت ممالک محروسہ میں کئی سو خاکسار اس اطلاع کے دن سے آج تک مسلسل روزہ رکھ رہے ہیں اور میرے یہاں اس سلسلے میں سینکڑوں خطوط وصول ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے کوئی سخت کاروائی کی جائے۔ اس زمانے میں جبکہ ہماری حریف سلطنت برطانیہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ میں ایک حیدرآبادی کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس کی مشکلات میں کسی قسم کا اضافہ نہ کروں۔ بلکہ اس کے لیے ممکنہ سہولتیں فراہم کروں اور امداد کا انتظام لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ علامہ مشرقی کی فاقہ کی خبروں نے جو اضطراب پیدا کردیا ہے وہ دن بدن میرے قابو سے باہر ہوتا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں میں نے بتاریخ ۶۔ نومبر ۱۹۴۱ء ہز اکسیلنسی وائسرائے و گورنر جنرل کی خدمت میں ایک تار روانہ کیا تھا جس میں علامہ صاحب کی رہائی کی درخواست کے ساتھ ان سے یہ خواہش کی گئی تھی کہ مجھے ویلور جیل میں رہ کر ان کی خدمت کا موقع دیا جائے۔ اس کا جواب پورے گیارہ دن بعد ایڈیشنل ہوم سکریٹری سر رچرڈ ماٹہم نے مکتوب مورخہ ۱۴۔ نومبر کے ذریعے دیا کہ میں علامہ مشرقی سے ملاقات کے لیے حکومت مدراس سے درخواست کروں۔ میں نے ان کی خواہش کے بموجب

بتاریخ ۱۷۔ نومبر ہز اکسیلنسی گورنر مدراس کو ایک خط لکھا کہ مجھے علامہ صاحب سے ملاقات کی اجازت دی جائے۔ اس کا جواب مجھے آج تک نہیں ملا ہے آج میں ان کی خدمت میں یاددہانی کے طور پر ایک تار بھی روانہ کر رہا ہوں میں نے سر رچرڈ ٹاٹنہیم کو ان کے خط کے جواب میں ایک خط بتاریخ ۱۸۔ نومبر کو لکھا جس میں ان سے خواہش کی گئی کہ علامہ صاحب کی رہائی کی طرف خاص طور سے توجہ کریں۔ میں اس کے جواب سے آج تک محروم ہوں۔

یہاں آپ کی معلومات کے لیے اتنا بتا دینا ضروری تصور کرتا ہوں کہ آج میری درخواست پر حکومت ہند سے مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں حکومت مدراس سے رجوع کروں۔ لیکن آج سے سات ماہ قبل اپریل ۱۹۴۱ء میں جب میں مدراس میں تھا اور میں نے ہز اکسیلنسی گورنر مدراس سے درخواست کی تھی کہ مجھے علامہ مشرقی سے جیل میں ملاقات کی اجازت دی جائے تو مجھے جواب ملا تھا کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے محبوس کیے گئے ہیں اس لیے میں ملاقات کی درخواست گورنمنٹ آف انڈیا سے کروں، اور اس وقت بھی میں نے ان کی ہدایت کے بموجب گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کی تھی لیکن جواب سے محروم رہا۔

ان تمام باتوں سے جناب پر واضح ہوگا کہ حکومت ہند میں مسلمانوں کی اتنی معقول اور ہمدردانہ روش کے باوجود مسلمانوں کے جذبات کا کوئی احترام نہیں رکھتی اور ان کے مسلسل مطالبوں کے باوجود ان کو تشفی بخش جواب دینا یا ان کے ہر دلعزیز قائد کی صحت سے سرکاری طور پر ان کو مطلع کرنا ضروری نہیں سمجھتی حکومت ہند کی یہ لاپرواہی مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب میں مزید اضافے کا

باعث ہوتی جارہی ہے۔ میرا فرض تھا کہ ان تمام حالات سے جناب کو مطلع کردوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کے اس اضطراب کو زیادہ دنوں تک نہیں روکا جاسکے گا۔ اور چونکہ یہاں مسلمانوں کی قیادت کی عزت حاصل ہے اس لیے میں اس خط کے ذریعہ جناب کی خدمت میں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آئندہ جو حالات پیدا ہوں اس کی ذمہ داری صرف حکومت ہند پر ہوگی۔ اگر مجھے علامہ صاحب سے ملاقات کا موقع ملتا تو شاید میں ان کے اور حکومت ہند کے درمیان کسی باعزت سمجھوتہ کا اچھا ذریعہ بن سکتا لیکن مجھے افسوس ہے کہ حکومت ہند وقت کی صحیح اہمیت کا اندازہ نہیں کررہی ہے میں متوقع ہوں کہ حیدرآبادی مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے جناب اس مسئلہ میں اپنی حلیف حکومت برطانیہ سے پُرزور مطالبہ فرمائیں گے کہ وہ جلد علامہ مشرقی کو رہا کرکے مسلمانوں کو مطمئن کرے اور ان کو زیادہ ہمدردی کے ساتھ جنگ میں امداد کرنے کا موقعہ دے۔ فقط

۲۴۔ دے ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۸۔ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۷۸)

محمود الحسن صدیقی صاحب
سکریٹری اسٹیٹ مسلم لیگ بھوپال

مکرمی جناب صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خط مورخہ ۲۲۔ نومبر پہنچا۔ یہ سن کر خوشی

ہوئی کہ آپ نے اور راجستھانی صاحب نے اندور کا دورہ کیا۔ وسطی ہند کا بہت اہم اور بہت ضروری مقام تھا۔ میرے وہاں جانے کی نسبت میں آپ کے وعدے کو ضرور ایفا کروں گا۔ لیکن ڈسمبر نہیں فروری میں۔ آج سے وسط جنوری تک سوائے ناگپور اور دو دن کے لیے میسور جانے کے میں کسی اور جگہ نہیں جا سکتا۔ میسور میں وہاں کی لیگ کی سالانہ کانفرنس ہو رہی ہے۔ میں نے افتتاح کا وعدہ کیا ہے۔ ۱۳۔ کو جا کر ۱۴۔ ڈسمبر کو واپس آجاؤں گا۔ آپ اندور والوں کو توقع دلائیے کہ میں انشاء اللہ فروری میں اندور آؤں گا۔ مگر تاریخوں کا تعین جنوری میں مجھ سے کروالیں۔

مناسب ہے وسط ڈسمبر میں یاددہانی کی جائے گی۔ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے آگرہ کانفرنس کے لیے قاضی صاحب سے صدارت کا تصفیہ کرلیا۔ میں نے بھی ان کو لکھا تھا۔ لیکن کانفرنس میں میری شرکت قطعاً ناممکن اور محال ہے۔ ۲۰۔ سے ۲۴۔ تک حیدرآباد میں ہسٹری کانگریس اور اورنٹیل کانفرنس کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ میں مجلس استقبالیہ میں سب سے نمایاں ہوں۔ اس لیے کہیں نہ جا سکوں گا۔ آپ اللہ کا نام لے کر کانفرنس کیجئے مجھے کامیابی کا یقین ہے۔

جودھ پور کی تاریخیں اگر آپ نے آگرہ کے بعد ہی رکھ لیں تو مناسب ہے، وہاں کا قضیہ بھی جلد طے ہونا چاہیے۔

گو آج کل مالی حیثیت سے بہت تنگدست ہوں مگر آپ کی فوری ضروریات کی تکمیل کے لیے ایک سو روپیہ روانہ کر رہا ہوں تنظیم دفتر کی

فکر کیجیے۔ انشاء اللہ خدا جلد سامان بنا دے گا۔ راجستھانی پراگندہ روزی ہیں اس لیے پراگندہ دل ہیں۔ ان کو حیدرآباد روانہ کر دیجیے۔ اب میں نے طے کر لیا ہے کہ ان کی خاطر سے اپنے کسی اصول کو بھی اگر توڑنا پڑے تو توڑ دوں گا۔ میرے خیال میں ابھی قائداعظم یا راجہ صاحب کو نہ چھیڑیے۔ قائداعظم ہماری لیگ سے ابھی کچھ خفا ہیں۔ راجہ صاحب ان سے پوچھے بغیر کچھ نہ کریں گے۔ ذرا ہماری تنظیم ہو جائے پھر یہ سب ساتھ دیں گے اور ساتھ دینے پر مجبور ہوں گے۔ فی الحال اگر یہ مخالفت نہ کریں تو کافی ہے۔

شمس الحسن صاحب کو خط لکھ دیا ہے اور اسی خط میں ملفوف کر رہا ہوں۔ آپ دہلی جائیں تو ان کو دے دیجیے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ ایک ہفتہ سے جاگیر پر تھا کل واپس جاؤں گا۔ بیگم بھی ساتھ ہیں اور مسز صدیقی کو سلام کہہ رہی ہیں۔

پریس نوٹ

"حسب ہدایت حکومت قائد ملت نواب بہادر یار جنگ نے حکومت مدراس سے علامہ مشرقی سے ملاقات کی جو خواہش کی تھی وہ مسترد کر دی گئی اور چیف سکریٹری حکومت مدراس نے آج قائد ملت کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ان کو علامہ مشرقی سے ملاقات کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔"

۹۔ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ

(مطابق ۲۹۔ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۷۹)

راجہ صاحب محمود آباد

راجہ صاحب مکرم و محترم

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سید شہریار حسن صاحب کے متعلق گرامی نامہ پہنچا۔ یاد فرمائی چاہے جس سلسلے میں ہو باعث تشکر اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا فرض، اس لیے نہیں کہ آپ اودھ کے تعلقدار اور محمود آباد کے راجہ ہیں بلکہ اس لیے کہ آپ ایک راجہ کے سینے میں ایک مسلمان کا دل رکھتے ہیں۔ اللہ ہم میں آپ کی بہت سی مثالیں پیدا کرے۔

شہریار حسین صاحب بہت جذباتی آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ وہ میرے یہاں ایسے وقت آئے جب کہ میں اپنے قومی فرائض کی تکمیل میں مشغول تھا۔ میں نے ان سے خواہش کی وہ اسی دن بعد ظہر تشریف لائیں لیکن وہ نہ آئے اور مجھے یہ سن کر افسوس ہوا کہ وہ کچھ خفا ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کو پھر بلایا ہے اگر وہ آگئے تو ان کی تکلیف معلوم کر کے انشاء اللہ حتی الامکان ان کی مدد کروں گا۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے اور ناگپور میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو سکے گا۔ فقط

یکم بہمن ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۴۔ ڈسمبر ۱۹۴۱ء)

(۸۰)

مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

مولوی محلہ۔ بدایون

مکرم و محترم زادت الطافکم

گرامی نامہ پہنچا۔ اس سے پہلے رہبر میں آپ کی مساعی جمیلہ کا حال پڑھ چکا ہوں۔ آپ کو جو مسرت ہوئی ہوگی اس کا مجھے کافی اندازہ ہے کیوں کہ میں آپ کو ہمیشہ اپنے قلب و روح سے قریب تر پاتا رہا ہوں اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی اس دعا میں شریک ہوں کہ خدا ان حالات کو استحکام و استقرار عطا کرے۔ آپ کا مشورہ پیش نظر ہے۔ اگر ناگپور کے بعد آپ حیدرآباد تشریف لائیں تو پروگرام کے مسئلہ میں آپ کے تجربے سے بھی استفادہ کرسکوں گا۔

اتحاد المسلمین کا جلسۂ سالانہ اب کی مرتبہ اورنگ آباد سے قریب شہر جالنہ میں ہو رہا ہے۔ اس کے اجلاس ۱۲۔ اور ۱۳۔ ذی الحجہ کو مقرر ہوئے ناگپور سے میرے ساتھ حیدرآباد آئیے اور میری عید کی مسرتوں کو بڑھائیے۔ پھر میرے ساتھ جالنہ چلیے اور جلسے کی رونق میں اضافہ کیجئے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۔ بہمن ۱۳۵۱ف

(مطابق ۵۔ ڈسمبر ۱۹۴۱ء)

(۸۱)

بخدمت شریف جناب رحمت یار جنگ بہادر

کوتوال بلدہ۔ حیدرآباد۔ دکن

میں چاہتا ہوں کہ علامہ مشرقی کی صحت کے لیے دعا اور ان کی

فاقہ کشی پر اظہار تشویش اور بتوسط حکومت حیدرآباد، حکومت ہند سے ان کی رہائی کا مطالبہ کرنے کے لیے ایک جلسہ عام بتاریخ ۱۳۔ بہمن مطابق ۲۶۔ ذی قعدہ روز شنبہ بمقام دارالسلام منعقد کروں۔ تحت قواعد جلسہ ہائے عام آپ کو اطلاع دے رہا ہوں۔ اگر آپ کو اس میں کوئی عذر ہو تو مجھے آئندہ پنجشنبہ سے قبل مطلع فرمائیے تاکہ مجھے انتظامات میں سہولت ہو۔ فقط

۴۔ بہمن ۱۳۵۱ف

(مطابق ۷۔ ڈسمبر ۱۹۴۱ء)

(۸۲)

مولوی محمود الحسن صاحب صدیقی
سکریٹری اسٹیٹ مسلم لیگ بھوپال

مکرمی۔ آگرہ کانفرنس کے التوا کی خبر میرے لیے بھی تعجب خیز تھی، جو قاضی عیسیٰ خاں صاحب کے تار ہی سے معلوم ہوئی تھی۔ اگر اس کی کوئی وجہ معلوم ہوئی ہو تو مطلع فرمائیے۔ میں انشاء اللہ ۲۵۔ ڈسمبر کی صبح کو ناگپور پہنچ جاؤں گا۔

یہ سن کر مسرت ہوئی کہ آپ نے ناگپور جانے اور وہاں سے میرے ساتھ حیدرآباد آنے کا قصد کر لیا ہے۔ اب اس قصد کو مصمم کر لیجیے اور پھر ملتوی نہ فرمائیے۔ ایجوکیشنل کانفرنس تو ملتوی ہو گئی لیکن آپ مجلس اتحاد المسلمین کے سالانہ جلسے میں شریک ہو سکیں گے اور ہم سب کو ممنون کریں گے۔

راجستھانی صاحب نے آپ کے موسومہ خط مورخہ ۲۱۔ نومبر کا حوالہ دیتے

ہوے جو غالباً آپ نے ان کو سنایا ہوگا مجھے ایک بڑا سخت غصہ کا خط لکھا مجھے اس کو پڑھ کر رنج سے زیادہ افسوس ہوا۔ میری دلی تمنا ہے کہ وہ حالات کو صحیح طور پر سمجھیں اور کوئی غلط قدم نہ اٹھائیں۔ سلام الدین خاں صاحب کو خط لکھ رہا ہوں۔ باقی انشاء اللہ ناگپور میں بالمشافہ۔

۹۔ بہمن ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۲۔ ڈسمبر ۱۹۴۱ء)

(۸۳)

سلام الدین خاں صاحب
وزیر عدالت ریاست اسلامیہ بھوپال
جناب مکرم و محترم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ زمانۂ قیام بھوپال میں آپ نے جو مسافر نوازی فرمائی اس کو بھلا نہیں سکتا۔ واپسی کے بعد مسلسل گھر سے باہر رہا چنانچہ یہ خط بھی بنگلور جاتے ہوے لکھ رہا ہوں۔ ہز ہائینس کی خدمت میں میری طرف سے آداب و تسلیم عرض کیجیے۔ میں بنگلور سے انشاء اللہ ۱۶ یا ۱۷ ڈسمبر کو گھر واپس آؤں گا اور پھر وہاں سے ۲۴۔ کو روانہ ہو کر ۲۵۔ ڈسمبر کو انشاء اللہ ناگپور پہنچ جاؤں گا۔ وہاں آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا جلسہ ہے جس میں قائد اعظم بھی تشریف لانے والے ہیں۔ یقین ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ آپ کا مخلص۔ فقط

۹۔ بہمن ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۲۔ ڈسمبر ۱۹۴۱ء)

میاں احمد شاہ صاحب
بہمنی پریس۔ ٹرپلیکن۔ مدراس
مکرمی

یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ حکومت ہند نے آپ کو علامہ صاحب سے ملاقات کی اجازت دے دی۔ اس سے زیادہ مسرت اپنے ایک دوست سے یہ سُن کر ہوئی کہ اس سلسلے میں آپ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح سے ملتے رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ میں نے علامہ صاحب سے ملاقات کے لیے انتہائی کوشش کی لیکن حکومت ہند اور حکومت مدراس دونوں نے اس سے انکار کر دیا۔ میں اب بے چینی سے منتظر ہوں کہ آپ کی ملاقات کے نتائج معلوم کروں۔ میرے لیے بے حد باعث منت ہوگا۔ اگر آپ مدراس سے واپس ہوتے ہوئے ایک دن حیدرآباد قیام فرمائیں اور مسائل سے واقف ہونے کا موقع دیں۔ میں ۲۴۔ دسمبر کی شام تک حیدرآباد میں ہوں ۲۵۔ ۲۶۔ اور ۲۷۔ دسمبر کو ناگپور میں رہوں گا۔ جہاں قائداعظم بھی ہوں گے اور مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے تمام ارکان بھی۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ۲۵۔ تاریخ کو ناگپور آسکیں تو بہت ہی مناسب ہوگا اور ہم سب اس مسئلہ پر تفصیل سے غور کر سکیں گے اور اس کا کوئی حل تلاش کر سکیں گے۔ جواب کا منتظر ہوں۔

۱۵۔ بہمن ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۸۔ دسمبر ۱۹۴۱ء)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب
ایڈیٹر "ترجمان القرآن" لاہور
مکرمی زادت الطافکم

آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ سے آپ کی کتاب "دولت آصفیہ اور حکومت برطانیہ" کی دوبارہ اشاعت کی اجازت چاہی تھی۔ حیدرآباد کی عبدالحق اکاڈمی نے اس کو دوبارہ شائع کیا اور اس پر جو نوٹ شائع کیا اور اس پر جو نوٹ ناشر کی طرف سے لکھا گیا اس میں آپ کی ہدایت کے بموجب یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ یہ آپ کی ایک پرانی تالیف ہے۔ میں نے ناشرین سے آپ کا حق تالیف ایک سو پانچ کلدار، آپ کی منظوری کی امید پر طے کر لیا تھا جو علیحدہ منی آرڈر کے ذریعہ مرسل خدمت ہے۔ قبول فرما کر ممنون فرمایئے۔

جماعت اسلامی سے متعلق آپ کی کوششوں کا غور سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ اس کے مقاصد سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا لیکن طریقہ کار میں مجھے بعض اصولی اختلافات ہیں۔ کئی سال سے ملنے کا متمنی ہوں۔ اگر کبھی ملوں گا تو گفتگو کروں گا۔ اخبارات کے کالموں یا پلیٹ فارم پر اختلافات کو اس وقت تک اچھا نہیں سمجھتا جب تک کسی شدید اجتماعی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۱۹۔ بہمن ۱۳۵۱ف
(مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۹۴۱ء)

(۸۶)

میجر جنرل سید احمد العیدروس
کمانڈر افواج باقاعدہ۔ سرکار عالی

مکرم و محترم

السلام علیکم۔ بنگلور گیا ہوا تھا۔ وہاں سے واپس آکر آپ کا گرامی نامہ دیکھا۔ مسلمان نوجوانوں کا جو گلہ آپ نے کیا ہے اس میں دل سے شریک ہوں۔ انشاء اللہ کوشش کروں گا اور جلد آپ کی خدمت میں اچھے امیدوار روانہ کروں گا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہونگے۔

۱۹۔ بہمن ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۲۔ دسمبر ۱۹۴۱ء)

(۸۷)

قاضی محمد تاج الدین صاحب
ملاکلی جاگیر۔ ضلع اورنگ آباد

مکرمی۔

آپ کا خط ملا۔ تبلیغ اسلام سے آپ کی دلچسپی کو دیکھ کر مسرت ہوئی اللہ اس میں ترقی دے۔ عبداللہ پٹیل صاحب مبلغ۔ تعلقہ بھوکردن کے لیے متعین ہیں۔ اگر آپ کا علاقہ بھی اسی تعلقہ میں ہے تو ان سے ضرور کام لیجیے۔ میں حدود تبلیغ کو زیادہ پھیلانا نہیں چاہتا کیونکہ اس کام میں بہت دشواریاں ہوتی ہیں۔ اگر آپ بارہ یا تیرہ ذی الحجہ کو جالنہ تشریف لائیں تو

آپ سے اس مسئلہ میں تفصیلی گفتگو کروں گا۔ فقط

۱۹۔ بہمن ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۹۷۲ء)

(۸۸)

ادیب الملک مولانا ناظر حسین صاحب عقیل

گورنمنٹ درباری کوٹھی نمبر ۸۷۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

مکرمی۔ آپ کا تحفہ سال نو اور عنایت نامہ پہنچا۔ اس لیے ضرور ممنون ہوں کہ آپ نے یاد کیا۔ فطرت انسانی کے مطابق خوش بھی ہوں کہ آپ نے میری تعریف کی اور قصیدہ لکھا۔ لیکن آپ سے مجھے پوری ہمدردی ہے کہ آپ کا بہت سا وقت اور پیسہ ضائع ہوا۔

اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ ساری تعریف کا مستحق صرف خدا ہے۔ الحمدللہ اگر مجھ میں کوئی چیز قابل تعریف ہے تو اس کا مستحق بھی میں نہیں بلکہ میرا بنانے والا۔ نہایت کافی ہوتا اگر آپ نے بحضور قلب اپنے خدا کا شکر ادا کیا ہوتا کہ اس نے مجھے مسلمانوں اور اسلام کی خدمت کے قابل بنایا۔ دوسری شکایت آپ سے یہ ہے کہ آپ نے میری تعریف کر کے اور خصوصاً مجھے اس سے مطلع کر کے میرے اندر جذبات تفاخر پیدا کرنے کی کوشش کی جو تھوڑی سی غفلت میں جذبات خدمت کو فنا کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس تحفے کے شکریہ کے طور پر آپ سے متمنی ہوں کہ آئندہ سوائے خدا کے کسی کی تعریف نہ کیا کیجیے اور شعراء اور ادیبوں کے اس راستے کو چھوڑ دیجیے جو ترکستان لے جاتا ہے

اور کعبہ سے بیگانہ بناتا ہے۔ فقط

۲۔ اسفندار ۱۳۵۱ف
(مطابق ۴۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۸۹)

سید محمد عبدالجبار شاہ صاحب
پرنس آف استحانہ سابق شاہ سوات
حال رکروٹنگ آفیسر نظم جمعیت سرکار آصفیہ
قلعہ استحانہ۔ علاقہ باغستان
بتوسط پوسٹ ماسٹر ڈاک خانہ کرپلیان
ضلع ہزارہ۔ صوبہ سرحد

پاشاہ صاحب مکرم و محترم۔

السلام علیکم رحمۃ اللہ۔ گرامی نامہ پہنچا۔ دلی شکریہ قبول فرمایئے میں ایک زمانے سے آپ کی خیریت معلوم کرنے کا متمنی تھا۔ سرفرازی شاہانہ پر آپ کی مبارک باد آپ کے دلی خلوص کی دلیل ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ جو کام اس وقت انجام دے رہے ہیں وہ حیدرآباد کی سب سے اہم ضرورت ہے جس کے لیے آپ سے زیادہ موزوں کوئی اور شخصیت نہیں ہوسکتی تھی۔ میں آپ کے مقاصد میں کامیابی کا دل سے متمنی ہوں۔

عزیز مکرم سید شاہ ابراہیم صاحب کے مرسلہ تصاویر نے دورہ سرحد کی یاد تازہ کردی۔ برادران سرحد کی محبت و مہمان نوازی کے تصور سے

لطف اندوز ہو رہا ہوں جن کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ ہمیشہ سے میرا ایقان ہے کہ مسلمانانِ ہند کی مستقبل کی درخشانی تمام تر اسی غیور اور بہادر قوم کی تنظیم اور اصلاح پر منحصر ہے۔ کاش میرے کاندھوں پر مسلمانانِ دکن کی خدمت کا فرض نہ ہوتا اور میں حیدر میں کچھ دنوں قیام کر کے اپنے ان بھائیوں کی خدمت کا حوصلہ پورا کر سکتا۔

تمام پرسانِ حال کو میرا سلام مودب پہنچائیے۔ آپ کے فرزندانِ عالی قدر کی خدمت میں سلام اور پر خلوص دعا۔ فقط

۲۔ اسفندار ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۴۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۰)

جناب عنایت اللہ اثری

ندوہ۔ لکھنو

مکرمی۔ مولوی سید شہاب الدین صاحب ضرور واپس آئیں گے اور میں ان کے ذریعہ جماعت اسلامی کی نسبت اپنے خیالات سے آپ کو بالتفصیل مطلع کروں گا۔ فی الحال صرف اس قدر کہہ دینا کافی تصور کرتا ہوں کہ جماعت اسلامی کے اغراض و مقاصد سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مجھے صرف اس کے طریقہ کار سے تھوڑا اختلاف ہے۔ ایک تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں یہ جماعت ایک مستقل فرقہ نہ بن جائے اور اس کے ارکان اس میں شریک نہ ہونے والوں کو اسلام سے خارج نہ تصور کرنے لگیں۔ دوسرے میں اس کو

سخت غیر مآل اندیشی تصور کرتا ہوں کہ ہم موجودہ حکومتوں اور خصوصاً ان کی مقننہ سے قطع تعلق کر کے اپنے مخالفین کو اور زیادہ قوی کر دیں۔ گو میں بھی ان حکومتوں کو غیر اسلامی سمجھتا ہوں اور ان کے اسلامی بنانے ہی کو اپنا مقصد حیات تصور کرتا ہوں۔ فقط

۱۲۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۵۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۱)

بخدمت شریف عالیجناب سر احمد سعید خاں صاحب آف چھتاری
صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ
جناب مکرم و معظم

آپ جیسے وسیع النظر شخص کی نگاہوں سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ ہوگا کہ بلوچستان اپنی ہر حیثیت کے اعتبار سے ہندوستان کا سب سے زیادہ بدبخت صوبہ ہے۔ یہاں تقریباً تمام آبادی مسلمانوں کی ہے۔ جو مالی حیثیت سے انتہائی فلاکت اور افلاس کی زندگی بسر کرتے ہیں تعلیمی اعتبار سے یہاں کا اوسط تمام صوبہ جات سے گھٹا ہوا ہے اور نفی کے برابر ہے۔

نوٹ:۔ خط نمبر (۹۱) دراصل ایک درخواست کا مسودہ ہے جو صدر اعظم باب حکومت دولت آصفیہ کے نام نواب مرحوم نے قاضی محمد عیسیٰ خاں بیرسٹر معتمد انجمن اسلامیہ کوئٹہ بلوچستان کی جانب سے لکھوایا تھا۔

گزشتہ قیامت خیز زلزلوں نے اس ملک کو تباہی کے انتہائی حدود تک پہنچا دیا ہے۔ بحمد للہ یہاں کے باشندوں میں اپنی اصلاح و ترقی کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن عام افلاس اور معاشی پستی نے ان کے احساسات کی تکمیل کے تمام راستے مسدود کر رکھے ہیں۔ بلوچستان کے مخلص قومی کارکنوں نے ان تمام خرابیوں کے دور کرنے کے لیے کامل غور و فکر کے بعد یہ واحد علاج تجویز کیا ہے کہ بلوچستان کی تعلیمی ترقی پر سب سے پہلے توجہ دی جائے اور خدا کے فضل و کرم اور مسلم رؤسائے ملک کی امداد و اعانت کی توقع پر ایک کالج کی بنیاد رکھ دی گئی ہے جس کی عمارت کے لیے مبلغ ..... روپے کے اخراجات کا اندازہ کیا جا رہا ہے اور اس کا سالانہ متوالی خرچ تقریباً ..... روپے ہوگا۔ میں اس امر کے اظہار پر مسرت محسوس کرتا ہوں کہ مسلم رؤسائے ہند نے ہماری اس تجویز پر توجہ کی چنانچہ ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال نے ۱۲ ہزار روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا۔

سلطنت اسلامیہ آصفیہ کے بذل و نوال کا دریا ہندوستان کے گوشہ گوشہ کو سیراب کر رہا ہے۔ آندھرا یونیورسٹی، شانتی نکیتن، ہندو یونیورسٹی (بنارس) دار العلوم ندوۃ علماء، دار العلوم دیوبند، انجمن حمایت الاسلام لاہور اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اسی کے دامن فیض میں پرورش پا رہے ہیں۔ ابھی دو سال قبل جلالت الملک سلطان دکن کی فیض بخشی سے ہمارے ہمسایہ صوبہ سرحد کا اسلامیہ کالج بہرہ اندوز ہو چکا ہے۔ لیکن ہم باشندگان بلوچستان جو اپنے قلب کی گہرائیوں میں اس سلطنت اور اس کے تاجدار کی عقیدت کا

بے پایاں جذبہ رکھتے ہیں اور سلطنت کی بقاء کے لیے قربان ہونے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ آج تک محروم ہیں۔ اب جب کہ ہم نے ایک انتہائی نیک مقصد کے لیے عزم صمیم کرلیا ہے اور ایسا عزم کرلیا ہے جس کی تکمیل حضرت سلطان العلوم کی دستگیری کے بغیر ممکن نہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ اس صوبہ کے غیور اور بہادر باشندوں کی تعلیم کے لیے سلطنت آصفیہ سے ہماری شایان شان امداد فرمائی جائے جو ہم کو اس عالم دار و گیر میں ہر ایک کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچائے، تعمیر عمارت کے لیے یکمشت امداد کے علاوہ ایسی سالانہ امداد منظور فرمائی جائے جو اس کالج کے بقاء و استقلال کی ضامن ہو۔

میں ہوں آپ کا مخلص

۱۳۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۵۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۲)

راج کماری امرت کور

بتوسط مسٹر یم۔ کے۔ گاندھی

سیوا گرام۔ وار دھا

مائی ڈیر راجکماری جی

میں اس خط کے ساتھ آپ کے حسب خواہش اس رپورٹ کی ایک کاپی روانہ کر رہا ہوں جو آپ نے حیدرآباد میں پڑھی تھی۔ یہ رپورٹ مسٹر محمد صدیق نے مرتب کی جو اس کمیٹی کے سکریٹری تھے۔ گو یہ رپورٹ

کمیٹی میں پوری طرح "اپرو" (APPROVE) نہ ہو سکی لیکن اس سے آپ کو ان اختلافی مسائل کا صحیح اندازہ ہو جائے گا جو حیدر آباد کے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تصفیہ طلب ہیں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر و عافیت ہوگا۔ گاندھی جی کو میرا سلام کہیں۔ فقط

۱۳۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۵۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۳)

مولوی محمود الحسن صاحب صدیقی

بھوپال

مکرمی۔ خط پہنچا۔ جو وہ پور کو تار دے دیئے گئے تھے۔ یقین ہے کہ آپ کو مل گئے ہوں گے اور توقع ہے کہ آپ کا مشن کامیابی کے ساتھ ختم ہوا ہوگا۔ آگرہ کا صوبہ داری مسلم لیگ کا اجلاس غالباً پھر ملتوی ہو جائے گا کیونکہ اب کے آل انڈیا مسلم لیگ الیکشن کی تعطیلات میں یوپی ہی میں بمقام الہ آباد منعقد ہو رہا ہے۔ اگر میرا خیال غلط ہے تو مطلع فرمائیے تاکہ اپنا پروگرام بنا سکوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرا قصد ۱۲۔ فروری کو حسب وعدہ ایک یا دو دن کے لیے اندور پہنچنے کا ہے۔ وہاں سے پھر حیدر آباد واپس آجاؤں گا کیوں کہ مارچ کی تیسری و چوتھی تاریخ کو حیدر آباد میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوں گے۔ جن کے تمام تر انتظامات میرے ذمے ہیں۔ اندور کی نسبت آپ کے جواب کا منتظر ہوں کیوں کہ آپ کے جواب پر میرے

بعض دوسرے پروگراموں کا انحصار ہے۔ مولوی عبدالصمد خاں صاحب یہیں ہیں۔ انشاء اللہ آج یا کل جے پور روانہ ہوں گے۔ یعنی کاغذات مرسل ہیں ضروری کاروائی فرمائیے۔ فقط

۱۷۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۹۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۴)

مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب

درگاہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ۔ دہلی

خواجہ صاحب۔ مکرم و محترم

گرامی نامہ پہنچا۔ یہ سن کر مسرت ہوئی کہ اب آپ کی آنکھ بہتر ہے۔ خصوصاً آپ کا قلمی خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا آپ کو اپنی ساری اچھی صلاحیتوں کے ساتھ دیر تک سلامت رکھے۔ آپ نے سچ کہا تلك الایا

حیدری صاحب مر گئے اور ایک دن ہم سب مر جائیں گے۔ خدا ایسی زندگی عطا کرے کہ لوگ ہمارا ذکر اچھے الفاظ میں کریں جو مر گیا اس سے رنج کیا۔ میں نے خدا کی طرف سے توجہ کر کے اکبر حیدری مرحوم کو دل سے معاف کیا اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کی۔

بیگم صاحبہ بحمد للہ خیریت سے ہیں آپ کی اور خواجہ بانو صاحبہ کی خدمت میں آداب عرض کرتی ہیں۔ فقط

۱۷۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۹۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۵)

شہید سہروردی صاحب
سکرٹری بنگال پراونشل مسلم لیگ
وچل ملا مینشن - ۸ دھرم تولہ اسٹریٹ کلکتہ

جناب مکرم دعوت نامہ پہنچا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ مسلم لیگ کے سلسلے میں بنگال آنے کی برسوں سے تمنا ہے۔ آپ اگر یاد نہ فرماتے تب بھی آتا۔ لیکن "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ہولی کی تعطیلات ۲-۳-۴-۵ مارچ کو حیدرآباد میں منعقد ہونے والے ہیں مجلس استقبالیہ کی ساری ذمہ داریاں حقیقی طور پر میرے ہی سر رہیں گی اور آپ سے زیادہ ان ذمہ داریوں کا احساس کس کو ہو سکتا ہے کیوں کہ آپ اجلاس کلکتہ میں ان سے عہدہ برآ ہو چکے ہیں۔ اس لیے مجبور اور آپ سے اور آپ سے زیادہ اپنے آپ سے معذرت خواہ ہوں۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ کا یہ اجلاس صوبہ بنگال میں مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے۔ مقررہ تاریخوں میں یہاں بیٹھا آپ کی کامیابی کے لیے دعا کر رہا ہوں گا۔ فقط

۲۷ - اسفندار ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۲۹ - جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۶)

نواب صدر یار جنگ بہادر
حبیب منزل - علی گڑھ

نواب صاحب مخدوم و محترم

تین روز کے لیے مدراس گیا تھا۔ واپسی کے بعد تار ملا۔ جواب گزرانا گیا تھا پہنچا ہوگا۔ باب حکومت نے کانفرنس کے اجلاس منعقد کیے جانے کی سفارش کر دی ہے۔ محرم کی وجہ سے فرمان مبارک ابھی تک شرف صدور نہیں لایا۔ ۱۴۔ محرم کو صدور فرمان کی توقع کی جا رہی ہے جیسے ہی فرمان صادر ہوگا آپ کو تار سے اطلاع دوں گا۔ مولوی سید الطاف علی صاحب اپنے کام میں مشغول ہیں اور اس وقت بھی میرے یہاں بیٹھے کانفرنس کا پروگرام تیار کر رہے ہیں۔ دعا فرمایئے کہ میں اپنی ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ پورا کر سکوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۷۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۹۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۷)

سید امین الرحمٰن صاحب
سکریٹری مسلم لیگ و صدر انجمن ترقی اردو
اکولہ۔ برار

مکرمی۔ السلام علیکم۔ آپ کے بھائی مولوی مبین الرحمٰن صاحب مرحوم سے بھی غائبانہ نیاز رکھتا تھا۔ ان کے مضامین بھی پڑھے ہیں اور گزشتہ دفعہ جب اکولہ آیا تھا تو ندی کے کنارے مبین لائبریری بھی دیکھی تھی اس کا جلسہ کرنا آپ کو مبارک ہو اور میری تمنا ہے کہ لائبریری ترقی کرے

اور مسلمان اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔ مارچ کی دوسری تاریخ سے حیدرآباد میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقد ہو رہے ہیں جن کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہے اس لیے فروری کے مہینے میں کہیں باہر جانا کسی طرح ممکن نہیں۔ جلگاؤں اور سراج گنج (بنگال) اور مجلس حزب اللہ (کلکتہ) کی دعوت بھی اسی بناء پر مسترد کر دی ہے اور آپ سے بھی معافی خواہ ہوں کسی دوسرے مناسب آدمی کا انتخاب آپ ہی بہتر کر سکتے ہیں۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۷۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۹۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۸)

مسٹر ایم۔ اے حسن اصفہانی

۵۔ کیمک اسٹریٹ۔ کلکتہ

مکرمی۔ یاد فرمائی کا شکریہ شہید صاحب کا خط پہنچا تھا جیسا کہ ان کو لکھا ہے۔ یہ تو میری اپنی تمنا تھی اور ہے مسلم لیگ کے سلسلہ میں بنگال آؤں اور آپ کی خدمت کروں۔ آپ کے بغیر بلائے آتا۔ لیکن افسوس کہ بعض ذمہ داریاں اور اہم ذمہ داریاں اس کی مانع ہیں۔ حیدرآباد میں دوسری مارچ سے آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقد ہونے والے ہیں مجلس استقبالیہ کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہے۔ شہید صاحب ایک مرتبہ اس منزل سے گزر چکے ہیں۔ اس لیے ان کو اس کا خوب اندازہ ہے۔ محض اس کی وجہ سے

مجبور ہوں اس لیے آپ سے اور آپ سے زیادہ خود اپنے آپ سے معافی چاہتا ہوں کیوں کہ میرے دل کی تمنا آپ کی خواہش سے زیادہ شدید ہے۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا آپ کو اپنے نیک مقاصد میں کامیاب کرے۔ فقط

۲۷۔ اسفندار ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۹۔ جنوری ۱۹۴۲ء)

(۹۹)

مولوی محمود الحسن صاحب

بھوپال

مکرمی۔ خط مورخہ ۳۰۔ جنوری پہنچا۔ خدا آپ کو جلد صحت دے وفد کی رپورٹ کا منتظر ہوں۔ جودھپور کی ایک جماعت کی طرف سے وفد کی کارروائی پر سخت نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وفد نے یک طرفہ کاروائی کی اور دوسری جماعت کو پورا موقعہ نہیں دیا اور حکومت کی مہمان رہی میں نے رپورٹ کے پیش ہونے تک کسی خیال کا اظہار کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ایجوکیشنل کانفرنس کی ذمہ داریاں اتنی شدید ہیں کہ فروری میں دلی جانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ آپ کے حسب مشورہ اندور کا دورہ بھی ملتوی کر رہا ہوں۔ الہ آباد میں سالانہ جلسے کے انتظامات شروع کر دیجیے۔ میں بھی نواب اسمٰعیل خاں صاحب، چودھری خلیق الزماں صاحب اور نواب سر محمد یوسف کو لکھ رہا ہوں۔ ہز ہائینس کی خدمت میں انشاء اللہ آج ہی ایک خط لکھوں گا آپ نے جالنہ کے اجلاس اتحاد المسلمین میں بہت مایوس کیا۔ ایجوکیشنل

کانفرنس کے اجلاس میں ضرور آیئے اور جودھپور کی رپورٹ ساتھ لایئے۔ جودھپور کو جن صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آپ نے لکھا تھا ان کا نام آپ کے خط میں کوشش کے باوجود مجھ سے پڑھا نہ گیا۔ ذرا صاف الفاظ میں لکھیے تو ان کو انشاء اللہ ضرور لکھوں گا۔ عبدالصمد خانصاحب واپس جا چکے ہیں مسز صدیقی کی خدمت میں بیگم بہادر یار جنگ کا سلام پہنچا دیجیے۔ وہ متمنی ہیں کہ مارچ میں مسز صدیقی بھی آپ کے ساتھ آئیں۔ فقط

۲۔ فروردی ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۔ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۰)

محمود الحسن صاحب

بھوپال

مکرمی۔

آپ کے دونوں تفصیلی خط پہنچے۔ آپ نے جودھپور کے مسئلہ پر ناحق اپنا وقت ضائع کیا۔ گو میرے یہاں جودھپور سے اس وقت تک چالیس پچاس خطوط آ چکے ہیں لیکن مجھے اپنے وفد پر کامل اعتماد ہے اور میں آپ کی رپورٹ کا منتظر ہوں اور آپ اطمینان رکھیے کہ جب تک رپورٹ کا تفصیلی مطالعہ نہ کر لوں کوئی رائے قائم نہ کروں گا۔

اندور کا دورہ ملتوی ہی رہے گا۔ کل نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی سکرٹیری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا

ایک تار وصول ہوا ہے کہ کانفرنس کی اسٹانڈنگ کمیٹی نے بعض وجوہ کی بناء پر اس کے سالانہ اجلاس کو آئندہ دسمبر تک ملتوی کر دیا۔ میں ان کے خط کا منتظر ہوں۔ ان کے اس اس التوا کی وجہ سے میرا سارا پروگرام بگڑ گیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں مہینوں پہلے اپنے پروگرام بنایا کرتا ہوں۔ اب سوچ رہا ہوں کہ دلی جاؤں اور وہیں آپ کی ورکنگ کمیٹی کا بھی اجلاس کروں اور وہاں سے قائداعظم کے ساتھ ہی کلکتہ جاؤں اور سراج گنج کی پراونشل لیگ کانفرنس میں شرکت کروں جس کے لیے شہید سہروردی، حسن اصفہانی، مولانا اکرام خاں اور راغب احسن کے تقاضوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ لیکن حیدرآباد میں اے، آر، پی اور سیول گارڈز کی تنظیم کا کام شروع ہو گیا ہے میں نہیں چاہتا کہ اس میں مسلمان پیچھے رہیں اور ہندو فائدہ اٹھائیں اس تنظیم کی تکمیل کے لیے میری موجودگی ضروری ہے۔ اگر دو تین روز میں یہاں کے کام کو ذمہ دار اصحاب تقسیم کر سکا تو دلی جاؤں گا اور راستہ میں آپ کو ساتھ لے لوں گا۔ بلکہ ہو سکا تو ایک آدھ دن بھوپال ٹھہر بھی جاؤں گا قطعی فیصلہ کے لیے مجھے تین چار دن کی مہلت دیجیے جیسے ہی کوئی بات طے کروں آپ کو تار سے اطلاع دوں گا آپ ورکنگ کمیٹی کا اعلان کر سکیں۔

الہ آباد میں جلسہ سالانہ یقیناً منعقد ہونا چاہیے۔ ابھی تک یو۔ پی سے کوئی خبر نہیں آئی کہ مجلس استقبالیہ کے صدر کون ہیں۔ جیسے ہی اطلاع ملی آپ کو مطلع کروں گا اور خود بھی ان کو لکھوں گا۔ آپ اپنی مجلس استقبالیہ ترتیب دے دیجیے اور جلسہ سالانہ کا ابھی سے اعلان کر کے تمام ریاستی

لیگوں کو مطلع کر دیجیے۔ اس دفعہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کا جلسہ انشاء اللہ ہمارے مستقبل کے لیے ایک معین راہ عمل طے کر سکے گا۔ عطیہ بیگم صاحبہ کا کوئی خط مجھے اب تک نہیں پہنچا جس کے جواب کا وہ انتظار کر رہی ہیں۔ اگر وہ ریاستی مسلم لیگ برائے خواتین کا کام انجام دینا چاہتی ہیں تو میں ان کا خیر مقدم کروں گا۔ میری طرف سے آپ ان کو یقین دلائیے اور الہ آباد میں شرکت اجلاس کی دعوت دیجیے۔ اگر ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ملتوی نہ ہو جاتا تو میں ان کو دعوت دیتا۔

بیگم صدیقی کی خدمت میں بیگم بہادر یار جنگ کا سلام پہنچا دیجیے۔ وہ دریافت کرتی ہیں کہ کیا بیگم صدیقی بھی الہ آباد میں آپ کے ساتھ ہوں گی۔ وہ میرے ساتھ الہ آباد آ رہی ہیں۔ باقی انشاء اللہ عند الملاقات۔ فقط

۲۳۔ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۱۰۔ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۱)

بخدمت جناب مولوی علی الدین احمد صاحب

ناظم الامور مذہبی سرکار عالی

حیدرآباد

جناب مکرم و محترم

میں یہ خط جناب کی خدمت میں ایک نہایت مخلص مسلمان مولوی الطاف حسین صاحب مخدوم ساکن برش گوا نا جنوبی امریکہ کے

تعارف کے لیے لکھ رہا ہوں۔ یہ تقریباً چار سال سے بہ پابندی میرے درس تفسیر قرآن میں شریک ہوتے رہے ہیں اور دوسرے اوقات میں بھی مجھے ان سے ملنے۔ ان کے خیالات سے واقف ہونے اور ان کے جذبات کا اندازہ لگانے کا موقع ملا ہے۔ انھوں نے حیدرآباد کا سارا زمانہ قیام حصول علم دین میں صرف کیا مجھ سے تفسیر قرآن سننے کے علاوہ مولانا عبدالمقتدر صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ اور مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی سابق شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ سے بھی دینی تعلیم حاصل کی ہے۔ آدمی نہایت مخلص، بہت خاموش صاحب فکر صحیح و عمل صالح ہیں۔ مجھے ان پر کامل بھروسہ اور اعتماد ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ جس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں دیانت و دانائی کے ساتھ انجام دیں گے۔ اگر آپ ان کی امداد فرمائیں تو مجھے یقین ہے کہ وہ امداد ضائع نہ جائے گی۔ اور اپنے صحیح مقام پر صرف ہوگی۔ اگر آپ ضرورت سمجھیں تو میرے اس خط کو بطور تعارف نامہ کے ارباب اقتدار کے ملاحظہ میں لا سکتے ہیں۔ فقط

۲۳۔ محرم ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۱۰ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۲)

مولوی محمد اکرام اللہ صاحب

صدر مجلس اتحاد المسلمین۔ ضلع عثمان آباد

مکرمی۔ ۲۴۔ ۲۵۔ اردی بہشت کو آپ کے سالانہ جلسہ میں انشاء اللہ

ضرور آؤں گا۔ میں تاریخیں محفوظ کرلیں ہیں۔ لیکن عثمان آباد کا دورہ نہ کرسکوں گا کیوں کہ فوراً واپس آکر الہ آباد جانا ہے جہاں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس اپریل کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہو رہے ہیں۔ صدارت کے لیے آپ ہی کسی کو انتخاب کر لیجیے۔ کسی دوسرے ضلع کے صدر کا انتخاب مناسب اور موزوں ہوگا۔ غالباً عبدالکریم صاحب تماپوری ورنگل کے جلسہ سالانہ کی صدارت کر رہے ہیں۔ مسلمانان ایڈسی کی نسبت پراونشل مسلم لیگ بمبئی کو توجہ دلا رہا ہوں۔ آپ بھی میرے روانہ کردہ درخواست اور اپنی کیفیت مسٹر چندریگر صدر صوبہ واری مسلم لیگ بمبئی کے یہاں روانہ کر دیجیے۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۳۔ محرم ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۱۰۔ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۳)

مسٹر چندریگر صدر پراونشل مسلم لیگ بمبئی

محمد علی روڈ

مکرمی

چند روز قبل مسلمانان قصبۂ ایڈسی ضلع شولاپور کی درخواست وصول ہوئی تھی کہ کوئی ہندو مسلم فساد ہوگیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان سخت پریشان ہیں۔ انھوں نے میری امداد چاہی تھی۔ شولاپور سے ہمارا ضلع عثمان آباد متصل ہے۔ اس لیے میں نے وہاں کے صدر مسٹر اکرام اللہ بی اے ال ال بی

وکیل کو حکم دیا تھا کہ ان کی ممکنہ مدد کریں۔ آج اکرام اللہ صاحب کا خط وصول ہوا ہے کہ انھوں نے خود اڈیسی جا کر تمام حالات معلوم کیے اور سر عبد اللطیف صاحب صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ شولاپور کو اس کی نسبت لکھا لیکن انھوں اب تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ انھوں نے مسلمانان بارسی کو بھی اڈیسی کے مسلمانوں کی امداد پر آمادہ کرنے کی کوشش کی مگر ان کو ناکامی ہوئی۔ ان کو افسوس ہے کہ برٹش انڈیا کی عدالتوں میں پیروی نہیں کر سکتے ورنہ خود مسلمانان اڈیسی کی طرف سے پیروی کرنے میں نے ان کو ہدایت کی ہے کہ اپنی تحقیقاتی رپورٹ آپ کی خدمت میں روانہ کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس کی طرف جلد توجہ فرمائیں گے امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۳۔ محرم ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۱۰۔ فروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۴)

مولوی سید تقی الدین صاحب

نائب معتمد امور دستوری

حیدر آباد

جناب مکرم و محترم

تمباکو اور نئے پہنچی۔ مولانائے روم نے نئے کی زبان سے شکایت کروائی تھی لیکن جب سے آپ کا تمباکو پی رہا ہوں میرے حقہ کی نئے سے نغمہ ہائے تشکر نکل رہے ہیں۔ کمرہ معطر ہے۔ میں مسرور ہوں اور میری زبان سے پھول

قلم سے موتی نکل رہے ہیں۔ آپ کی نئے کو اس لیے واپس کر رہا ہوں کہ فی الحال میرے یہاں حقوق کا خاصہ اسٹاک ہوگیا ہے۔ البتہ ممبا کو کافی ہوگا جس قدر ممکن ہو روانہ فرما دیجیے، اور رگیا کے تاجر کا پتہ بھی بتلایئے تاکہ آپ کو زحمت دیئے بغیر حاصل کر سکوں اور ہمیشہ آپ کا ممنون رہوں۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط۔

۲۔ صفر ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۱۸۔ فروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۵)

خان بہادر محمد قلی خاں صاحب

پشاور

خان بہادر مکرم و محترم

گرامی نامہ مورخہ ۱۲۔ جنوری پیش نظر ہے جواب میں اس لیے تاخیر ہوئی کہ اس عرصہ میں مسلسل آوارہ و سرگرداں رہا۔ دماغ میں ایک جنون سا محسوس کرتا ہوں اور وہی جنون ایک جگہ بیٹھنے نہیں دیتا۔ اپنے اجداد کے وطن سے اتنا دور ہوں کہ دل میں آپ کی خدمت کی تڑپ رکھتا ہوں اور تکمیل کا کوئی واقعہ نہیں پاتا۔ مجھے اپنے آپ پر اعتماد ہے کہ اگر مجھے چھ مہینے صوبہ سرحد میں رہنے کا موقعہ ملے تو آسانی سے کانگریس کے تار و پود بکھیرے جا سکتے ہیں۔ مسٹر جناح اور نواب زادہ صاحب سے آپ ضرور ملیں اور وہاں کے لگی کارکنوں کا ذکر کریں۔ میں نے اپنی رپورٹ میں سارے حالات بالتفصیل قائداعظم کے ملاحظہ میں پیش کر دیئے ہیں۔

سید احمد العیدروس بڑے اچھے سپاہی، صحیح قسم کے کمانڈر اور نہایت پاک دل مسلمان ہیں۔ آپ نے ان کی نسبت جو رائے قائم کی وہ بہت درست ہے۔ میری اپنی تمنا ہے کہ آفریدیوں اور مہمندوں کی طرح قوم خٹک کے تعلقات بھی دکن کی اسلامی سلطنت سے قائم ہوں۔ میں اس کے لیے کوشش کروں گا۔ آپ کی دعا کا امیدوار ہوں اور آپ کی خیریت کا خواہاں۔ فقط

۲۔ صفر ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۱۸۔ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۶)

خواجہ حسن نظامی صاحب
درگاہ نظام الدین اولیاءؒ۔ دہلی
مکرمی۔

کارڈ پہنچا۔ مولوی سید احمد محی الدین مرحوم قلب کے عارضے سے فوت ہوئے۔ صرف (۳۶) گھنٹے قبل وہ ایک کمیٹی میں میرے ساتھ بیٹھے کام کر رہے تھے۔ ان کی موت نے دل توڑ دیا۔ دعائے مغفرت کیجیے۔ اخبار میں پڑھا تھا کہ آپ اورنگ آباد کے جلسہ یادگار حسینی میں شریک ہو رہے ہیں۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو انشاء اللہ وہاں ملاقات ہوگی۔ بچوں اور بیگم صاحبہ کی خدمت میں سلام پہنچایئے میری رفیق حیات خواجہ بانو صاحبہ اور حور بانو صاحبہ کو سلام کہتی ہیں۔

۲۔ صفر ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۱۸۔ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۷)

محمود الحسن صاحب
بھوپال
مکرمی

مجھے افسوس ہے کہ دلی کا قصد ملتوی کرنے کے بعد آپ کو تار سے اطلاع دینا بھول گیا۔ اگر آپ دلی گئے تھے تو بہت ہی اچھا کیا اور نہیں گئے تھے تو پھر نواب محمد یوسف کو لکھیے میں بھی لکھوں گا۔ مجھے ابھی تک نہیں معلوم ہوا کہ آل انڈیا مسلم لیگ سیشن کی مجلس استقبالیہ کے صدر و معتمد کون ہیں۔ حیدرآباد ضرور آیئے بہت سی باتیں طے ہو جائیں گی۔ ہز ہائینس کو میں نے خط لکھ دیا تھا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ سلام الدین خاں صاحب وزیر عدالت نے کوئی جواب اب تک نہیں دیا۔ آپ ان سے مل کر سلام پہنچائیے باقی انشاء اللہ بالمشافہ حیدرآباد میں۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ مسز صدیقی کو بیگم بہادر یار جنگ کا سلام۔ فقط

۵۔ صفر ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۲۱۔ فروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۸)

ڈاکٹر رضی الدین صدیقی
حیدرآباد
مکرمی۔ جامعہ عثمانیہ نے آپ کی خدمت میں ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری

پیش کر کے اپنے ایک اولین خادم اور ملک کے ایک بہترین فرزند کی قدر افزائی کی۔ افسوس کہ اپنے سابقہ مواعید کی وجہ سے میں بیرون حیدرآباد جانے پر مجبور تھا۔ اس لیے اس مبارک موقع پر شریک رہ کر آپ کو بالمشافہ مبارک باد نہ دے سکا۔ میری دلی مبارک قبول فرمائیے۔ فقط۔

۱۲۔ صفر ۱۳۶۱ھ

(مطابق ۲۸۔ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۰۹)

مسٹر محمد علی جناح

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ۔ نئی دہلی

مائی ڈیر مسٹر جناح

پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس راولپنڈی میں شرکت کے لیے آپ کا حکم جلگاؤں میں قاضی محمد عیسیٰ خاں صاحب کے ذریعہ حیدرآباد میں وصول ہوا۔ مجھے تعمیل میں ہرگز کوئی عذر نہ ہوتا اگر حیدرآباد کی مصروفیتیں زیادہ اہم نہ ہوتیں۔ یہاں ایک ہندو کے قتل کی وجہ سے کمیونل کلاش (COMMUNAL CLASH) کے اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ نیز جنگ کی قربت نے بھی میری موجودگی کو بہت ضروری بنا دیا ہے۔ راولپنڈی جانے کے لیے مجھے کم از کم ایک ہفتہ کا وقت نکالنا پڑیگا اور پھر الہ آباد کے اجلاس کی شرکت کو میں زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ ان تمام وجوہ کی بناء پر میری درخواست ہے کہ آپ مجھے راولپنڈی کی

حاضری سے معاف فرمائیں۔ اگر اس کے باوجود آپ حکم دیں کہ میں وہاں شرکت کروں تو مجھے کوئی عذر نہ ہوگا اور آپ کا تار پہنچتے ہی میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ مس جناح کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجیے۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو ہماری رہبری کے لیے صحت کے ساتھ طویل زندگی عطا کرے۔ فقط

۱۲۔ صفر ۱۳۶۱ف

(مطابق ۲۸۔ فبروری ۱۹۴۲ء)

(۱۱۰)

مسٹر آئی۔ آئی۔ چندریگر
صدر مسلم لیگ صوبہ بمبئی۔ بمبئی

مکرمی۔ خط پہنچا۔ دو روز قبل مسٹر نور محمد سکریٹری پراونشل مسلم لیگ بمبئی حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے کہ ۱۰۔ مارچ کو صرف چند گھنٹوں کے لیے شولاپور پہنچوں گا۔ مہربانی فرما کر اس کا انتظام فرمائیے کہ اس دن رات کو گیارہ بجے تک میں فارغ ہو جاؤں اور ٹرین سے واپس ہو سکوں۔ آج کل سخت مصروف ہوں۔ اس لیے ۱۱۔ مارچ کی صبح کو میرا حیدرآباد پہنچ جانا ضروری ہے۔ فقط

یکم اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(مطابق ۵۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

مولانا عبدالحامد قادری بدایونی
مولوی محلہ بدایون۔

مکرمی۔ ایک روز کے لیے بھوپال گیا تھا۔ آج ہی صبح واپس آیا۔ جلسہ تعزیت کی قرارداد اور نظم اشاعت کے لیے رہبر کو بھیج دی ہے۔ جنگ جیسے جیسے قریب آرہی ہے مصروفیت بڑھتی جارہی ہے۔ آپ اسباب و علل کا خود ہی اندازہ فرما سکتے ہیں۔ اب ہماری کوششوں سے کچھ ہوتا نظر نہیں آتا۔ آپ ہی کی دعائیں کام آئیں گی۔ دعاؤں میں حیدرآباد کو فراموش نہ کیجیے۔ مجھے اپنی قطعاً فکر نہیں۔ ہر وقت قلب و دماغ میں حیدرآباد اور اس کا مستقبل بسا رہتا ہے۔ انشاء اللہ حیدرآباد میں ملاقات ہوگی۔ اور خوب باتیں ہوں گی۔ بشرطیکہ حالات اجازت دیں۔ الہ آباد سے لکھنو اور وہاں سے کرنال جانے کا قصد ہے۔ آپ کا ساتھ رہے تو نعمت تصور کروں گا۔ مولانا کرم علی صاحب کی کوئی خبر نہیں ملی۔ حج سے واپس آئے یا نہیں۔ آج ان کو بھی ایک خط لکھ رہا ہوں۔ میرٹھ کے جلسے نے کیا طے کیا اور مجلس استقبالیہ کی صدارت کس کے حصے میں آئی۔ نواب سر محمد یوسف کی توقع کی جارہی تھی۔

امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ فقط

۷۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱۲)

نواب افتخار حسین خاں آف ممدوٹ

لاہور

برادر عزیز

ایک سفر سے آج ہی واپس آیا ہوں۔ نواب صاحب مرحوم مغفور کے انتقال کی خبر سن کر دل پر کیا گزری اس کا اظہار زبان قلم سے ممکن نہیں۔ مسلمانان ہند نے ایک صحیح قسم کا امیر کھو دیا۔ یہ غم تنہا آپ کا نہیں تمام مسلمانانِ ہند کا غم ہے مجھے ان سے خاص محبت تھی۔ اپنے غم میں برابر کا شریک تصور کیجیے۔ بیگم صاحبہ محترمہ اور اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو میری طرف سے اور میری رفیقہ حیات کی جانب سے پیام تعزیت پہنچائیے۔ جب سے انھوں نے یہ خبر سنی ہے سخت متاثر اور رنجیدہ ہیں۔ مرحوم کی بخشش میں کوئی کلام نہیں۔ ہم سب کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ خدا آپ کو صبر عطا فرمائے اور آپ ملت اسلامیہ کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کے لیے اپنے مرحوم باپ سے زیادہ مخلص ناخدا ثابت ہوں۔ آپ کا رنجور بھائی۔

۷۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ ف۔

(مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱۳)

نواب سر محمد یوسف

الہ آباد۔

نواب صاحب مکرم و محترم

ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی کہ الہ آباد کے اجلاس مسلم لیگ کی مجلس استقبالیہ کس کی صدارت میں مرتب ہو رہی ہے۔ میں اگر ہوتا تو صرف آپ کے لیے رائے دیتا۔ اس لیے اس وقت آپ ہی کو صدر مجلس استقبالیہ تصور کر کے یہ عریضہ گزران رہا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ ابھی اپنے دورِ طفولیت سے گزر رہی ہے اور قطعاً اس قابل نہیں کہ بغیر کسی سہارے کے اپنے پاؤں پر آپ کھڑی رہ سکے اور اس کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ سے بہتر سہارا کون ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اس کے دو سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کے پنڈال میں لاہور اور مدراس میں ہو چکے ہیں اور اب اس کے تیسرے سالانہ اجلاس کی کامیابی کا دارومدار آپ کی توجہ پر منحصر ہے۔ لاہور اور مدراس کی مجالس استقبالیہ کا میں ممنون ہوں کہ انھوں نے ہم کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ پنڈال کے استعمال کی اجازت دی۔ اپنے پروگرام میں ہماری دو نشستوں کے لیے کافی وقت رکھا۔ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت دی۔ اگر ہم کو کوئی رات کا وقت دیا گیا تو پنڈال میں روشنی کا انتظام کیا۔ ہمارے ڈیلیگیٹس کو ٹھہرانے کے لیے جداگانہ انتظامات کیے۔ مجھے یقین ہے کہ الہ آباد کی مجلس استقبالیہ اپنے ریاستی بھائیوں کی امداد میں کسی سے پیچھے نہ رہے گی۔ میں آپ سے حسب ذیل امور کی طرف توجہ فرمائی کا متمنی ہوں۔

۱۔ ہمیں اپنے سالانہ اجلاس کی دو نشستوں کے لیے اپنا عظیم الشان پنڈال اور اس کے متعلقہ انتظامات کے استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔

۲۔ اپنے پروگرام میں کسی دو دن ہماری نشستوں کے لیے تین تین گھنٹوں کا مناسب وقت معین فرمائیے۔

۳۔ ہمارے مندوبین کے ٹھہرنے کے لیے جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ سو ہوگی اپنے مندوبین کے کیمپ میں ایک جداگانہ مقام معین فرما دیجیے اور اگر آپ اپنے مندوبین کے قیام کے لیے مکانات کا انتظام فرما رہے ہوں تو جلسہ گاہ سے قریب ایک مکان کا انتظام ہمارے لیے بھی کر دیجیے۔ اگر کرایہ ادا کرنا پڑے تو ہم ادا کر دیں گے۔

میں نے ان تمام انتظامات میں آپ کی امداد حاصل کرنے اور آپ سے مل کر بالمشافہ تمام امور کو طے کرنے کے لیے مولوی محمود الحسن صاحب صدیقی... ایکٹنگ سکریٹری آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کو آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں جس سے آپ ناگپور میں مل چکے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ کی کامل ہمدردیاں ہم کو حاصل رہیں گی۔ میری دلی دعا ہے کہ الہ آباد کا اجلاس آپ کی مساعی سے کامیاب ہو اور آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ میں اپنی خوبیوں کے اعتبار سے ہمیشہ یاد رہے گا۔ میں انشاء اللہ ۳۔ اپریل کو الہ آباد پہنچوں گا۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۷۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱۴)

نواب مہدی یار جنگ بہادر

صدر المہام تعلیمات سرکار عالی
شہر حیدر آباد۔
جناب مکرم و محترم

حامل ہذا حبیب ہارون بن احمد العطاش صاحب حضر موت کے باشندے ہیں اور بڑے روشن خیال نوجوان ہیں۔ انگریزی بھی جانتے ہیں۔ ان کو تعلیم و تعلم سے خاص شغف ہے۔ حضر موت میں ان کا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ کے لیے مطبوعات دائرۃ المعارف کے طلب گار ہیں۔ سلطنت اسلامیہ آصفیہ نے ان نادر الوجود کتب کی اشاعت سے دنیائے علم کی جو عظیم الشان خدمت کی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام گوشہ ہائے عالم کے تشنگان علم ان سے صحیح طور پر بہرہ اندوز بھی ہو سکیں ان کی یہ درخواست مطبوعات دائرۃ المعارف کو دنیا کو ایک ایسے حصہ میں پہنچائے گی جس کو حیدر آباد سے تاریخی تعلق رہا ہے اور جس کے ہزاروں فرزند آج بھی آغوش حیدر آباد میں پرورش پا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی اس درخواست پر آپ ہمدردانہ توجہ فرمائیں گے، اور یہ حیدر آباد سے مایوس نہ لوٹیں گے۔ زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۹۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۳۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱۵)

ہز ہائینس نواب آف پالن پور

پالن پور
یور ہائینس

مولانا سید مرتضیٰ صاحب قبلہ کے ذریعہ جناب کا عنایت نامہ پہنچا۔ اور ان کی زبانی آپ کے ارشادات اور وہاں کے حالات کا بھی کافی علم ہوا۔ میں بمبئی اور پالن پور میں جناب کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جناب بھی اس کا اندازہ فرماتے ہوں گے کہ ایک سے زیادہ وجوہ کی بناء پر مجھے آپ سے جو نسبت و محبت ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی اگر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی صدارت نے مسلمانان ریاست کے تحفظ حقوق کا فرض مجھ پر عائد نہ کر دیا ہوتا تو میں سر علی محمد دہلوی کی طرح آپ کے اپنے مشیران کار میں ہوتا۔ اس صدارت کی وجہ سے جو فرض مجھ پر عائد ہوتا ہے اس کو بمبئی میں کافی طور پر واضح کر چکا ہوں۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے برطانوی ہند کے لیے اور اسٹیٹس مسلم لیگ نے ریاستوں کے لیے بحیثیت عمومی مسلمانوں کے چند حقوق کو لازمی قرار دیا۔ ان میں سے اہم ترین تحفظ نشست اور جداگانہ انتخاب ہیں۔ ہمارے اس حق کو ٹرانکور، میسور اور حیدر آباد کی حکومتوں نے تسلیم کیا۔ بڑودہ اور گوالیار کی ریاستیں توقع ہے کہ قبول کر لیں گی اور دوسری ریاستوں میں اس کے لیے کش مکش جاری ہے۔ اگر میں کسی ایک جگہ کسی وجہ سے ان اصول کو نظر انداز کرتا ہوں تو دوسری جگہ میں قوت کے ساتھ اپنے مطالبہ کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ جناب نے از راہ کرم میری اس مشکل کو محسوس فرمایا اور تسلیم بھی فرمایا تھا۔

دوسری طرف جناب کے اعلانات اور احکام کا وقار بھی لازماً باقی رہنا چاہیے اور اب جب کہ کسی نہ کسی وجہ سے جناب نے اپنی ریاست کے لیے ایک دستور کا اعلان فرما دیا تو ضرورت ہے کہ اس میں کسی تبدیلی سے قبل اس کو عمل میں لایا جائے۔ میں یہ بات بھی محسوس کرتا ہوں کہ پالن پور میں ہندوؤں کو عموماً اور جینیوں کو خصوصاً کیا اہمیت و رسوخ حاصل ہے۔ مجھے ان کا بھی احساس ہے کہ آپ کی مشکلات کو بڑھانا خود مسلمانان ریاست کے لیے مفید نہ ہوگا۔ ان ہی تمام امور کو پیش نظر رکھ کر بمبئی میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ مسلمانان ریاست کی طرف سے آپ کے ملاحظہ میں ایک یادداشت پیش ہو اور جناب کی حکومت اس کے جواب میں ان کو مطمئن کرے کہ ریاست میں ان کی اہمیت کا حکومت کو احساس ہے اور لیکن فی الحال حکومت اپنے اعلان کردہ دستور میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتی۔ البتہ گورنمنٹ کے نامزد کردہ ارکان میں اس کا لحاظ رکھا جائے گا کہ کونسل میں مسلمانوں کی نمائندگی ان کی اہمیت کے لحاظ سے کافی رہے اور آئندہ جب دستور پر نظر ثانی ہو تو ان کے مطالبات ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔ میں نے جناب کو یقین دلایا تھا کہ اس کے بعد مسلمانوں کو انتخابات میں حصہ لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا اور دوسری طرف حکومت کا وقار بھی باقی رہے گا اور موجودہ دستور میں کسی ترمیم کی ضرورت بھی نہ پڑے گی میری اس تجویز کو جناب نے بھی پسند فرمایا تھا اور سر علی محمد صاحب دہلوی نے بھی اس کو مکمل کرنے کے لیے ـــــ میں پالن پور حاضر بھی ہوا تھا لیکن اس وقت سر علی محمد تشریف نہ لا سکے اور جناب کے ارشاد کی بناء پر طے ہوا تھا

بنگلور میں۔ میں اور عسکری محمد جناب کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اس تجویز کو بروئے کار لایا جائے گا اور اگر ضرورت ہوئی تو قائداعظم مسٹر محمد علی جناح سے بھی مشورہ لیا جائے گا۔ بدقسمتی سے بنگلور میں ہز ہائینس علیل ہو گئیں اور جناب اس کی طرف توجہ نہ فرما سکے۔ اور جب پالن پور سے جناب نے مجھے یاد فرمایا تو میں مشغول تھا اور جن تاریخوں میں حاضر ہو سکتا تھا جناب نیشنل ڈیفنس کونسل کی شرکت کے لیے دہلی تشریف لے جا رہے تھے۔ بہرحال میں جس قدر غور کرتا ہوں آج بھی جناب کے نقطۂ نظر سے اور مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ایسی تجویز کو ہر طرح موزوں اور مناسب سمجھتا ہوں۔ جناب کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ حیدرآباد میں بھی یہی صورتحال پیش آئی تھی کہ حکومت نے مسلمانوں کو ۵۰ فیصد نشستیں دیدیں مگر مشترکہ انتخابات کا طریقہ رکھا تھا۔ مسلمانوں نے اس دستور کو قبول کرنے سے انکار کیا اور بالآخر حکومت نے تحریراً مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ ان کے مطالبات پر لحاظ کیا جائے گا۔ میں اس تجویز میں نہ جناب کے وقار کی کمی پاتا ہوں نہ دوسری جماعتوں کے اشتعال کی کوئی وجہ دیکھتا ہوں۔ کیونکہ بمبئی میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ مسلمانوں کے میمورنڈم اور حکومت پالن پور کے مسلمانوں کے جواب کا مسودہ بھی میں ہی تیار کروں گا۔ اس لیے یہ دونوں مسودات حضرت مولوی سید مرتضیٰ صاحب قبلہ کے ذریعہ روانہ کر رہا ہوں۔ اگر جناب اس کو پسند فرمالیں تو مولانا مسلمانوں سے لکھوا کر جناب کی خدمت میں درخواست پیش کروا دیں گے۔ میں ایک مرتبہ پھر گزارش کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو زیادہ الجھاؤ میں ڈالے بغیر اس طرح طے کر لینا مناسب اور اقتضائے وقت ہے۔ میں اس کا وعدہ کر سکتا ہوں کہ یہ ساری کارروائی

جب تک اجازت نہ دیں راز میں رکھی جائے گی اور اخبارات وغیرہ میں اس کی قطعاً اشاعت نہ ہوگی۔

مجھے یہ سن کر سخت رنج ہوا کہ ہز ہائینس کے بھائی کا انتقال ہوگیا۔ میری طرف سے ہز ہائینس کی خدمت میں تعزیت پہنچائیے۔ میری دعا ہے کہ خدا ان کو صبر عطا کرے۔ میرا بھائی ناندورا آپ کی اور ہز ہائینس کی خدمت میں آداب عرض کرتا ہے امید کہ یور ہائنسیز خیریت سے ہوں گے۔

آپ کا نیاز مند

۱۱۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۱۵۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱۶)

عبدالصمد خاں صاحب راجستھانی

کیپٹن ہوز۔ چومون

مکرمی۔

خط پہنچا۔ اس سے قبل آپ کے دو مطبوعہ خطوط بھی وصول ہوئے تھے جو آپ نے روسائے ہند کے نام تحریر کیے تھے۔ جودھپور کے مسئلہ میں مجلس عاملہ نے جو کمیشن مقرر کیا تھا اس کی رپورٹ میرے یہاں پیش ہو چکی۔ لیکن چونکہ کمیشن مجلس عاملہ کا تقرر کردہ ہے اس لیے رپورٹ پر فیصلہ کرنے کا حق بھی مجلس عاملہ ہی کو ہے اس لیے میں نے حکم دیا ہے کہ یہ رپورٹ الہ آباد کے اجلاس عاملہ میں پیش ہو۔ ایسی صورت میں آپ کا

جودھپور جانا قطعاً نامناسب ہے۔ اس کمیشن پر برا اثر پڑے گا۔ راجپوتانہ کے دوسرے علاقوں میں اگر آپ دورہ فرما کر شاخیں قائم فرمائیں تو مجھے عذر نہیں۔ اجمیر میں کانفرنس کے انعقاد کو میں پسند کرتا ہوں۔ الہ آباد میں انشاء اللہ اس پر غور کریں گے اس کے لیے عرس شریف کا موقعہ ہی سب سے بہتر ہوگا۔ ریاست ہائے کاٹھیاواڑ کی کانفرنس سے بھی میں نے پونا میں اتفاق کیا تھا جب کہ جوناگڑھ وغیرہ کے بعض لوگ ملنے کے لیے آئے تھے۔ الہ آباد میں اس کی بھی کوئی تاریخ مقرر کر دوں گا۔

مجھے آپ کے مطبوعہ خطوط پر کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر وہ آپ نے ذاتی حیثیت میں لکھے ہوتے۔ اس پر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے سنٹرل آفس کا پتہ اور بحیثیت سکریٹری آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ آپ دستخط ہر پڑھنے والے پر یہی اثر کرتے ہیں کہ گویا آپ کے خیالات آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی پالیسی ہیں۔ حالانکہ آپ نے انھیں خیالات کو ناگپور اور حیدرآباد میں دو دفعہ مجلس عاملہ میں پیش کیا اور دونوں دفعہ وہ مسترد کیے گئے۔ اس کے باوجود آپ کا انہی خیالات کو بحیثیت سکریٹری شائع کرنا سخت قابل اعتراض ہے۔ میں بحیثیت صدر آپ سے جواب طلب کرتا ہوں کہ جن خیالات کو مجلس عاملہ نے مسترد کر دیا۔ اس کو آپ نے بحیثیت سکریٹری کیوں شائع فرمایا اور کیوں نہ آپ کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔ اور کیوں میں ایک اعلان نہ کروں کہ الہ آباد کی مجلس عاملہ میں آپ کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی جب تک آپ کسی آرگنائزیشن سے تعلق رکھتے ہیں اور میں اس کا صدر

ہوں میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ آپ ایسے بیانات شائع کریں جن کا اثر اسٹیٹس مسلم لیگ پر پڑے۔ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ فقط۔

۱۲۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۶۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱۷)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری
صدر اعظم مملکت اسلامیہ آصفیہ
حیدرآباد

عالیجناب

مسٹر چرچل کے حالیہ اعلان اور سر اسٹافورڈ کرپس کی آمد کی خبروں نے ہندوستانی سیاست میں ایک نئے باب کا افتتاح کر دیا۔ جب سے ہز اکسلینسی وائسرائے نے وفاق ہند کی اسکیم کو ختم جنگ تک کے لیے ملتوی فرمایا اور ہندوستان کو قانون ویسٹ منسٹر کے مطابق مقبوضاتی مرتبہ دینے کا اعلان کیا مجلس اتحاد المسلمین اس امر پر غور کرتی رہی ہے کہ ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ حاصل ہونے کے بعد حیدرآباد کا موقف کیا ہوگا۔ اس کی نسبت اپنے تفصیلی خیالات مجلس نے ایک یادداشت کی صورت میں بتاریخ ۲۶۔ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ صدر اعظم بہادر سابق کی خدمت میں ظاہر کر دیئے تھے جو یقیناً جناب کے ملاحظہ سے گزرے ہوں گے۔ رائیٹ آنریبل سر اکبر حیدری مرحوم نے اس کے جواب میں مجلس کو بذریعہ نیم سرکاری مورخہ ۹۔ آبان ۱۳۴۹ف

مطلع فرمایا کہ "یادداشت میں جن امور کا تذکرہ ہے ان پر نہ صرف سابق میں کامل غور و خوض کیا گیا ہے بلکہ جنگ سے جو نئے حالات رونما ہوئے ہیں اور ( ) کے متعلق جو حالیہ اعلان کیا گیا ہے ان کی روشنی میں بھی سرکار عالی ان پر متوجہ ہے۔ مجلس کی اس یادداشت کے شائع ہونے کے بعد حیدرآباد کے ہندو زعماء نے بھی اس کی تائید میں اپنے بیانات شائع کیے۔ مجلس نے حکومت کے اس جواب سے ایک گونہ اطمینان محسوس کیا تھا۔ لیکن مجلس اب تک بے خبر ہے کہ حکومت اس سلسلے میں کیا ضروری کارروائی فرمائی۔ گزشتہ سال ڈیڑھ سال میں ہندوستان کی سیاست تعطل کا ایک عمومی دور طاری رہا اس لیے مجلس نے بھی اس طرف جناب کی توجہ کو مبذول کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ اب جبکہ سر اسٹافورڈ کرپس کے ہندوستان بھیجے جانے کا اعلان ہوا ہے مجلس جناب کی توجہ کو اس طرف منعطف کرانا ضروری تصور کرتی ہے۔ میں اس خط کے ساتھ مجلس عاملہ مملکتی مجلس اتحاد المسلمین منعقدہ ۲۸۔ صفر ۶۱ھ کی ایک قرارداد جناب کے ملاحظہ کے لیے منسلک کر رہا ہوں اور توقع ہوں کہ حکومت اسکی طرف فوری توجہ مبذول فرمائے گی۔

یہ امر یقیناً جناب کے پیش نظر ہوگا کہ حیدرآباد کی حیثیت ہندوستان کی دوسری ریاستوں سے بالکل مختلف ہے۔ حیدرآباد کا معاہداتی موقف ہمیشہ ایک آزاد اور خود مختار سلطنت کا رہا ہے۔ اس لیے مجھے اور مجلس کو یقین ہے کہ اسکے مسائل پر عام ریاستی مسائل سے ہٹ کر خصوصی حیثیت میں غور کیا جائے گا۔

حیدرآباد نے اپنے حلیف کی ہر آڑے وقت میں جس کشادہ پیشانی اور وسعت قلب کے ساتھ امداد کی ہے اس کے حقیقی اعتراف کا اگر کوئی وقت ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔ اگر جناب ان مسائل میں کسی دن مجھے ملاقات کا موقع مرحمت فرمائیں اور حکومت کی مساعی سے مجھے مطلع ہونے کی مسرت عطا فرمائیں تو مجھے یقین ہے کہ کامل احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں مجلس اور عوام کی اس بے چینی کو رفع کر سکوں۔ جو وزیر اعظم برطانیہ کے اس اعلان کے بعد پیدا ہو گئی ہے۔ فقط

۱۵۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۹۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱۸)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری
صدر اعظم مملکت اسلامیہ آصفیہ
حیدرآباد

عالی جناب

چند روز قبل میں نے اور مسٹر کاشی ناتھ راو ویدیہ نے ایک وفد کے ساتھ جناب سے بہ اجلاس کونسل ملاقات کی خواہش کی تھی۔ یہ وفد جن مسائل کی نسبت جناب سے گفتگو کی مسرت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کا ایک نوٹ منسلک ہے تاکہ بوقت ملاقات جناب کے پیش نظر رہے۔ فقط

۱۵۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(۱۱۹)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری
صدر اعظم مملکت اسلامیہ آصفیہ
حیدرآباد
عالی جناب

انگریزی اخبار "ڈان" جو آل انڈیا مسلم لیگ کا اخبار ہے وہ حیدرآباد میں اکثر احباب کے پاس وصول نہیں ہو رہا ہے۔ جب میں نے اس کی نسبت اخبار کے دفتر سے استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ اخبار حیدرآباد کے خریداروں کے نام برابر جاری کیا جا رہا ہے۔ اس کی بنیاد پر میں نے امپیریل پوسٹ آفس حیدرآباد کے پوسٹ ماسٹر سے شکایت کی۔ ان کا جو جواب وصول ہوا ہے اس کی نقل منسلک ہے۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ ستیہ گرہ کے زمانے میں حکومت نے یہ دیکھ کر کہ ہندو معاندانہ اخبارات حیدرآباد کے خلاف جھوٹا مخالفانہ پروپگنڈہ کر رہے ہیں۔ جب ایک اخبار کے داخلہ کو حیدرآباد میں ممنوع قرار دیا جاتا ہے تو فوراً اخبار دوسرے نام سے اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ ایک "سفید فہرست" ان اخبارات کی شائع کی تھی جن کو حیدرآباد میں داخلہ کی اجازت ہے۔ چونکہ "ڈان" اس فہرست کی اشاعت کے بعد جاری ہوا ہے اس لیے اس کا نام

فہرست میں نہ آسکا۔

سررشتہ امور دستوری کا فرض تھا کہ وہ نئے جاری شدہ اخبارات سے واقف رہتا اور بلا تاخیر ان کا نام فہرست میں درج کر کے متعلقہ محکموں کو مطلع کرتا۔ سررشتہ مذکور کی یہ غفلت یقیناً جناب کی توجہ کی محتاج ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جناب محکمہ امور دستوری کو حکم دیں گے کہ بعجلت ممکنہ "اخبار دان" کو "سفید فہرست" میں داخل کر دے۔ اور آئندہ ایسے امور میں پوری احتیاط سے کام لے۔ زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

۱۵۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۹۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۲۰)

مسٹر محمد علی جناح

بمبئی

قائداعظم

میری اس کوشش کے باوجود کہ لوگ آپ کی خدمت میں اپنا چندہ راست روانہ کریں۔ اضلاع اور دیہات کے بہت سے مسلمانوں نے مجھے آپ کا خادم اور اپنا قائد سمجھ کر اپنا چندہ میرے یہاں روانہ کر دیا ہے۔ جس کی پہلی قسط تین ہزار روپے کا ڈرافٹ

ملفوف ہے۔ جن لوگوں نے چندہ دیا ان کے نام کا اعلان مقامی اخبارات میں کر چکا ہوں لیکن ان کی ایک فہرست ذریعہ ہذا مرسل ہے تاکہ آپ اخبار "منشور" میں شائع فرما کر ان کی ہمت افزائی فرمائیں۔ اس میں اکثر نے اپنا چندہ حیدرآبادی سکے میں ادا کیا اس لیے رقم کے ساتھ (بٹادن) لکھ دیا گیا ہے اس رقم میں نواب دوست محمد خاں صاحب کا مزید چندہ پانچسو روپے بھی داخل ہے۔ انھوں نے اس سے قبل پانچسو روپیہ راست آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ اس طرح انھوں نے جملہ ایک ہزار روپے دیئے ہیں۔ ضلع رائچور کے مسلمانوں نے راست آپ کی خدمت میں ایک ہزار روپے سے زیادہ کے منی آرڈر روانہ کر دیئے ہیں اور کچھ اور رقم بھی عنقریب روانہ کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ حیدرآباد کے مسلمان انشاء اللہ کسی اور صوبے سے پیچھے نہ رہیں گے۔

میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمایئے کہ آپ کی مخلصانہ کوشش خدا کے فضل سے بار آور آئیں اور نہ صرف برٹش گورنمنٹ نے سر اسٹافورڈ کرپس کی تجاویز ذریعہ پاکستان کی بنیاد کو قبول کیا بلکہ اب کانگریس کے اہم صوبے نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سب

اللہ کے فضل کے بعد آپ کی مدبرانہ رہنمائی کا نتیجہ ہے۔ خدا آپ کو عمر طویل عطا کرے اور مسلمانوں کو آپ کی رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

حیدر آباد میں مسلمانوں کی تنظیم کا کام آپ کے حسب ہدایات جاری ہے اور خدا کا شکر ہے کہ نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ میرے لیے باعث منت ہوگا اگر آپ اپنی صحت اور خیریت سے مطلع فرمائیں۔ مس جناح کی خدمت میں میرا مخلصانہ سلام۔ فقط

۲۴۔ خورداد ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۲۸۔ اپریل ۱۹۴۲ء)

(۱۲۱)

محمد ہارون خاں شروانی

بلدہ۔ حیدر آباد

مکرمی۔ محمود گاؤں پر انگریزی زبان میں قلم اٹھا کر آپ نے دکن اور مسلمانان دکن پر بڑا احسان کیا۔ محمود باعث صد نازش دکن تھا۔ کاش ہمارے وزراء پر اس کی روح کا ادنیٰ پرتو پڑ جائے۔ نشریات یقیناً دلچسپ ہوں گی۔ ان دونوں کے پڑھنے کے لیے بے چین ہوں۔ اور فرصت کا منتظر۔ یاد فرمائی اور عطیہ کا دل سے شکر گزار ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۴۔ تیر ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۹۔ مئی ۱۹۴۲ء)

بخدمت شریف عالی جناب
کرنل سر احمد سعید خاں بہادر
آف چھتاری
جناب محترم

السلام علیکم۔ ایک خاص مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ قارق علاقہ ترکستان کے کئی ہزار جلاوطن تبت کے راستے کشمیر میں وارد ہوئے ہیں۔ حکومت کشمیر نے تو ان پر بہت سے مظالم کیے لیکن حکومت برطانیہ نے اخباری اطلاعوں کے مطابق ان کو ہندوستان میں آباد کر لینے کا ارادہ کر لیا ہے۔ میرے خیال میں یہ بہتر موقع ہے کہ حیدرآباد ان پر اپنے دامن کا سایہ پھیلا دے تھوڑا شور ضرور مچے گا لیکن کامیابی یقینی ہے، اور فوائد ظاہر ہیں۔ آصف آباد اور نظام آباد میں ہزاروں ایکڑ اراضی افتادہ پڑی ہے اور وہاں ان کو آسانی سے آباد کیا جا سکتا ہے۔ بے شک ابتدائے کار میں تھوڑا بہت روپیہ بطور تقاوی وغیرہ خرچ کرنا پڑے گا۔ ضرورت صرف تھوڑی فراست اور جرأت کی ہے جس سے کام بہ آسانی پورا ہو سکتا ہے۔ میری رائے میں حکومت کے سامنے اس مسئلہ کو رکھنے سے قبل اگر جناب حکومت برطانیہ سے اپنے طور پر گفت و شنید فرمائیں اور اس کو آمادہ کر لیں تو بہت مناسب ہوگا۔ میں اس کام کی طرف آپ کی خاص توجہ کا متمنی ہوں، اور یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی

یہ خدمت تاریخ حیدرآباد میں ہمیشہ یادگار رہے گی اور آپ اس کام کی تکمیل کریں گے جس کی بنیاد سر علی امام مرحوم نے رکھی تھی۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کو اس کی توفیق و طاقت عطا فرمائے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۔ اردی بہشت ۱۳۵۱ف

(مطابق ۶۔ مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۲۳)

نواب مہدی یار جنگ بہادر

بلدہ حیدرآباد۔

جناب مکرم۔ نیلور حیدرآباد کی حدود سے قریب صوبہ مدراس کا ایک مظلوم شہر ہے۔ جہاں کے مسلمان گزشتہ سال سے فرقہ وارانہ فساد کی بناء پر انتہائی اذیت و تکلیف کی زندگی بسر کر رہے ہیں جن کی تفصیلات آپ کو حامل ہذا مولوی سید احمد صاحب سے معلوم ہوں گی۔ میں جانتا ہوں کہ حیدرآباد کے مخیر مسلمان جنگ کے چندوں کی وجہ سے اور خود میری مسلسل

نوٹ:۔ خط نمبر (۱۱۲) اسی مضمون کا خط نواب رحمت یار جنگ بہادر نواب مہدی یار جنگ بہادر، میر لائق علی صاحب انجینئر، دوست محمد خاں صاحب، اکبر یار جنگ بہادر اور خان بہادر شیخ احمد خاں صاحب کی خدمت میں بھی روانہ کیا گیا۔

دریوزہ گری کی وجہ سے بہت زیر بار ہو چکے ہیں۔ تاہم میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانان نیلور کی مصیبت کی طرف ان کی توجہ مبذول کراؤں۔ باعث اجر عظیم ہوگا۔ اگر آپ اپنی عالی قدر امداد سے ان کی دستگیری فرمائیں تو ممنون ہوں اور ممنون رہوں گا اور میری منت میں آپ کی یہ توجہ گرانقدر اضافہ کا باعث ہوگی۔ فقط

۲۲۔ تیر ۱۳۵۱ف
(مطابق ۲۷۔ مئی ۱۹۴۲ء)

(۱۲۴)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری صدر اعظم
جناب مکرم و محترم

پرسوں شام کو مجھے اس کا موقع نہ ملا کہ ایک ضروری اور اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا۔ دنیا کی کسی حکومت میں نہیں دیکھا گیا کہ کوتوالی اور عدالت کے قلمدان دو جداگانہ وزراء کے زیر رہے ہوں ہمیشہ (LAW AND ORDER) کا ایک ہی وزیر ہوا کرتا ہے لیکن بدقسمتی سے یہ عمل درآمد گزشتہ بیس سال سے حیدرآباد میں قائم ہے۔ کچھ دنوں قبل نواب مہدی یار جنگ بہادر اور مولوی سید عبدالعزیز صاحب کی موجودگی میں مستقبل کے جن اہم مسائل کی نسبت میں نے جناب سے گفتگو کی مسرت حاصل کی تھی ان کا بھی تقاضہ یہ ہے کہ کوتوالی کا قلمدان وزارت اب کسی اچھے ہاتھ میں منتقل ہو جائے۔ کیوں کہ اضلاع کی تمام تر حفاظت اور دیہات میں امن

کی تمامتر ذمہ داری صرف کوتوالی پر ہے۔ صحیح طریقہ تو یہی ہوتا کہ کوتوالی کا قلمدان موجودہ وزیر عدالت ہی کے تفویض کیا جاتا لیکن مصالحت کا تقاضہ یہ ہے کہ سر تھیوڈور ماسکر جانے والے ہیں اور مسٹر گرگسن ان کا جائزہ لیں گے۔ جناب نفس نفیس کوتوالی کا قلمدان وزارت اب اپنے ہاتھ میں لیں۔ اس شعبے میں جناب کا تجربہ بہت وسیع ہے۔ صوبہ متحدہ کا نظام کوتوالی نازک موقع پر جناب کے ہاتھ میں رہ چکا ہے اور جناب سے بڑھ کر حکومت برطانیہ و حکومت ہند کے نزدیک کوئی شخص قابل اعتماد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ اگر جناب کوتوالی کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیں گے تو حکومت برطانیہ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ میں اس کو وقت کی سب سے اہم ضرورت سمجھتا ہوں اور اس کی تکمیل کے لیے آج سے زیادہ کسی اور وقت کو موزوں نہیں پاتا۔ آپ کی ادنیٰ توجہ اس مقصد کو پورا کر سکتی ہے۔ میرا فرض تھا کہ آپ کو توجہ دلاؤں۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کو حیدرآباد کی حقیقی خدمت کے لیے جرأت و طاقت عطا فرمائے۔ فقط

۲۴۔ تیر ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۲۹۔ مئی ۱۹۴۲ء)

(۱۲۵)

مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

مولوی محلہ۔ بدایون

مکرمی۔ گرامی نامہ مورخہ ۱۸۔ مئی پہنچا۔ بیگم صاحبہ کی خبر علالت

سے افسوس ہوا۔ اللہ ان کو صحت کامل اور آپ کو جمعیت خاطر عطا کرے اس پریشانی میں بھی خدمت قوم میرے لیے قابل تقلید ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

حیدرآباد کے حالات بحمداللہ اچھے ہیں۔ گزشتہ مہینے سخت مصروف رہا۔ اور ابھی ہوں۔ اس لیے جواب میں تاخیر ہوی۔ راجہ صاحب محمود آباد اور مسلم لیگ کی سنٹرل ڈیفنس کمیٹی کے حیدرآباد آنے کی خبر آپ نے اخبارات میں پڑھی ہوگی۔ مسٹر غلام محمد نے وزارت مالیہ کا جائزہ لے لیا ہے اعلیحضرت سلطان العلوم تو تھے ہی اب استاد السلطان الشعراء کا لقب دیا ہے۔ جلسے اور مشاعرے ہو رہے ہیں۔ کچھ ہم دیوانوں کے دماغ کی تفریح کا سامان بھی ہو جائے گا۔ دعا فرمائیے کہ مسلمان تقدیر امم سمجھ جائیں اور طاؤس و رباب پر شمشیر و سنان کو اولیت دینے لگیں اور کیا لکھوں میرا حال تو یہ ہے کہ

دل ہمہ داغدار شد پنبہ کجا کجا نہم

دعا فرمائیے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۴۔ تیر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۹۔ مئی ۱۹۴۲ء)

(۱۲۶)

مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ اخبار زمیندار۔ لاہور

مکرم و محترم

بہت دنوں سے آپ کی خیریت معلوم نہ ہوی۔ میں نے سنا

ہے کہ آپ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کے خطبات و تحریرات کا اردو ترجمہ کر رہے ہیں اور وہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ اگر ایسا قصد ہے تو بہت مبارک اور میں متوقع ہوں کہ جیسے ہی ترجمہ شائع ہو اس کی ایک کاپی بذریعہ وی پی میرے نام پر روانہ کر دی جائے۔ مجھے دلی سے واپس آنے کے بعد شرف باریابی حاصل نہیں ہوا۔ میرا وہ وعدہ مجھے یاد ہے جو میں نے دلی کے اسٹیشن پر آپ سے کیا تھا۔ انشاءاللہ پہلی باریابی ہی میں اس کو پورا کروں گا۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۶۔ تیر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۱۔ مئی ۱۹۴۲ء)

(۱۲۷)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

دفتر ترجمان القرآن۔ لاہور

مکرمی۔ مولوی اقبال سلیم صاحب مہتمم دارالاشاعت سیاسیہ سے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ آپ نے ابتدائی عہد اسلامی سے سقوط سلطنت قطب شاہیہ تک دکن کی تاریخ مرتب فرمالی ہے اور اس کے بعد سے آصف جاہ سادس کے عہد تک کی تاریخ کے نوٹس بھی مرتب فرمالیے۔ دارالاشاعت سیاسیہ کے لیے آپ کی اس تاریخی کاوش کا شائع کرنا باعث مسرت و افتخار ہوگا جس قدر کام مکمل ہے وہ بغرض

اشاعت روانہ فرمادیجیے اور اس کا معاوضہ بھی تعین فرمادیجیے تاکہ اشاعت شروع کردی جائے اور جو کام تکمیل طلب ہے اس کے لیے اگر ضرورت ہو تو میں کسی قابل نوجوان کو آپ جب فرمائیں آپ کی امداد کے لیے لاہور روانہ کردو۔

دولت آصفیہ و حکومت برطانیہ" کے دوسرے ایڈیشن کا معاوضہ روانہ کرچکا ہوں۔ تیسرے ایڈیشن کا انشاءاللہ ماہ جون کے ختم تک حاضر خدمت کردوں گا۔ آپ کی تحریک کا غور سے مطالعہ کررہا ہوں۔ دعا فرمایئے کہ خدا ہندوستان کے ہر مسلمان کو اور خصوصاً مجھے آپ کے معیار پر مسلمان کرے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۶۔ تیر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۱۔ مئی ۱۹۴۲ء)

(۱۲۸)

امام الفن نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل

بازار نورالامراء حیدرآباد

حضرت استاد السلطان زادہ الطافکم

بتقریب شرف قبولیت لقب سلطان الشعرا جو جلسہ بتاریخ یکم امرداد منعقد ہونے والا ہے اس میں یاد فرمائی بعد دعوت عصرانہ کا شکریہ قبول فرمایئے ایسی مبارک تقریب میں شرکت میری انتہائی سعادت کا موجب ہوتی لیکن افسوس کہ قصبہ سداسوپیٹھ ضلع میدک کے غریب مسلمانوں سے وعدہ

کرچکا ہوں کہ اسی دن ان کے ایک جلسہ میں شرکت کروں گا۔ اس لیے مجبور ہوں کہ آپ سے معافی کا ملتجی۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے فقط

۲۸۔ تیر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۲۹)

جناب قاضی عیسیٰ صاحب

بلوچستان

مکرمی افسوس ہے کہ ناگپور نہ آسکا۔ وجوہ انشاء اللہ کوئٹہ میں بتاؤں گا۔ کوئٹہ آنے کا عزم کرلیا ہے۔ لیکن پروگرام میں تھوڑی تبدیلی ہوئی ہے۔ آپ سے یہ طے ہوا تھا کہ میں یہاں سے اڑکر کراچی پہنچوں گا اور پھر آپ کے ساتھ دوں گا۔ لیکن اب بعض خاص وجوہ کی بنا پر لاہور سے ہوتے ہوئے بذریعہ ریل انشاء اللہ ۳۰۔ جون کو ایک بجے کوئٹہ پہنچوں گا اور چار دن آپ کے ساتھ رہوں گا اور پھر وہاں سے کراچی ہوتے ہوئے براہ بمبئی اڑکر گھر واپس آؤں گا۔ آپ کے اسکول کی امداد کے لیے نواب چھتاری سے گفتگو کرلی ہے اور ان پر خوب زور ڈالا ہے۔ اب خدا کا شکر ہے کہ ایک باہمت وزیر مالیہ حیدرآباد آگیا ہے۔ انشاء اللہ ان سے بھی کہوں گا اور یقین ہے کہ کام بن جائے گا۔ باقی عند الملاقات۔

بیگم صاحبہ کی خدمت میں سلام عرض کیجیے اور چھوٹے قاضی کو پیار کیجئے۔

۲۸۔ تیر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۳۰)

محمود الحسن صاحب

بھوپال

مکرمی۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت دنوں سے آپ کو کوئی خط نہیں لکھا۔ بے حد مصروف ہوں۔ اب آپ کو ایک معین پروگرام دے رہا ہوں۔ براہ کرم ابھی سے نوٹیس جاری کر دیجیے۔ مجلس عاملہ کے جو نام آپ نے روانہ کیے تھے وہ بعد منظوری واپس ملفوف ہیں۔ بہادر یار جنگ ٹورنگ کمیٹی کے نام بھی بعد منظوری مرسل ہیں۔ صرف مس بلقیس کو زحمت دینے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا۔ مجلس عاملہ کا آئندہ اجلاس ۲۴ جون کو صبح ۹ بجے سے ناگپور میں رکھ دیجیے۔ میں اسی تاریخ صبح ۹ بجے انشاء اللہ گرانڈ ٹرنک ایکسپریس سے ناگپور پہنچ جاؤں گا۔ اور عاملہ کے لیے ایک دن کافی تصور کرتا ہوں۔ باقی تمام باتیں ناگپور ہی میں طے کر لی جائیں گی۔ ابوالحسن سید علی صاحب اور عبدالرؤف صاحب کو ساتھ لانے کی کوشش کروں گا۔ محمود شریف صاحب سے خواہش کی جائے کہ وہ ضرور شرکت کریں۔ فقط

۲۸۔ تیر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۳۱)

مولوی محمود الحسن صاحب

بھوپال۔

مکرمی۔ خط مورخہ ۸۔ جون پہنچا۔ بہن مس بلقیس احمد حسن کی ناراضگی کا مجھے بھی خیال تھا لیکن میرے رجحان کا آپ نے صحیح اندازہ فرمایا کہ میں قدامت پرستانہ ذہنیت کو نظر انداز نہیں کرسکتا جو ریاستوں میں زیادہ شدت کے ساتھ موجود ہے۔ تاہم آپ کی رائے مناسب ہے۔ ایسوسیٹڈ ممبرز (ASSOCIATED MEMBERS) کے زمرے میں ان کا نام رکھیے۔ بعض خاص مقامات پر ان کو روانہ کردیں گے۔

میں ابتدا سے اس کا قائل نہیں ہوں کہ ہم خواہ مخواہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے برطانوی ہند کے زعماء سے درخواست اعانت کریں۔ معمولی امداد تو ان سے ہم کو مل جاتی ہے لیکن یہ توقع غلط ہے کہ وہ وقت پر ہمارے لیے کوئی زحمت برداشت کریں گے۔ نواب صدیق علی خاں صاحب کا انکار میرے اس تجربہ میں کوئی اہم اضافہ نہیں ہے۔ اب بھی میری یہی رائے ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کیجیے۔ صرف یہ خیال کہ کسی مشہور شخصیت کی صدارت کمیٹی کی اہمیت کو بڑھا دے گی درست ہے لیکن یقین ہے کہ ہمارا کام خود کو اہم بنا دے گا۔ آپ نے جو چار نام بھیجے ہیں ان سے اچھے آدمی خود آپ کے یہاں موجود ہیں۔ مثلاً ابوالحسن سید علی (حیدرآباد) مسٹر محمود شریف (میسور)۔ ہم ان میں سے کسی ایک سے کام لے سکتے ہیں۔ اب مسئلہ کو ناگپور کی ورکنگ کمیٹی تک ملتوی ہی رکھیے تو مناسب ہے۔ انگلش ٹائپ رائٹر کی تلاش آج ہی سے شروع کردوں گا۔ یقین ہے کہ مل جائے گا۔ "رہبر دکن" سے خواہش کر رہا ہوں کہ "پیغام ملت" سے تبادلہ

کرلیں۔ میں نے راجستھانی کے گزشتہ بیان کو کوئی اہمیت نہیں دی لیکن یہ امر یقینی ہے کہ ایک دن ان سے نمٹنا پڑے گا۔ اللہ ان کو توفیق نیک عطا کرے۔

۹۔ امرداد ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۱۴۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۳۲)

ڈاکٹر سر ضیاالدین احمد صاحب

علی گڑھ

مکرمی۔ گرامی نامہ پہنچا۔ زندگی خود ایک معمہ ہے اور اس میں آئے دن چھوٹے چھوٹے معمے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہر شخص کی عمر کا ایک حصہ ان معموں کے حل میں صرف ہوتا رہتا ہے۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے اپنے ایک معمہ کے حل میں میری مدد چاہی۔ میں ڈاکٹر ذاکر حسین سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے اخلاص کی دل سے قدر کرتا ہوں لیکن ان کے سیاسی خیالات سے مجھے سخت اختلاف ہے اس لیے میری رائے ہے کہ مسلم یونیورسٹی کونسل ان کی ذات سے محروم ہی رہے تو بہتر ہوگا۔ اس مسئلہ میں قائداعظم کی ہدایت مسئلہ کا بہترین حل ہے اور آپ کو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ نواب اسمٰعیل خاں صاحب کا اصرار میرے نزدیک غلط ہے۔ میں ان کو لکھوں گا اور سمجھاؤں گا۔

آپ نے قائداعظم کو جو خط لکھا تھا اور جو معلومات ان کو فراہم کی تھیں ان کی نقل ازراہ کرم آپ نے مجھے بھی روانہ فرمادی تھی۔ میں متمنی ہوں کہ اس کا نتیجہ معلوم کروں۔ بمبئی میں نواب اسمٰعیل خاں صاحب سے ملاقات کے

بعد قائداعظم نے آپ کو کیا جواب دیا اور کیا ہدایت فرمائی۔ اگر راز ہے تو میں زحمت دینا نہیں چاہتا لیکن میں نے بھی آپ کی مراسلت کو راز ہی تصور کیا ہے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۹۔ امرداد ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۴۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۳۳)

مولوی سید محمد قاسم صاحب رضوی

وکیل لاتور۔ عثمان آباد

مکرمی۔ گلبرگہ میں ایسے قضیے درپیش رہے کہ مجھے آپ سے تفصیلی گفتگو کا موقع نہ ملا۔ اب ضرورت ہے کہ آپ پوری شدت کے ساتھ کل حیدرآباد رضاکاران کے لیے وقف ہو جائیں جس مسئلے نے آج کل مجھے سب سے زیادہ پریشان کر رکھا ہے وہ نوجوانوں کا مسئلہ ہے۔ عبدالصمد سراج الدین کے اخلاص میں مجھے شبہ نہیں ہے لیکن بہت سی باتیں ایسی ہیں جو آپ سے بالمشافہ ہی کہی جا سکتی ہیں۔ جمعیت مسلم نوجوانان کے ٹوٹ جانے سے وہ بہت شکستہ خاطر ہو گئے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ کسی غلط راستہ پر نہ پڑ جائیں۔ ان کو صرف دو آدمی ہی قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ ایک میں اور دوسرے آپ مناسب ہوگا کہ آپ ان کو فوراً اپنے پاس طلب کر لیں تاکہ گزشتہ واقعات سے گلبرگہ میں جس فتنہ کے ابھرنے کا اندیشہ ہے اس کو بھی ان سے ہوا نہ ملے۔ اور ان کو صرف رضاکارانہ تنظیم پر لگا دیجیے۔ یہاں میں نے انتظام

کرلیا ہے کہ ہمارے چند قابل اطمینان نوجوانوں کو گوریلا وارفیر کی ٹریننگ مل جائے۔ میں خود بھی چند لڑکوں کو منتخب کر رہا ہوں۔ آپ کے خیال میں جو انتہائی قابل اعتماد نوجوان ہوں پہلے ان کے ناموں سے مطلع فرما دیجیے پھر جب میں طلب کروں ان کو یہاں فوراً روانہ کر دیجیے۔ ان کے پیش نظر یہ مقصد رہے کہ جو کچھ وہ یہاں سیکھیں گے وہ اضلاع میں جا کر آپ کی ہدایت کے مطابق دوسروں کو سکھائیں گے۔ گوریلا وارفیر کی ٹریننگ جنگ کے اغراض کے لیے بہت مفید ہے اور اس سے ہم خود گورنمنٹ کی ایک خدمت انجام دیں گے۔

میں پھر تاکید کرتا ہوں کہ فوراً عبدالصمد کو بلا کر کچھ دن اپنے یہاں ٹھہرا لیجیے اور اس کے قلب کے التہاب کو صحیح طریقے سے کام میں لانے کی کوشش کیجیے۔ میں اس کا کو خود نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کے مستقبل کے پروگرام کا منتظر رہوں گا۔

۹۔ امرداد ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۴۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۳۴)

میجر جنرل نواب خسرو جنگ بہادر
وزیر افواج سرکار عالی۔

مکرمی۔ اپنی عادت کے خلاف ایک شریف کی تباہی سے متاثر ہو کر آپ کی زحمت کا باعث ہو رہا ہوں۔ میں حافظ محمد قاسم صاحب

گتہ دار سے اور ان کے خاندان سے واقف ہوں یہ خدا کے فضل سے کھاتے پیتے آدمی تھے لیکن امداد جنگ کے سلسلہ میں جو "کاروان شو" بمقام خیریت آباد مرتب ہوا تھا اس کی گتہ داری اور کمیٹی کے احکام کی تعمیل نے جس کے صدر جناب والا تھے ان کو تباہ اور "PENNILESS" کر دیا اور ان کی تباہی مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی ہے اس لیے آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ یہ اگر جنگ میں مر جاتے تو شاید مجھے اتنا رنج نہ ہوتا لیکن امداد جنگ کا نتیجہ موت سے بدتر تو نہ ہونا چاہیے۔ میں ان کی طرف سے متوقع ہوں کہ جناب ان کی کاروائی پر اپنی خاص توجہ مبذول فرمائیں اور ایک شریف خاندان کو بچالیں۔ یہ تو ظاہر ہے آپ کے ممنون ہوں گے۔ مگر میرے لیے انتہائی ممنونیت کا باعث ہوگا۔ فقط

۱۳۔ امرداد ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۸۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۳۵)

قاضی عیسیٰ صاحب

۱۷۵۰ کوئٹہ۔ بلوچستان

قاضی صاحب مکرم و محترم

گو حالات ناموافق ہیں۔ میرا حیدرآباد میں رہنا ضروری ہے لیکن حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ ۲۴۔ و ۲۵۔ جون کو ناگپور میں آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہے۔ وہاں سے ایک آدھ مقام پر

اور ٹھہرتے ہوئے براہ لاہور انشاءاللہ ۳۰۔ جون کو ایک بجے دن کے وقت کوئٹہ پہنچوں گا۔ آپ جس قدر جلد مجھے واپسی کی اجازت دے دیں باعث منت ہوگا۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ کو میں لکھنؤ میں رہوں گا۔ آپ راجہ صاحب محمود آباد کے پتہ سے مجھے خط لکھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی تبدیلی پروگرام میں ہوئی ہو تو لکھنؤ مطلع فرمائیے۔ میرے کوئٹہ کے پروگرام میں تھوڑا وقت حیدرآباد کی "سکنڈ لانسرز" کے لوگوں سے ملاقات کے لیے ضرور رکھیے مجھے ان سے مل کر مسرت ہوگی۔ میرا ۷ یا ۸ جولائی تک حیدرآباد پہنچ جانا بہت ضروری ہے۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۸۔ امرداد ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۲۳۔ جون ۱۹۴۲ء)

(۱۳۶)

محمود شریف صاحب

میسور

مکرمی۔ مجھے افسوس ہے کہ بلوچستان کے طویل دورہ کی وجہ سے آپ کے خط مورخہ ۴۔ جولائی کا جواب آج دے رہا ہوں۔ میں اپنے دورے سے کل ہی واپس آیا ہوں جس مسئلے کی نسبت آپ نے دریافت فرمایا ہے وہ اس سے قبل آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے زیر غور رہ چکا ہے اور ورکنگ کمیٹی نے بھی طے کیا تھا کہ مسٹر جناح جس بنیاد پر برطانوی ہند میں مسلمانوں کو جنگی کونسلوں یا نیشنل وار فرنٹ سے الگ رہنے کی ہدایت فرما رہے ہیں

وہ ریاستی مسلمانوں کے حالات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ وہاں مسٹر جناح کا یہ خیال ہے کہ جب تک برطانوی ہند کی حکومت میں مسلمانوں کو ان کی اہمیت کے مطابق حصہ نہ ملے انھیں جنگی مساعی میں حصہ نہ لینا چاہیے ریاستوں کی حالت اس سے مختلف ہے۔ مسلمانوں کا تعلق راست انگریزوں سے نہیں بلکہ اپنے روسا سے ہے جن کے انگریزوں سے چند معاہدات ہیں اور ان معاہدات کی پابندی میں وہ ان کی امداد پر مجبور ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ریاستی مسلمان اگر جنگی کوششوں میں حصہ لیتا ہے تو اپنے رئیس کی مدد کرتا ہے جس سے اس کی کوئی لڑائی نہیں ہے اس لیے میں ریاستوں میں وار فرنٹس یا وار کونسلز میں مسلمانوں کی شرکت میں کوئی ہرج نہیں پاتا۔ ایسی بعض خاص صورتیں ہو سکتی ہیں جہاں مسلمانوں کو خود ریاست سے اختلاف ہو اور وہاں دوسرا طریقہ بلحاظ حالات اختیار کیا جا سکتا ہے تاہم چونکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ اور قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کے ارشادات کا ہمیشہ لحاظ رکھتا ہوں اس لیے ان سے دوبارہ دریافت کر رہا ہوں اور جیسے ہی ان کا جواب وصول ہوگا اس سے آپ کو مطلع کروں گا۔ آپ کا ناگپور میں میں نے انتظار کیا۔

بہادر یار جنگ کمیٹی کے دورہ کا پروگرام تیار ہو گیا ہے۔ جنرل سکریٹری صاحب عنقریب آپ کو اس سے مطلع کریں گے مجھے یقین ہے کہ آپ اس میں نہ صرف شرکت فرمائیں گے بلکہ اس کو پوری طرح کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔ موسم کے لحاظ سے ہم نے دورہ کی ابتدا جنوبی ہند کی ریاستوں

سے کی ہے۔ غالباً یہ دورہ جولائی کے آخر سے شروع ہو جائے گا۔

۸۔ شہریور ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۱۴۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۳۷)

مسٹر محمد علی جناح

بمبئی۔

مکرمی۔ گزشتہ ملاقات میں ایک بہت اہم مسئلہ میں آپ سے ہدایت حاصل کرنا بھول گیا۔ وار کونسلز اور نیشنل وار فرنٹ میں شریک نہ ہونے کی نسبت آپ کے جو بیانات اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں ان کو پڑھ کر ریاستی مسلمان مجھ سے دریافت کر رہے ہیں کہ ان کو حدود ریاست کے اندر اپنے رئیس کی امداد کے لیے اس قسم کی کمیٹی میں شریک ہونا چاہیے یا نہیں۔ میں ذاتی طور پر یہ رائے رکھتا ہوں کہ آپ نے جس بنیاد پر برطانوی ہند کے مسلمانوں کو مساعی جنگ میں حصہ لینے سے منع فرمایا ہے وہ ریاستوں سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ آپ بجا طور پر یہ خیال فرماتے ہیں کہ جب تک حکومت ہند میں مسلمانوں کو موثر اشتراک عمل کا موقع نہ ملے۔ ہمارا برطانوی ہند میں جنگی مساعی میں حصہ لینا قطعاً نامناسب ہے لیکن ریاستوں میں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ وہاں مسلمانوں کا برطانوی حکومت سے راست تعلق نہیں ہے۔ ان کے روسا حکومت برطانیہ سے چند معاہداتی ذمہ داریاں رکھتے ہیں اور برطانیہ کی امداد پر مجبور ہیں۔ اب اگر مسلمانان

ریاست مساعی جنگ میں امداد سے دریغ کرتے ہیں تو یہ انکار حکومت برطانیہ سے نہیں ہوتا بلکہ اپنے رئیسوں کے مقابلہ میں انکار بن جاتا ہے اسی لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن ریاستوں میں رئیسوں نے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ کیا ہے اور کبھی ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا وہاں مسلمانوں کو ان کی امداد سے روکنا نامناسب ہوگا۔ چنانچہ آج مجھے میسور اسٹیٹ مسلم لیگ کے پریسیڈنٹ مسٹر محمود شریف ایڈوکیٹ کا خط ملا۔ جس میں انھوں نے یہی بات دریافت کی ہے ان کو جواب دینے سے قبل میں چاہتا تھا کہ آپ سے ہدایت حاصل کرلوں۔

امید کہ آپ بعجلت ممکنہ جواب مرحمت فرما کر مجھے ممنون فرمائیں گے۔ فقط

۸۔ شہریور ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۴۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۳۸)

مسٹر محمد علی جناح

بمبئی

مکرمی۔ ایک دستوری مسئلے میں ذاتی طور پر آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے مجلس اتحاد المسلمین کا دستور بالکل لیگ کے دستور کی مطابقت میں بنایا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ لیگ کے سکریٹری اور خازن کا انتخاب جنرل سشن کرتا ہے اور میرے کانسٹی ٹیوشن کی رو سے پریسیڈنٹ ہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ ورکنگ کمیٹی کے ممبرز کے ساتھ ساتھ سکریٹری

اور خازن کو بھی نامزد کر دے۔ سوال یہ ہے کہ اگر میں بحیثیت پریسیڈنٹ اپنی ورکنگ کمیٹی کے کسی ممبر کو اپنی تنظیم کے لیے (خواہ وہ معتمد ہی کیوں نہ ہو) مضر تصور کروں اور کیبنٹ سے علیحدہ کرنا چاہوں تو آیا میں اپنے اختیار سے دوران سال میں جس کے لیے میں نے ان کو ممبر نامزد کیا ہے علیحدہ کر سکتا ہوں یا میری ذمہ داری ورکنگ کمیٹی فارم کرنے کے بعد مشترک ہو جاتی ہے اور مجھے اپنی پوری ورکنگ کمیٹی کو ڈزالو کر کے اور خود بھی استعفیٰ دے کر دوبارہ کونسل سے صدر منتخب ہونے کے بعد ایسی ورکنگ کمیٹی بنانا چاہیے جس میں وہ رکن نہ آئے۔

گو ایسا کوئی سوال خدانخواستہ فی الحال میرے یہاں پیش نہیں ہے لیکن ایسی ایک بحث پیدا ہو گئی تھی جس میں آپ سے ہدایت حاصل کر لینا مناسب سمجھا گیا۔ مجھے افسوس ہے میں آپ کی مصروفیتوں سے واقف ہونے کے باوجود آپ کی زحمت کا باعث ہو رہا ہوں۔ فقط

۸۔ شہریور ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۴۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۳۹)

ارباب محمد کرم خاں صاحب

بلوچستان

مکرمی۔ افسوس ہے کہ آپ کے باغ کو میں نے جی بھر کر نہیں دیکھا لیکن شام کے جھٹ پٹے میں اور خود پھولوں سے پیدا ہونے والی دلکش روشنی میں جو کچھ دیکھا وہ جنت نگاہ تھا جو فی البدیہ شعر آپ کے باغ کی تعریف میں کہے

تھے افسوس کہ ان میں اضافہ نہ کر سکا۔ اپنی یادگار کے طور پر ذیل میں ان کو درج کر رہا ہوں ؎

باغِ جنت کو رشک آجائے باغِ ارباب کو اگر دیکھے
دلکشی یہ کہیں نہیں دیکھی باغ ہم نے بھی بیشتر دیکھے
کہیں نرگس لڑا رہی تھی آنکھ کہیں خنداں گلاب تر دیکھے
ایک دنیائے رنگ و بو دیکھی

کسی شاعر نے کہا تھا کہ بڑا مزہ اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر۔ مجھے یقین ہے کہ اب آپ قاضی کو اپنا بچہ سمجھیں گے اور بلوچستان مسلم لیگ کو آپ کی کامل سرپرستی حاصل رہے گی۔ آپ کو حیدرآباد میں دیکھنے کا متمنی ہوں۔ خدا کرے میری یہ تمنا جلد پوری ہو۔ اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیے۔

۹۔ شہریور ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۵۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۰)

نواب اسد اللہ خاں صاحب
کوئٹہ

مکرمی۔ مجھے یقین ہے کہ قلات اسٹیٹ مسلم لیگ کو ہمیشہ آپ کی سرپرستی حاصل رہے گی۔ مجھے اب تک عبدالمجید شاہ صاحب نے اور میر جعفر خاں صاحب جمالی نے کوئی اطلاع نہیں دی کہ اس کا کیا ہوا۔ آپ ان کو تاکید فرمائیے کہ جلد اس کی طرف توجہ کریں۔ فقط

۹۔ شہریور ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۵۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۱)

آقائے باقر وارستہ سفیر شہنشاہیت ایران
آقائے محترم

الحمدللہ کہ بخیر و عافیت حیدرآباد رسیدم برائے بندہ ناکملی است کہ الطاف و عنایات حضرت اشرف را فراموش بکنم کہ بزمانہ قیام کوئٹہ بر حال این مسافر مبذول بودند۔ یک نقش و مودت برادرانہ و اخوت اسلامی بر قلب خویش ہمراہ آوردہ ام و می نازم بہ آں ایام خوش کہ در صحبت مخلصین کوئٹہ بسر کردہ ام۔ خانم را سلام عقیدت من برسانید۔ اجازت بدہید کہ آں وعدہ جناب شما را یاد بدہانم کہ بسلسلہ تشریف آوری بہ این دیار دور افتادۂ مملکت حیدرآباد فرمودہ بودی۔ برائے صحت و عافیت شما و خانم محترم دعا می کنم و از بارگاہ رب العزت امیدوار ہستم کہ انشاء اللہ بزمانہ قریب شہنشاہیت عالیہ ایران از طوفان مصائب جنگ جدل کامیاب و کامران آمدہ عنان نازش ممالک آسیہ مفرس می گردد۔ مخلص شما ۹۔ شہریور ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۵۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۲)

مولوی منظر عالم صاحب ایم۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی
۶۔ شبلی روڈ۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مکرمی۔ گھر پہنچ کر آپ کے تمام خطوط دیکھے۔ کوئٹہ میں قائداعظم کا کوئی خط نہیں ملا تھا۔ نواب اسمٰعیل خاں صاحب چودھری خلیق الزماں صاحب سے مشورہ کیا اور واپسی میں بطور خاص اس کام کے لیے بمبئی ٹھہر کر قائداعظم سے ملاقات کی اور ان سے ہدایات حاصل کیں جن کی تفصیلات کا مراسلت میں درج کرنا نہ ممکن ہے اور نہ مناسب۔ گو جانتا ہوں کہ آپ کی دشواریاں اور پریشانیاں کیا ہیں لیکن مجبور ہوں کہ لیکن مجبور ہوں کہ آپ کو زحمت دوں۔ اگر ممکن تو دو روز کے لیے حیدرآباد تشریف لائیے تاکہ قائداعظم کی ہدایات کے بموجب آپ سے مشورہ کر کے کام شروع کر دیا جائے۔ جواب میں تاخیر اس لیے ہوئی کہ بیس روز بعد گھر آیا تھا اور رکے ہوئے کام نے ایک ہفتہ تک فرصت نہ لینے دی۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۵۔ شہریور ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۱۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۳)

خواجہ حسن نظامی صاحب

دہلی

خواجہ صاحب۔ مکرم و محترم

آپ کا خط مورخہ ۵۔ جولائی سفر بلوچستان سے واپسی کے بعد ملا۔ بلوچستان سے واپسی میں ۹۔ جولائی کو ایک دن کے لیے دلی ٹھہرا تھا اور چاہتا تھا کہ آپ سے مل کر گوالیار کے مسئلہ پر گفتگو کروں۔ لیکن دوسرے زیادہ ضروری مشاغل نے

موقع نہ دیا۔

آپ نے میرے گزشتہ خط کو عتاب نامہ فرمایا ہے حالانکہ میں اس کو صرف اظہار استعجاب اور حصول معلومات کی تمنا سمجھتا ہوں۔ عتاب نامہ تو آپ کا پیش نظر خط ہے۔ یہ آپ نے کہاں سے معلوم کیا کہ میں نے تحقیقات کے بغیر فیصلہ کن عمل کا اقدام کر دیا ہے۔ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا رزولیوشن تو صرف اس قدر ہے کہ انھوں نے مسلمانان گوالیار کی شکایات کے ارتفاع کا کام میرے ذمہ کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ میں جب کوئی کام کروں گا تو پہلے تحقیق کر لوں گا کہ حقیقی واقعات کیا ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک خط مہاراجہ گوالیار کو بھی لکھ رہا ہوں۔ لیکن آپ سے یہ معلوم کرنے کا متمنی ہوں کہ آپ نے کن معلومات کی بنا پر مسلمانوں کے موجودہ شکایات کی تغلیط کی اور اگر حقیقی واقعات معلوم ہیں تو وہ کیا ہیں۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ حکومت گوالیار نے حکومتی زباں کو جو پہلے فارسی اور پھر اردو تھی بدل کر انتہائی معلق سنسکرت آمیز ہندی بنا دیا اور مسلمانوں کے اس کے خلاف احتجاج کو بری طرح ٹھکرا دیا۔

کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ مہاراجہ آنجہانی نے ریاستی ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب ۳۳ فیصدی رکھا تھا اور اس کا اعلان بھی کر دیا تھا لیکن موجودہ حکومت نے عمداً سرکاری ملازمتوں سے مسلمانوں کی تعداد گھٹانا شروع کر دی ہے اور ان کے اس مطالبہ پر کہ مہاراجہ آنجہانی کے قائم کردہ تناسب کو باقی رکھا جائے۔ انھیں ہر طرف سے تنگ کیا جا رہا ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تمام ہندوستان میں مسلمانوں کے مشترک اور مسلمہ مطالبہ کے خلاف حکومت گوالیار نے جدید اعلان کردہ دستور میں مسلمانوں کے لیے کوئی نشست محفوظ نہیں کی اور جداگانہ انتخاب کا حق نہیں دیا۔

کیا آپ نے تحقیق فرمائی اور آپ کے نزدیک یہ بات ثابت ہو گئی کہ کہ آریا سماجی اور مہا سبھائی ذہنیت رکھنے والے ہندو ریاست کے مختلف اقطاع میں مسلمانوں پر مظالم نہیں کر رہے ہیں اور حکومت ان سے چشم پوشی نہیں کر رہی ہے۔

جانتا ہوں کہ ایک مرتبہ ان کے والد نے مجبور کر کے منظر عالم سے ملازمت کے لیے درخواست لے لی تھی لیکن منظر عالم نے اگر پچاس دفعہ اپنی دلی خواہش سے بھی ملازمت کی درخواست کی ہو بلکہ ملازم ہو چکے ہوں تب بھی میں ان کا فرض سمجھتا ہوں کہ حکومت کے ان مظالم کے خلاف احتجاج کرتے۔

اور آپ سے میں یہ توقع کرتا تھا کہ اگر ان کے بیان کردہ الزامات غلط تھے اور حکومت اس مسئلہ میں معصوم اور بری الذمہ تھی، تب بھی اخبارات میں اعلانیہ مسلمانوں کے خلاف تحریر فرمانے کی بجائے آپ اس کی نسبت حقیقی واقعات سے مجھے مطلع فرماتے تاکہ میں اس ایجی ٹیشن کو روکتا اور اگر ضرورت پڑتی تو آپ ہی کے ذریعہ مسلمانوں کے مطالبات کو حکومت گوالیار سے طے کروانے کی کوشش کرتا۔ حق بیانی بے شک اچھی چیز ہے لیکن کبھی وہ "راستی فتنہ انگیز" بھی بن جاتی ہے۔

اب بھی میرے لیے باعث ممنونیت ہوگا۔ اگر آپ ان حقائق سے مجھے

مطلع فرمائیں جنھوں نے آپ کو مسلم ایجی ٹیشن کے خلاف قلم اٹھانے پر آمادہ کر دیا۔ علی میاں اور حسن میاں کو میرا اسلام پہنچائیے۔ امید کہ آپ خیریت سے ہونگے۔ فقط

۱۷۔ شہریور ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۳۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۴)

نواب افتخار حسین خاں صاحب ممدوٹ

لاہور

مکرمی۔ آج اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر انتہائی مسرت ہوئی کہ حضرت قائداعظم مدظلہ العالی نے اپنی ورکنگ کمیٹی کے لیے آپ کا انتخاب فرمایا ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے کہ "الولد سر لابیہ" میں اس کو آپ پر پورا پورا صادق آتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ میری دلی تمنا ہے کہ خدا آپ کو اپنے مرحوم والد بزرگوار کا صحیح جانشین ثابت کرے۔ مسلم اکثریت رکھنے والے صوبہ جات میں لیگ کی تنظیم کو کمزور دیکھ کر ہمیشہ رنج ہوتا ہے۔ اب یقین ہے کہ آپ کی قیادت میں پنجاب کی قسمت بدلے گی اور لیگ وہاں سب سے زیادہ کامیاب ہوگی۔ بہت دنوں سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو ایک اور زحمت دوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کوئٹہ میں ہم نے قازقوں سے متعلق غور کیا تھا۔ وہاں سے واپس ہوتے ہوئے میں نے اور خواجہ سر ناظم الدین صاحب نے سر فیروز خاں نون اور سر محمد عثمان سے ملاقات کی۔ ان دونوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ممبر سے کہہ کر قازقوں کو حیدرآباد پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ

خواجہ سر ناظم الدین صاحب نے اپنی طرف سے ایک یادداشت بھی سر فیروز خاں نون کو دی تھی تاکہ وہ ہوم ممبر کو دکھا سکیں۔ اب غور کرنے کے بعد ایک اور تدبیر سوجھی ہے کہ خود قازقوں کی طرف سے ایک درخواست ہوم ممبر کے پاس بھجوائی جائے جس میں وہ خواہش کریں حیدر آباد میں بسائے جانے کی۔ اگر آپ کی توجہ سے اس قسم کی درخواست پیش ہو جائے تو میرے لیے بہت سہولت ہوگی۔ جب آپ کو اس میں کامیابی ہو جائے تو براہ کرم اس کی ایک نقل مجھے بھی روانہ فرما دیجیے۔ تاکہ میں اس کے حوالے سے کاروائی کر سکوں۔ نواب زادہ اسلم کو میرا اسلام کہیے اور اپنی بیگم صاحبہ اور والدہ صاحبہ محترمہ کی خدمت میں میری رفیقہ حیات کا سلام پہنچائیے۔ فقط

۲۵۔ شہریور ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۱۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۵)

لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب

علی گڑھ۔

مکرمی۔ آپ کا خط مورخہ ۲۷۔ جولائی پہنچا۔ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ نے اپنے الہ آباد والے سالانہ جلسے میں قائد اعظم کی ہدایت کے موجب یہ طے کیا تھا کہ ایک کمیٹی تمام ہندوستان کی دیسی ریاستوں کا دورہ کرے اور وہ وہاں مسلمانوں کی تعلیمی تنظیمی اور سیاسی حالت کی تحقیقات کر کے ایک تفصیلی رپورٹ ورکنگ کمیٹی کے روبرو پیش کرے۔ کمیٹی کا دورہ ۱۵۔ اگست سے

شروع ہوگا اور وہ پہلے جنوبی ہند کی ریاستوں کا دورہ کرے گی۔ چنانچہ اس کا پروگرام بن گیا ہے اور تمام ریاستوں کو جہاں وہ جانے والی ہے اطلاع دیدی گئی ہے۔ اس کا دوسرا دورہ وسطی ہند گجرات اور کاٹھیاواڑ کی ریاستوں میں ہوگا، اور جس کی غالباً رمضان کے بعد باری آئے گی۔ گوالیار اس دوسرے دورے میں بھی شامل نہیں ہے بلکہ اس کو تیسرے دورے میں شامل کیا گیا ہے۔ جو شمالی ہند کی ریاستوں پر مشتمل ہوگا۔ جس میں راجپوتانہ اور پنجاب کی ریاستیں بھی داخل ہیں اور اس کی نوبت غالباً دسمبر میں آئے گی۔ البتہ گوالیار کے سلسلہ میں آج کل وہاں کے مسلمانوں کو سخت شکایات پیدا ہوگئی ہیں اور میں بذات خود ان کی نسبت مہاراجہ صاحب گوالیار سے مراسلت کر رہا ہوں۔ میرے لیے ممنونیت کا باعث ہوگا۔ اگر آپ مہاراجہ صاحب کو مشورہ دیں کہ وہ اس قضیہ کو طول دینے کی بجائے مجھے ملاقات کا موقع دیں اور اپنی مسلم رعایا کی بے چینی کو دور کریں۔ محمد احمد الدین کے متعلق آپ نے جو کوشش فرمائی اس کے لیے دل سے ممنون ہوں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے کہ کمیٹی نے ان کی درخواست کو نامنظور فرمایا۔ میں جب کبھی آپ کو کسی طالب علم کے لیے زحمت دیتا ہوں تو اس کا منشا قطعاً یہ نہیں ہوتا کہ آپ یونیورسٹی کے مقررہ ضوابط کو ملحوظ نہ رکھیں۔ میں خود قواعد کی پابندی میں بہت سخت ہوں۔ آپ کی ممکنہ توجہ میرے لیے ہمیشہ تشکر کا باعث رہے گی۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۵۔ شہریور ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۳۱۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۶)

شہید یار جنگ بہادر
حیدرآباد

جناب مکرم۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ انجمن ترقی طلبا کی سرپرستی فرمایا کرتے تھے، اور آپ کی طرف سے اس انجمن کو ماہانہ ..... ملا کرتے تھے۔ اس درمیان میں انجمن کے کاروبار معطل رہے۔ اس لیے کارکنان انجمن نے آپ کی امداد سے استفادہ نہیں کیا۔ اب انجمن میں حیات تازہ پیدا ہوگئی ہے اور اس نے طلبا کی امداد و اعانت میں نئے سرے سے جدوجہد شروع کردی ہے۔ اس لیے میں طلبا کے ایک ہمدرد اور خادم کی حیثیت سے آپ سے متمنی ہوں کہ اپنی سابقہ امداد کو پھر سے جاری فرما کر کارکنان انجمن کی ہمت افزائی اور مجھے ممنون فرمائیں۔ فقط

۲۵۔ شہریور ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۳۱۔ جولائی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۷)

نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ
۸۔ ہارڈنگ ایونیو۔ نئی دہلی

مکرمی آپ کا گرامی نامہ اور ریاست دھار کے خطوط وصول ہوئے۔ مجھے تعجب ہے کہ عام اعلان کے باوجود ریاستوں سے آپ کے پاس خطوط کیوں آرہے ہیں۔ ان اصحاب کو ہدایت فرمادیجئے کہ آل انڈیا اسٹیٹس

مسلم لیگ کے دفتر واقع ناگپور سے مراسلت کریں۔ آپ کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ ناگپور میں آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کا باقاعدہ دفتر قائم کر دیا گیا ہے اور اب مولوی محمود الحسن جنرل سکریٹری وہیں جا کر مقیم ہو گئے ہیں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۶۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۲۔ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۴۸)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری

صدر اعظم دولت آصفیہ

حیدرآباد

جناب مکرم و محترم۔ بلوچستان کے گزشتہ دورہ میں مجھے اسلامیہ ہائی اسکول کوئٹہ کے معائنہ کا موقعہ ملا۔ بلوچستان کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت خراب ہے اور یہ ہائی اسکول اُن کا واحد تعلیمی ادارہ ہے گزشتہ زلزلے نے اس کی عمارت کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اب قاضی محمد عیسیٰ خاں صاحب اس عمارت کی تعمیر اور مدرسہ کے استحکام کی فکر میں ہیں۔ مدرسہ کی مختصر رپورٹ جو میری معلومات کے لیے مرتب کی گئی تھی رشتہ دوز کر رہا ہوں جس کے ملاحظہ سے آپ پر تمام حالات روشن ہوں گے۔ بلوچستان کے مسلمان نہایت مفلس ہیں اور ان کی اقتصادی حالت بہت پست ہے اس لیے اس ادارے کے کارکن ہندوستان کے روسا کی خدمت میں...

دست سوال دراز کر رہے ہیں۔ چنانچہ نواب صاحب بھوپال نے اس مدرسہ کے لیے ۱۲ ہزار روپیہ کا عطیہ مرحمت فرمایا۔ قاضی صاحب جب کہ گزشتہ دفعہ حیدر آباد آئے تھے تو انھوں نے آپ کی خدمت میں بھی سلطنت آصفیہ کی طرف سے سرپرستی و اعانت کی درخواست کی تھی۔ دولت آصفیہ کا دست کرم مشرق کے ہر گوشہ پر دراز ہے اور کوئی تعلیمی ادارہ ایسا نہیں جس کی یہاں سے سرپرستی نہیں کی گئی ہو۔ دار العلوم دیوبند، ہندو یونیورسٹی بنارس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، شانتی نکیتن، مدرسہ عالیہ فرنگی محل، آندھرا یونیورسٹی، اسلامیہ کالج پشاور اور ایسے پچاسوں ادارے ابر کرم آصفی سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ میں بلوچستان کے مدرسہ اسلامیہ کو ان سب سے زیادہ مستحق سمجھتا ہوں اور اس لیے جناب کی توجہ مبذول کراتے ہوئے دل سے متمنی ہوں کہ اس کے لیے سلطنت اسلامیہ آصفیہ کے شایان شان امداد منظور فرمائی جائے گی۔ میں جانتا ہوں کہ جنگ کی وجہ سے خزانہ آصفی پر آجکل بہت بار ہے۔ لیکن "بر کریماں کار ہا دشوار نیست" امید کہ جناب اس طرف بعجلت ممکنہ اپنی توجہ خاص مبذول فرمائیں گے۔ فقط

۶ - مہر ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۲ - اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۴۹)

آنریبل مولوی سید عبد العزیز صاحب وزیر عدالت و امور مذہبی
نواب سر عقیل جنگ بہادر وزیر تجارت و حرفت سرکار عالی

نواب خسرو جنگ بہادر وزیر افواج سرکار عالی
آنریبل مولوی غلام محمد صاحب وزیر مالیہ سرکار عالی
جناب مکرم۔

بلوچستان کے اسلامیہ ہائی اسکول کی نسبت میں نے عالی جناب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں جو عریضہ روانہ کیا ہے اس کی نقل ملفوف ہے اور اس جانب آپ کی خاص توجہ کا امیدوار ہوں۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۶۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۲۔ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۵۰)

پنڈت راما چاری وکیل ہائیکورٹ
حیدرآباد

مکرمی۔ ڈیفنس کونسل میں آپ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس وقت یہ طے ہوا تھا کہ گرفتاریوں کے سلسلہ میں ہم کسی جگہ پھر مل کر اس پر غور کریں گے کہ کیا کارروائی کی جائے۔ چنانچہ آپ کے جانے کے بعد میں نے اور میر اکبر علی خاں بیرسٹر نے اس سلسلہ میں عالی جناب صدر اعظم بہادر سے گفتگو بھی کی۔ ایک دن انتظار کرنے کے بعد آپ کو ٹیلیفون کیا۔ آپ مکان پر موجود نہ تھے۔ پھر میں نے اکبر علی خاں سے خواہش کی کہ آپ سے گفتگو کر کے مجھے آپ کے ارادے سے مطلع کریں اور اپنی طرف سے وعدہ کیا کہ پوری طرح تعاون کی کوشش کروں گا۔ معلوم

ہوا کہ آپ نے ان سے پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ کی واپسی تک انتظار کے لیے کہا ہے۔ بہرحال میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ سکندرآباد سے مجھے بہت تشویشناک اطلاعیں مل رہی ہیں۔ ہندو طلبا اسلامیہ ہائی اسکول پر ہجوم کرکے اس کو بند کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی دکانوں کو جبراً بند کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ "گنگس وے" پر چند ہندو احتجاجیوں نے ایک مسلمان کو زدوکوب کیا۔ جہاں تک حکومت کے مقابلے میں ان کے احتجاج کا تعلق ہے میں اس میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ ان کی زیادتیوں سے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ کہیں فرقہ وارانہ تصادم نہ ہو جائے اور یقیناً یہ ملک کی بدقسمتی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کانگریس اور ہندو زعماء کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ اپنے عوام کو قابو میں رکھیں اور مسلمانوں سے تصادم کی صورتیں نہ پیدا ہونے دیں۔ میں نے اپنے کارکنوں کو ہدایات دی ہیں کہ مسلمانوں کو اس شورش سے الگ رہنے کی تلقین کریں۔ براہ کرم اس کی طرف فوراً توجہ کیجیے اور مجھے نتائج سے مطلع فرمائیے۔ فقط

۶۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۱۲۔ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۵۱)

نواب فخر نواز جنگ بہادر

بازار نورالامراء۔ حیدرآباد

مکرمی۔ گرامی نامے کا شکریہ قبول فرمائیے۔ اگر آپ کے الطاف و کرم

کا یقین نہ ہوتا تو زحمت دہی کی جراءت ہی نہ کرتا۔ جب کام کرتا ہوں یہ سمجھ کر کرتا ہوں کہ آج یہ ختم کر دوں اور کل زندہ رہنے کا یقین نہیں رکھتا اور منصوبے باندھتا ہوں تو اپنی عمر کو بہت طویل پاتا ہوں۔ باغ لگانا شروع کیا ہے۔ اس لیے عجلت کا کوئی سوال نہیں۔ اپنی سہولت کے لحاظ سے آپ جب عنایت فرما سکیں پیوند عنایت فرمایئے۔ میں نے تعداد کا کوئی تعین نہیں کیا۔ آپ کی عطا کو معین کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ اللہ آپ کو ہمیشہ اچھا رکھے اور آپ کے باغ ہمیشہ پھلتے پھولتے رہیں۔

۶۔ مہر ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۱۲۔ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۵۲)

ہز ہائینس مہاراجہ گوالیار

یور ہائینس

میں نے آپ کی خدمت میں ایک خط بتاریخ ۱۱۔ جولائی ۱۹۴۲ء پتے پر روانہ کیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ اب تک میں اس کے جواب سے محروم ہوں۔ گوالیار میں کچھ دنوں سے مسلمانوں کو حکومت سے بعض شکایتیں پیدا ہوگئی ہیں جن کی نسبت اخبارات میں مسلسل خبریں آرہی ہیں۔ جب یہ مسائل آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے مجھ سے خواہش کی کہ ان مسائل کو مناسب طریقے پر طے کرنے کی کوشش کروں۔ اسی زمانے میں جب کہ جنگ کی وجہ سے عام طور پر ملک میں حالات

تشویش کے قابل ہوگئے ہیں اور خود یور ہائینس مساعی جنگ میں مشغول ہیں۔ مناسب نہیں سمجھتا کہ یور ہائینس کی مسلم رعایا میں بے چینی باقی رہے اس لیے متمنی ہوں کہ یور ہائینس کسی قریب ترین تاریخ میں مجھے ملاقات کا شرف عطا فرمائیں تاکہ میں خود حاضر ہوکر ان امور کو آپ کی خدمت میں پیش کرسکوں۔ مجھے امید ہے کہ یور ہائینس کسی قریبی تاریخ کا تعین فرماکر مجھے مطلع فرمائیں گے۔ فقط

۱۶۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۴۔ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۵۳)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری صدر اعظم دولت آصفیہ

حیدرآباد

مکرمی۔ حامل ہذا مولوی حامد علی خاں صاحب رامپور کے ایک شریف پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں وکالت کرتے تھے چند خاص حالات نے ترک وطن پر مجبور کیا اور اب تصنیف و تالیف میں مصروف ہیں۔ انھوں نے رباعی گو شعرا فارسی کا ایک اچھا تذکرہ مرتب کیا ہے۔ جس کی اشاعت پر ان کے مستقبل کا دار و مدار ہے۔ کاغذ کا انھوں نے انتظام کرلیا ہے۔ طباعت و کتابت کے لیے دو سو روپیہ کلدار کی ضرورت محسوس کررہے ہیں۔ میرے یہاں اگر گنجائش ہوتی تو آپ کو ہرگز زحمت نہ دیتا۔ اگر آپ از راہ کرم توشہ خانہ عامرہ سے دو سو روپیہ کلدار انھیں

دلادیں تو ان کی رفع پریشانی اور میری ممنونیت کا موجب ہوگا۔ یہ یہاں زیادہ دن نہ ٹھہر سکیں گے۔ اس لیے توجہ میں عجلت کا متمنی ہوں۔ فقط

۱۸۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۴۔ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۵۴)

ڈاکٹر عبدالحمید قاضی صاحب

ایڈیٹر اورینٹ پریس آف انڈیا

۱۵۷ پالو اسٹریٹ فورٹ بمبئی

مکرمی۔ خط پہنچا۔ تجویز نہایت مبارک ہے۔ قائداعظم اور نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب دونوں کو لکھ رہا ہوں۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ ملت اسلامیہ کی زیادہ مفید خدمت انجام دیں اور میں "منشور" کو اس کا بہت اچھا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ آپ قائداعظم اور نواب زادہ صاحب کو اپنی مراسلت میں میری سفارش کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ فقط

۲۰۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۲۶۔ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۵۵)

مسٹر محمد علی جناح

نواب زادہ لیاقت علی خاں

بمبئی میں میں نے آپ سے ڈاکٹر عبدالحمید قاضی کو ملایا تھا۔ جو

زبردست کانگریسی تھے اور اب لیگ میں شامل ہوئے ہیں۔ میں ان کو ایک زمانے سے جانتا ہوں۔ آدمی نہایت مخلص اور دیانت دار ہیں۔ کانگریس میں ان کی شرکت ان کے اپنے غلط کنوکشنز (CONVICTIONS) کی بناء پر تھی اور بعض دوسرے اصحاب کی طرح ان میں بے ایمانی اور خود غرضی کو دخل نہیں تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے برلن سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے لندن میں دو برس تک قانون کی تعلیم پائی ہے۔ اردو اور انگریزی زبان کے مشہور مضمون نگار ہیں۔ امریکہ کی نیو ہسٹری سوسائٹی کی طرف سے آل ورلڈ کام پیٹیشن (ALL WORLD COMPETITION) میں ان کے مضمون کو (۳۰۰) ڈالر کا انعام ملا۔ علوم اسلامیہ کے ماہر ہیں اور لنڈن کی آل ورلڈ کانگریس آف فیتھ (FATTH) میں ان کی تقریریں اسلامی فلسفہ اور تمدن پر بہت کامیاب رہی ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ کا ارادہ اخبار منشور کو ہفتہ وار سے روزانہ بنانے کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کی ادارت کے لیے بہت ہی موزوں آدمی ثابت ہوں گے اور اس طرح ہم ایک مفید آدمی کو مشغول بھی رکھ سکیں گے تاکہ وہ لیگی عقائد میں پختہ تر ہو جائیں۔ فقط

۲۰ - مہر ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۲۶ - اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۵۶)

علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی

مدراس

مکرمی۔ مدارس سے واپسی میں ارباب شیر اکبر خاں حیدرآباد میں ٹھہرے اور ان کے ذریعہ میں نے وہ حکم نامہ دیکھا جس میں مجھے ناظم اعلیٰ مولویان ہند قرار دیا گیا ہے اور جس میں یہ تحریر فرمایا گیا ہے کہ یہ عہدہ مجھے اس بنا پر دیا جا رہا ہے کہ میں نے کسی بڑی اور ذمہ دار خدمت کی خواہش کی تھی۔ مجھے اس جملے کو پڑھ کر حیرت ہوئی۔ میں نے خاکسار تحریک میں ہمیشہ ذمہ دارانہ خدمات اور عہدوں سے اپنے آپ کو الگ رکھنے کی کوشش کی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جس وقت میں تحریک میں داخل ہوا ہوں اس وقت آپ نے مجھے حیدرآباد کی جماعت کا سالار بنانا چاہا تھا لیکن میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے سپاہی رہنے دیا جائے اور تین سال تک بحیثیت سپاہی میں نے تحریک کی خدمت کی۔ اس عرصہ میں آپ نے بارہا مجھے عہدہ دینا چاہا مگر میں نے انکار کیا۔ بالآخر آپ نے مجبوراً مجھے سالار ادارہ مرکزی اور پھر حاکم اعلیٰ صوبہ جموں و کشمیر بنایا۔ آپ نے ہمیشہ مجھ سے یہ خواہش فرمائی کہ میں تحریک کے لیے یکسو ہو جاؤں لیکن ہمیشہ میں نے معذرت کی اور صاف الفاظ میں اپنی اس مجبوری کا اظہار کیا کہ دوسری سیاسی تحریک کو جو ذمہ دارانہ طور پر میرے ہاتھ میں ہے ترک نہیں کر سکتا۔ گزشتہ دو سال سے بیشک میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ حیدرآباد کی تحریک بعض ایسے اشخاص کے ہاتھوں میں جا رہی جو اس کو کامیابی سے نہ چلا سکیں گے دوسرے اداروں سے تحریک کو متصادم کر دیں گے۔ اس لیے میں نے اکتوبر ۱۹۳۹ء میں بمقام دہلی و بموجودگی میاں احمد شاہ صاحب خود آپ سے اور دوسری مرتبہ اسی سال گزشتہ

اپریل کے مہینہ میں دہلی کے مقام پر بدوران گفتگو ہمنی صاحب سے یہ کہا تھا کہ حیدرآباد کی تحریک ذمہ دارانہ طور پر میرے تفویض کردی جائے۔ آپ کی جس تحریر کے سلسلہ میں یہ خط لکھ رہا ہوں اس سے مجھے رنج ہوا کیوں کہ آپ کا یہ بیان کہ میں بڑی اور ذمہ دارانہ خدمت کا خواہش مند ہوں کہ قطعاً واقعہ کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ میں اس قدر مشغول آدمی ہوں اور اپنے سر (غلط یا صحیح) اتنی ذمہ داریاں لے رکھی ہیں کہ کسی مزید ذمہ داری کو قبول کرنے کے قابل ہی نہیں۔ اس لیے ناظم اعلیٰ مولویان ہند کی خدمت قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ بلکہ اب یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایک مجاہد خاکسار کی حیثیت سے بھی کام نہ کرسکوں گا۔

اس لیے براہ کرم مجھے صف معاونین میں شمار فرمائیں۔ میری دلی تمنا ہے کہ خاکسار تحریک جس سے میں نے ملت اسلامیہ کی بہترین امیدیں وابستہ کی ہیں اپنی منزل سے قریب تر ہوتی جائے۔ اور وہ وقت آئے جب کہ میں کسی عہدہ کی تمنا کیے بغیر ایک سپاہی کی طرح اس تحریک کے کام آسکوں۔ فقط

۲۸۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۔ ستمبر ۱۹۴۲ء)

(۱۵۷)

محمود الحسن صاحب

ناگپور

مکرمی۔ الحمد للہ بخیریت گھر پہنچا۔ آج کی ڈاک میں عبدالصمد خاں صاحب

راجستھانی کا ایک نیا سرکلر وصول ہوا جو ملفوف ہے۔ میری رائے ہے کہ اب ان کی ان حرکتوں کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیوں نہ ان سے بحیثیت آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر کے جواب طلب کیا جائے کہ ان کو لیگ کی پالیسی کے خلاف جب تک وہ اس سے مستعفی نہ ہوں اس قسم کی حرکات کا کیا حق ہے اور ان کا جواب آئندہ ورکنگ کمیٹی میں پیش ہو یا خود حاضر ہو کر ورکنگ کمیٹی میں جواب دیں اگر آپ اس سے متفق ہوں تو میری جانب سے ان کو لکھ کر ان سے جواب طلب کیجئے اور نتیجہ سے مجھے مطلع فرمائیے۔ ایک سو پچیس روپیہ کا منی آرڈر روانہ کیا جا رہا ہے فقط

۲۸۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۔ ستمبر ۱۹۴۲ء)

(۱۵۸)

نواب علی یاور جنگ بہادر

معتمد سرکار عالی صیغہ امور دستوری

آپ کا مکتوب نشان پ (۷۔۱۸) مورخہ ۲۳۔ مہر ۱۳۵۱ف پہنچا۔ شکریہ قبول فرمائیے۔ آئینی مشاورتی مجالس کے سلسلہ میں صدر المہامان متعلقہ کو جو ہدایات دی گئی ہیں ان سے میں نے عالیجناب صدر اعظم بہادر سے ملاقات کے دوران اتفاق کیا تھا۔ اور اب اس خط کے ذریعہ اس کی توثیق کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ سرکاری اراکین کے نام تجویز کرتے وقت بھی اس کو ملحوظ رکھا جائے گا کہ بجز امور مذہبی اور اوقاف کی مشاورتی مجلسوں کے

بحیثیت مجموعی کسی کمیٹی میں مسلمانوں کی تعداد غیر مسلموں سے کم نہ ہونے پائے۔ فقط

۲۸۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۔ ستمبر ۱۹۴۲ء)

(۱۵۹)

محمد علی منیار صاحب

منیاری بلڈنگ۔ بائی کلہ۔ بمبئی (۸)

مکرمی۔ ناگپور گیا ہوا تھا۔ واپس آکر آپ کا خط مورخہ ۲۷۔ اگست پڑھا۔ صوبہ حیدر کا خود مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے اور میں اس کو اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس صوبہ میں جہاں تک ممکن ہو مسلم لیگ کی خدمت کروں خصوصاً موجودہ حالات میں خود میرا خیال ہے کہ وہاں زیادہ کام کیا جاسکتا ہے اور بفضل خدا میں سب سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہوں۔ ان تمام وجوہ کی بنا پر میں آپ کی تحریک کا تہہ دل سے خیر مقدم کرتا اور حیدر جانے پر ضرور راضی ہو جاتا لیکن آپ جانتے ہیں کہ آج کل ہندوستان کے ہر گوشہ میں حالت خراب ہے اور چونکہ کانگریس نے دیسی ریاستوں کو بھی اپنے پروگرام میں شامل کر لیا ہے اس لیے خود حیدر آباد کو آج کل سخت خطرہ ہے۔ مقامی ہندو لیڈر مجھ سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔ اس لیے اس زمانہ میں میرا حیدر آباد سے باہر رہنا سخت خطرہ کا موجب ہوگا۔ ان تمام وجوہ کی بنا پر نہایت افسوس کے ساتھ اور دلی رنج کے ساتھ اپنی دلی خواہشات کے باوجود آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے قائد اعظم کی خدمت میں بھی معذرت پہنچانا چاہتا ہوں۔ اگر یہاں کے

حالات امید افزا ہو گئے تو میں خود کوشش کروں گا کہ قائداعظم مجھے سرحد روانہ فرمائیں۔ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ گلبرگہ سے حیدرآباد آنے کا قصد رکھتے ہیں۔ آپ کا منتظر ہوں۔ حنیف کو میری محبت اور سلام پہنچایئے۔

۲۸۔ مہر ۱۳۵۱ف

(مطابق ۳۔ ستمبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۰)

مسٹر محمد علی جناح
بمبئی

ڈیر مسٹر جناح۔ لائل پور اور جالندھر کا تقاضا اتنا شدید رہا کہ میں قبول کر لیتا اور وہیں آپ سے نیاز حاصل ہوتا۔ مگر یہاں اس قدر مصروف ہوں کہ فی الحال کہیں باہر جانا ممکن نہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سر اکبر مرحوم سے اور مجھ سے حیدرآباد کے اصلاحات دستوری کے متعلق جو اختلافات ہو گئے تھے ان کا تصفیہ ستمبر ۱۹۳۹ء میں آپ ہی نے حیدرآباد آکر کیا تھا اور سر اکبر مرحوم آخر وقت تک مجھ سے ناراض رہے اور اعلیٰ حضرت نے اپنے چیف سکرٹری کے دستخط سے مجلس اتحاد المسلمین کو یہ یقین دلایا تھا کہ اسمبلی میں بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی تعداد (۵۰) فیصدی سے کم نہ ہوگی اور اس کی تکمیل کے لیے اعلیٰ حضرت ہمیشہ صرف خاص مبارک کے تینوں نمائندوں کو جن کا تقرر ان کی مرضی پر منحصر ہے مسلمانوں میں ہی سے مقرر کیا کریں گے اور انتخاب کے متعلق یہ طے ہوا تھا کہ صرف وہی امیدوار منتخب شدہ ہوگا جو جوائنٹ الکٹوریٹ

(JOINT ELECTORATE) میں اپنی کمیونٹی (COMMUNITY)
سے (۴۰) فیصدی کی بجائے ۵۱ فیصدی ووٹ حاصل کرے اس کے بعد جو
فرانچائز کمیٹی (FRANCHISR) مقرر ہوئی تو حکومت نے محسوس
کیا کہ (STRENGTH) کے مسئلہ میں انھوں نے اعلیٰ حضرت کی پوزیشن
کو بہت (AVKWORD) کر دیا ہے اب نواب صاحب چھتاری اور
ان کی حکومت چاہتی ہے کہ میری اس تجویز کو منظور کر لے جس کو سر اکبر نے
(REJECT) کر دیا تھا یعنی پاکیگاہ کے تینوں امراء سالار جنگ اور
مہاراجہ سرکشن پرشاد کے اسٹیٹس کو جو ایک ایک (REPRIESENTATION)
دے دیا گیا ہے اور جس کو (REFORMS SCHEME) میں فرقہ وارانہ
تقسیم میں شامل کر لیا تھا اب اس کو فرقہ وارانہ تقسیم سے الگ کر دیا جائے۔ اس
طرح (۴) مسلم نمائندے آئیں گے اور ایک ہندو اور اس کی وجہ سے اسمبلی
میں مسلمانوں کا تناسب عیسائیوں اور پارسیوں کو ہندوؤں کے ساتھ شامل
کر کے بھی بحیثیت مجموعی (۵۰) فیصدی سے کم نہ ہوگا۔ میں اس طریقہ کار میں
کوئی ہرج نہیں سمجھتا کیوں کہ یہ تجویز آپ کے مشورہ اور منظوری کے بعد خود میں
نے سر اکبر کے سامنے ایک بدل (ALTERNATE) کی صورت میں رکھی تھی۔

(ELECTORATE) کے متعلق آپ کو یاد ہوگا کہ سر اکبر نے اپریل
۱۹۴۰ء میں جب کہ وہ میری شکایت لے کر آپ کی خدمت میں دلی آئے تھے
آپ کے سامنے پیش کی تھی اور خود میں نے بھی آپ سے تفصیلی گفتگو کی تھی وہ
تجویز یہ ہے کہ اب گورنمنٹ (JOINT ELECTORATE WITH

RESERVATION OF 51% VOTES GHIS OWN

(COMMUNITY کی بجائے یہ چاہتی ہے کہ

ہو بہر (CONSTITUENCY) کے لیے ایک

(ELECTORATE COLLEGE) بنایا جائے جس میں ہندو اور مسلمان

ووٹرز کی تعداد مساوی ہو اور ان ووٹرز کا انتخاب پبلک الیکشن کے ذریعہ

(COMPLETE SEPERATE ELECTORATE) کے اصول پر ہو اور یہ

(ELECTORAL COLLEGE) اسمبلی کی مطلوبہ تعداد کو

(JOINT ELECTORATE WITH ROSERVATION OF 40 % VOTES

(COMMUNITY) OF HIS OWN) کے اصول پر منتخب کرے

میری سابقہ گفتگو میں آپ نے اس طریقہ کار سے اختلاف فرمایا تھا اور میری بھی یہی رائے ہے کہ یہ طریقہ کچھ مفید نہ ہوگا۔

آج سے ایک ہفتہ قبل جب نواب صاحب چھتاری نے مجھ سے ان دونوں امور کے متعلق گفتگو کی تو میں نے ان کو وہی جواب دیا جو اس معاملہ میں سر اکبر مرحوم کو دیا گیا تھا کہ یہ تصفیہ حکومت اور میرے درمیان نہیں بلکہ قائداعظم کے درمیان ہوا ہے۔ اس لیے آپ اس معاملہ میں انھیں سے گفتگو کریں۔ نواب صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ ان مسائل میں میری اپنی رائے کیا ہے میں نے (STREVGTH) کی نسبت تو اپنی رضامندی ظاہر کی مگر دوسرے مسئلہ سے (SUBJECTTO YOUR OFFSOUAL) متعلق میں نے ان سے کہہ دیا کہ جب تک اپنی جماعت سے (CONSULT)

نہ کرلوں کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ آج مجھے نواب صاحب چھتاری کا پیام ملا کہ وہ دلی جا رہے ہیں اور آپ سے اس مسئلہ میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ اس موقع پر میں بھی دلی چلوں تاکہ اس موقع پر حاضر رہ سکوں لیکن میرا دو اضلاع کے دورے کا پروگرام طے ہو چکا ہے جس کو بدلنا میرے لیے ممکن نہیں۔ اس لیے میں نے معذرت کر لی اور مناسب سمجھا کہ آپ کو ان حالات کی پہلے سے اطلاع دے دوں (STREVGTH) کے متعلق آپ کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ایک ضمیمہ منسلک کر رہا ہوں۔ نواب صاحب اور میرا یہ خط غالباً ایک ہی ٹرین سے دلی پہنچیں گے اور شاید نواب صاحب کو آپ کی ملاقات سے محروم رہنا پڑے۔ کیونکہ آپ اس وقت تک پنجاب جا چکے ہوں گے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ مس جناح کو میرا سلام فقط

یکم دے ۱۳۵۲ف

(مطابق ۵۔ نومبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۱)

مسٹر محمد علی جناح

بمبئی

ڈیر مسٹر جناح

کل ہی ایک خط لکھا ہے جو آپ کو ملا ہوگا۔ آج صبح گیارہ بجے مجھے اعلیٰ حضرت نے بلایا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ جس کام کو لے کر میں اور سید عبدالعزیز صاحب اکتوبر پہلے ہفتہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے

اس کے جلد تکمیل پا جانے کی شدید ضرورت ہے۔ ان کو آپ کے جواب کا سخت انتظار ہے اور ان کو یقین دلایا گیا ہے کہ اگر بلا تاخیر اس معاملہ کو چھیڑا گیا تو اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ اس لیے انھوں نے مجھ سے یہ خواہش فرمائی ہے کہ میں آپ کی توجہ اس کام کی طرف مبذول کراؤں اور آپ سے خواہش کروں کہ آپ مہربانی فرما کر ایک ہفتہ کے اندر اپنی رائے سے مطلع فرما دیں۔ آپ ان کی طبیعت سے واقف ہیں۔ اس لیے میں بطور خود آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی کثیر مصروفیت کے باوجود تھوڑا وقت نکال کر اس کو جلد طے فرما دیں میں آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا تاکہ ان کو اطمینان دلا سکوں فقط

۲۔ دے ۱۳۵۲ف

(مطابق ۶۔ نومبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۲)

سر مرزا اسمٰعیل صاحب

دیوان جے پور

مکرمی۔ مجھے جے پور کے خطوط سے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ آپ نے مسلم مڈل اسکول کا معائنہ فرما کر مسلمانوں کی ہمت افزائی فرمائی۔ مسلمان نان جے پور کو یقین ہو گیا ہے کہ آپ کی توجہ اور سرپرستی سے ان کا یہ مڈل اسکول ہائی اسکول کے درجہ تک ترقی کرے گا۔ اور مسلم گرلس ایجوکیشن کے انتظامات بھی بہت جلد مکمل ہو جائیں گے۔ میں اپنے تجربے کی بنا پر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ نے سرپرستی کی اور کام لیا تو محمد امیر الدین خاں صاحب جے پور

میں مسلمانوں کے تعلیمی مسائل کے لیے اتنے ہی مفید ثابت ہوں گے جتنے آپ کی سرپرستی سے میسور میں غلام احمد کلامی اور خان بہادر عباس خاں ثابت ہو چکے ہیں۔

مجھے یہ معلوم کر کے زیادہ مسرت ہوئی کہ جے پور اسٹیٹ میں آپ نے دستوری تبدیلیوں کی طرف توجہ فرمائی۔ لیکن دستور ساز کمیٹی میں مسلمانوں کا جو (REPRESENTATION) آپ نے کیا ہے اس سے مسلمانان جے پور بالکل مطمئن نہیں ہیں۔ میں جب دو سال قبل جے پور آیا تھا تو شاہ علیم الدین صاحب وکیل سے مسلمانوں کے ہر ایک طبقہ کو شاکی اور غیر مطمئن پایا تھا۔ اب بھی مسلمانوں کے جو خطوط مجھے وصول ہو رہے ہیں اور ان کی تحقیق کے لیے اپنے قابل اطمینان اور غیر جانبدار لوگوں کو روانہ کر کے میں نے جو رپورٹیں حاصل کی ہیں ان کی بناء پر میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ شاہ علیم الدین صاحب وکیل کا انتخاب مسلمانوں کی انتہائی بے چینی اور اضطراب کا سبب بنا ہوا ہے۔ میں آپ سے متمنی ہوں کہ اس طرف جلد توجہ فرمائیں اور دستور ساز کمیٹی کے لیے کسی ایسے مسلمان کا انتخاب فرمائیں جس کو مسلمانانِ جے پور کا اعتماد حاصل ہو۔ میں نے راز میں اپنے خاص آدمیوں کے ذریعہ ایسے چند معقول آدمیوں کا نام معلوم کرنے کی کوشش کی ہے جن سے آپ کو عنقریب مطلع کروں گا۔

آپ کو معلوم ہے اور آپ سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے کہ ان ریاستوں میں جہاں مسلمان انتہائی اقلیت میں ہیں ان کی پالیسی ہمیشہ یہی رہی ہے اور رہنا چاہیے کہ وہ رئیس اور ریاستی حکومت کے ساتھ ممکنہ تعاون اور

اشتراک عمل سے کام کریں اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے صرف (CONSTITUTIONAL WAYS AND MEANS) کو اختیار کر کے ریاست کو آمادہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہی پالیسی آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی بھی ہے۔ آپ کا میسور کا تجربہ شاہد ہے کہ وہاں کی اسٹیٹس مسلم لیگ نے کانگریس کی (ANTI STATE ACTIVITIES) سے ہمیشہ اپنے آپ کو الگ رکھا اور ریاست کے ساتھ ہمیشہ تعاون کیا مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ آپ نے جے پور میں مسلم لیگ کے قیام کو ناپسند فرمایا ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کا، آل انڈیا مسلم لیگ سے جس کے پریزیڈنٹ مسٹر جناح ہیں کوئی دستوری تعلق نہیں ہے۔ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ مسلمانان ریاست کا ایک بالکل جداگانہ نظام ہے جس کے مقاصد اور اغراض میں نے اوپر بیان کیے ہیں۔ اس لیے میں آپ سے متمنی ہوں کہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں اور مسلمانوں کو مسلم لیگ قائم کر کے منظم ہونے اور ریاست کے سامنے اپنے جائز مطالبات کو پیش کرنے اور ریاست کے خلاف کانگریس اور ہندو مہاسبھا کی ناجائز مساعی کا رد عمل کرنے کا موقع دیں۔ میں خود جے پور آتا لیکن ختم سال تک مجھے بالکل فرصت نہیں۔ انشاء اللہ فروری میں جے پور آنے کی کوشش کروں گا اور آپ سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۱۔ د ۱۳۵۲ ف

(مطابق ۲۵۔ نومبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۳)

قونصل مصر

مکرمی۔ آپ کی روانہ کردہ کتابیں پہنچیں۔ چند اصحاب کے نام درج ذیل کرتا ہوں جو عربی سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ چارٹ اس سے قبل روانہ کر دیا گیا ہے آپ کو پہنچا ہوگا۔ آپ کی بے انتہا محبتوں کا ممنون ہوں امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ اگر آپ کے لیے زحمت نہ ہو تو اپنے پیش رو موسیو (SABRE) کو میرا سلام پہنچا دیجیے۔ فقط

۲۴۔ دے ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۸۔ نومبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۴)

مسٹر جناح

دلی

مسٹر جناح۔ اپنے کئی خط اور ایک تار کے جواب سے محروم ہوں۔ آپ کی مصروفیات سے خوب واقف ہوں اس کے باوجود کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ کہیں آپ کچھ خفا تو نہیں ہیں۔ آپ کو مجھ سے خفا ہونے کا حق ہے لیکن یہ میرا فرض ہے کہ اپنے معاملات سے آپ کو ہر وقت مطلع رکھوں۔ اخبارات میں یہ پڑھ کر کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے گزشتہ اجلاس میں کشمیر کے معاملات پر ہمدردی کا اظہار کیا مسرت ہوئی اور اس سے زیادہ مسرت مسٹر محمود الحسن صدیقی سکریٹری آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ سے یہ معلوم کر کے ہوئی کہ آپ نے جالندھر میں

ریاستوں کے مسائل سے دلچسپی کا اظہار فرمایا اور کپور تھلہ کے مسلمانوں کو اپنی پارٹی بندیاں چھوڑ کر متحد ہونے کی ہدایت فرمائی۔ مسٹر صدیقی نے آپ کی گفتگو سے یہ اثر لیا کہ آپ یہ خیال فرماتے ہیں کہ ابھی تک آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کا مرکزی دفتر غیر منظم حالت میں ہے۔ میں آپ کے اطمینان اور واقفیت کے لیے نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے مرکزی دفتر کی تنظیم نہایت اچھے طریقے پر ناگپور میں عمل میں آچکی ہے۔ میں مسٹر محمود الحسن صدیقی کا ممنون ہوں کہ وہ محض ہمارے سنٹرل آفس کی خاطر ناگپور میں آکر مقیم ہو گئے ہیں باوجود ریاستوں کی شاخوں سے کوئی رسمی امداد نہ ملنے کے میرے پرائیوٹ پرس سے اس پر ماہانہ ڈیڑھ سو روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور تمام شاخوں کو مراسلت کے ذریعہ منظم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے باوجود بعض لوگ اپنی ناواقفیت کی بنا پر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے خطوط اس کے سابقہ پتہ پر دلی روانہ کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ممکن ہے نواب زادہ صاحب کو اور آپ کو یہ غلط فہمی ہوئی ہو کہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کا سنٹرل آفس منظم نہیں ہے۔ براہ کرم آل انڈیا مسلم لیگ کے آفس میں حکم دیجیے کہ ایسے جو خطوط غلطی سے وہاں آجائیں ان کو آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ آفس ناگپور پر ری ڈائرکٹ (REDIRECT) کر دیا جائے۔ اس چار مہینے کے عرصہ میں ۳ دفعہ ناگپور جا چکا ہوں اور مسٹر محمود نے میرے ذاتی خرچ سے تقریباً بارہ اسٹیٹس کا دورہ کر کے وہاں لیگ کو آرگنائز کیا ہے۔ میں نے اسی آرگنائزیشن کے خاطر ان کو پنجاب روانہ کیا تھا۔ چنانچہ نہ صرف

جالندھر میں انھوں نے صوبہ پنجاب کے ریاستوں کی کانفرنس کی بلکہ کپورتھلہ فریدکوٹ، مالیرکوٹلہ، پٹیالہ، نابھا اور بھاولپور کا دورہ کیا اور وہاں کے حالات کا ایک تفصیلی نوٹ میرے پاس پیش کیا۔ الہ آباد کے سالانہ جلسہ میں آپ کی ہدایت کے بموجب جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس کے دورے اگست ہی میں شروع ہو جاتے چنانچہ پروگرام بھی جاری کر دیا گیا تھا۔ لیکن کانگریس کی تحریک نے ریاستوں میں بھی جو ہیجان پیدا کر دیا اس کی وجہ سے ملتوی کر دیا۔ انشاءاللہ یہ کمیٹی عنقریب اپنے کام شروع کر دے گی اور بہت جلد آپ کی خدمت میں ہندوستان کی تمام ریاستوں میں مسلمانوں کی جو حالت ہے اس کی ایک مکمل رپورٹ پیش کرے گی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تمام حالات آپ کے اطمینان کا باعث ہوں گے۔

میں گزشتہ تین ہفتہ سے مسلسل دورے پر رہا اس لیے سید عبدالعزیز صاحب سے یہ ..... معلوم نہ ہو سکا کہ جس مسئلہ کو آپ کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا گیا تھا اس میں آپ کی رائے معلوم ہو گئی یا نہیں آج ہی ناگپور سے واپس آیا کل معلوم کر لوں گا اگر ابھی اس کا موقع نہیں ملا ہے تو میری بہ ادب درخواست ہے کہ اس کی طرف فوراً توجہ فرمائیے۔

مجھے آج معلوم ہوا کہ دہلی میں نواب صاحب چھتاری آپ سے نہ مل سکے۔ حیدرآباد کے کانسی ٹیوشن (CHANGES) سے متعلق میں نے جو باتیں آپ کو لکھی تھیں وہ آپ کی اطلاع کی غرض سے تھیں جو اس وقت کام آئیں گی جب کہ حکومت حیدرآباد ان کی نسبت آپ کو (REJER) کرے۔

ازراہ کرم مطلع فرمائیے کہ آپ کب تک بمبئی تشریف لائیں گے۔ فقط

۲۵۔ دے ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۹۔ نومبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۵)

یوسف ہارون صاحب
نیپیر روڈ۔ کراچی

مکرمی۔ خط پہنچا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ ہندوستان کا کوئی صوبہ اگر ایسا ہے جہاں کے مسلمانوں کی خدمت کا شرف میں نے اب تک حاصل نہیں کیا تو وہ سندھ ہے۔ گو بلوچستان جاتے ہوئے سکھر اور جیکب آباد سے گزرا لیکن سیری نہیں ہوئی میری خود تمنا ہے کہ سندھ آؤں اور میں خوب سمجھ رہا ہوں کہ آپ نے یہ اجلاس جیکب آباد میں کیوں رکھا ہے۔ اس ساری تمنا اور واقفیت کے باوجود مجھے افسوس ہے کہ تعمیل حکم سے قاصر رہوں گا کیونکہ عین ان ہی تاریخوں میں ریاست میسور اور علاقہ ملابار کے مسلمانوں سے وعدہ کر چکا ہوں۔ اس لیے دل سے معافی چاہتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ میری مجبوریوں کے پیش نظر مجھے ضرور معاف فرمائیں گے۔ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں میرا اور میری رفیقہ حیات کا سلام پہنچائیے اور محمود کو سلام محبت کہیے۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۹۔ بہمن ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۳۔ دسمبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۶)

مولوی سید قاسم رضوی صاحب

لاتور

مکرمی۔ ۴ر اسفندار کے خط کے جواب میں تاخیر کا افسوس ہے محکمہ تعلقداری کا مراسلہ اور آپ کا جواب دیکھا۔ جواب نہایت مناسب اور درست ہے۔ اگر اس سلسلہ میں محکمہ نے کوئی اور کارروائی کی ہو تو مطلع فرمائیے۔

مولوی فیض اللہ بیگ صاحب کے جس خط کا میں نے اپنے سابقہ خط میں ذکر کیا تھا وہ ہرگز شکایتی نہ تھا بلکہ انھوں نے گلبرگہ سے اپنی پیروی کی رپورٹ روانہ کرتے ہوئے اس کا ذکر کیا تھا کہ وہ آپ کے منتظر ہیں۔

مجھے آپ کے پچاس فیصدی صحت سے اطمینان نہیں ہے۔ میں آپ کی صد فی صد صحت کا آرزومند ہوں۔ آپ کی خاطر سے قطعاً نہیں۔ حیدرآباد میں بہت سے سید قاسم ہیں جن کی صحت کا مجھے کبھی خیال بھی نہیں آتا۔

میری دعاؤں کو اپنے ساتھ یقین کیجیے۔

۶۔ اسفندار ۱۳۵۲ف

(مطابق ۹۔ جنوری ۱۹۴۳ء)

(۱۶۷)

خاں صاحب عبدالرحمٰن خاں صاحب

دفتر صوبہ مسلم لیگ۔ اکولہ۔ برار

مکرمی۔ خط مورخہ ۹۔ جنوری پہنچا۔ اللہ آپ کا امتحان لے رہا ہے

اسی سے ثبات قدم کی بھی دعا کر رہا ہوں۔ اللہ آپ کی ساری پریشانیوں کو رفع کرے۔ نواب صاحب چھتاری دہلی گئے ہیں۔ علی یاور جنگ کو کئی دفعہ ٹیلیفون دیا۔ ٹیلیفون پر نہیں ملے۔ انشاء اللہ آج ہی کل میں ان سے قطعی تصفیہ کرلوں گا۔ وفد ترکی حیدرآباد بھی آرہا ہے۔ میں نے ان کے لیے انتظامات بھی کردیے ہیں۔ اگر اس زمانے میں آپ بھی حیدرآباد آسکیں تو ضرور آئیے۔ فقط

۶۔ اسفندار ۱۳۵۲ف

(مطابق ۹۔ جنوری ۱۹۴۳ء)

(۱۶۸)

محمود الحسن صاحب
سکریٹری اسٹیٹس مسلم لیگ۔ ناگپور
مکرمی۔

حسابات پہنچے۔ کرایہ مکان پچاس روپے درج ہے۔ جو غالباً موازنہ منظورہ سے زیادہ ہے۔ مناسب ہوگا کہ اس کی منظوری آئندہ ورکنگ کمیٹی سے لے لی جائے۔ فروری میں ریاست ہائے راجپوتانہ کے دورے کا میں نے وعدہ کیا تھا اور اودے پور والے عبدالستار صاحب اور الور والے اختر صاحب سے خواہش کی تھی کہ صرف تاریخوں کی جگہ چھوڑ کر میرا پروگرام مرتب کریں اور جلد روانہ کریں تاکہ میں تاریخوں کا تعین کرسکوں۔ لیکن اب تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ اگر آپ کے دفتر پر ان کی طرف سے کوئی پروگرام آیا ہو تو فوراً روانہ فرمائیے۔ مجھے انتظار رہے گا۔ پہلے میرا قصد تھا کہ دہلی جاکر وہاں سے

الور ہوتا ہوا دوسری ریاستوں کو جاؤں لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اور بمبئی کے راستہ رتلام اور وہاں سے اودے پور، جودھ پور، جے پور اور الور جانا چاہتا ہوں۔ براہ کرم مطلع فرمایئے کہ ان مقامات میں سے کہاں کہاں لیگ کی شاخیں قائم ہیں اور کن سے مراسلت کی جائے نیز کیا آپ ضروری خیال فرماتے ہیں کہ رتلام اور جاورہ پر بھی جو اودے پور کے راستے میں واقع ہے۔ میں ایک ایک دن ٹھہروں منسلکہ پروگرام میں گنجایش رکھی گئی ہے لیکن اگر وہاں پہلے سے شاخ موجود نہ ہو تو جانا بے کار ہوگا۔ ایک پروگرام منسلک ہے اس کو دیکھ کر اپنی رائے سے بواپسی ڈاک مجھے مطلع فرمایئے تاکہ مستقل پروگرام آپ پاس بھیج دوں اور اس کا اعلان کیا جاسکے۔ اگر آپ بھی اس دورے میں میرے ساتھ رہنا چاہیں تو آپ رتلام پر مجھ سے مل سکتے ہیں۔

گوالیار کی یادداشت آپ نے مکمل کرلی ہو تو فوراً روانہ کیجیے تاکہ بمبئی میں مسٹر جناح سے اس کی نسبت تصفیہ کرلوں۔ ریاست مالیر کوٹلہ کا ایک خط اور قانون کی ایک کاپی ملفوف ہے۔ اکثر ریاستوں میں لیگ کے رجسٹر کرانے کا سوال دن بدن زیادہ اہم ہوتا جارہا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ اس مسئلہ کو آئندہ ورکنگ کمیٹی میں رکھ کر اصولی حیثیت سے طے کرلیا جائے میں انشاءاللہ مسٹر جناح سے بھی اس کی نسبت مشورہ کروں گا۔ آپ ان کو جواب دیجیے کہ یہ مسئلہ اصولی حیثیت سے لیگ کے پیش نظر ہے اور دوسری ریاستوں سے بھی ایسی شکایتیں وصول ہوئی ہیں۔ لہٰذا انتظار کیا جائے۔ بعض ریاستوں سے شکایت وصول ہوئی ہے کہ آپ کے دفتر سے جوابات وقت پر ادا نہیں ہو رہے ہیں

حکیم صاحب کو اس کے لیے تاکید کیجیے۔ فقط

۷۔ اسفندار ۱۳۵۲ف

(مطابق ۹۔ جنوری ۱۹۴۳ء)

(۱۶۹)

بخدمت شریف جناب خواجہ معین الدین صاحب انصاری
معتمد سرکار عالی صیغہ سیاسیات

ترکی اخبار نویسوں کا جو وفد حیدرآباد آنے والا ہے ان سے مسلمانوں کو ایک روحانی تعلق خاطر ہے جس سے آپ بخوبی واقف ہیں اس لیے میں بحیثیت صدر مجلس اتحاد المسلمین انکو چائے پر مدعو کرنا چاہتا ہوں آپ کو معلوم ہے کہ اورینٹ پریس سروس ہندوستان کی واحد مسلم نیوز سروس ہے اور میں اس کے سنٹرل بورڈ آف ڈائرکٹرز کا ممبر ہوں۔ میری خواہش ہے کہ حیدرآباد کی عام صحافت کے علاوہ ترکی کے اخبار نویس اس مسلم نیوز سروس سے بطور خاص متعارف ہوں اس لیے میں چاہتا ہوں کی بحیثیت ڈائرکٹر اورینٹ پریس سروس ان کو ایک لنچ کی دعوت دوں۔ میرے لیے باعث مسرت ہوگا اگر آپ میرے یہاں ایک چائے کی دعوت اور ایک ظہرانہ کے لیے ان کے پروگرام میں وقت مخصوص فرما کر مجھے اطلاع فرمائیں۔ فقط

۱۷۔ اسفندار ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۰۔ جنوری ۱۹۴۳ء)

مولوی محمود الحسن صاحب
اسٹیٹس مسلم لیگ۔ ناگپور

مکرمی۔ خط پہنچا۔ میں نے جو پروگرام آپ کے یہاں روانہ کیا تھا وہ قطعی نہ تھا بلکہ آپ کے مشورہ کے لیے روانہ کیا گیا تھا اور رتلام یا جاورہ کو نظر انداز کرنا پیش نظر تھا۔ اگر دھار اور دیواس کو پروگرام میں شامل کر لیا گیا تو اندور اور اجین والے قطعاً نہ چھوڑیں گے۔ میرے خیال میں تو مناسب یہ ہے کہ رتلام اور جاورہ کو بھی کسی آئندہ سفر کے لیے ملتوی کیجئے جو وسطی ہند کی ریاستوں کے لیے کیا گیا ہے اور بمبئی سے بجائے رتلام ہو کر اودے پور جانے کے بمبئی سے احمد آباد ہو کے ماروا ڑ اور ماروا ڑ سے اودے پور رکھیے جو قریب بھی ہوگا۔ تاریخوں میں بھی ایک ترمیم لاحق ہوئی ہے کیونکہ ترکی اخبار نویسوں کا وفد ۱۰۔ فروری کو حیدر آباد آ رہا ہے اور میرا اس موقع پر یہاں موجود رہنا ضروری خیال کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میرا سفر بجائے ۳۔ فروری کے ۱۳۔ فروری کو شروع ہو سکے گا۔ اس سفر میں میں پندرہ روز سے زیادہ نہیں دینا چاہتا کیونکہ اپریل میں پھر دلی جانا ہے۔ لہٰذا براہ کرم اودے پور سے دورہ کی ابتدا کیجیے۔ اور ۱۳۔ فروری سے پروگرام میں تبدیلی کر کے تمام ریاستوں کو اطلاع دے دیجیے اور قطعی طے شدہ پروگرام کی نقل میرے یہاں روانہ فرما دیجیے۔

میں آپ کی رائے سے متفق ہوں کہ میرے اس دورہ کو بمبئی کا دورہ

بنا دیجیے، اور آپ اور مولانا خاموش اودے پور میں مجھ سے ملیں۔ میں اودے پور پہنچنے سے قبل قائداعظم سے مل کر تمام امور میں ان کی تشفی کر دوں گا لیکن ان سے ملاقات میں۔ گوالیار سے متعلق نوٹ کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ براہ کرم جلد روانہ فرمائیے۔ تبدیلی شدہ پروگرام کے مطابق دہلی کی جو تاریخیں آئی ہیں ان میں ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ضرور رکھ لیجیے۔ اس موقع پر دہلی کی مجلس استقبالیہ سے سالانہ جلسہ کی تفصیلات بھی طے کر لی جائیں گی۔ ترکی اخبار نویسوں کے وفد کا آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ اس طرف اپنی پوری توجہ مبذول کریں اور انگریزی میں ریاستی سیاست سے متعلق ایک مفصل مگر جامع نوٹ تیار کر کے بعجلت ممکنہ میرے یہاں روانہ فرما دیں۔ یہ نوٹ ۵۔ فروری تک میرے یہاں پہنچ جائے تو مناسب ہوگا۔ اس کی دس کاپیاں روانہ کیجیے تاکہ تمام ارکانِ وفد کو دی جا سکیں۔

۲۰۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۳۔ جنوری ۱۹۴۳ء)

(۱۷۱)

مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی
مفتی عدالت العالیہ و میر مجلس مدرسہ نظامیہ حیدرآباد
مولوی محلہ۔ بدایون

مکرمی۔ یقین ہے کہ آپ بخیر و عافیت اپنے وطن پہنچ گئے ہوں گے۔ ابھی نواب مہدی یار جنگ بہادر کے یہاں سے واپس آیا ہوں اور یہ

عریضہ لکھوا رہا ہوں۔ کمیٹی ہوئی وہ تمام اصحاب موجود تھے جن کو آپ کی موجودگی میں دعوت دی گئی تھی۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر نے پوری وضاحت اور تائید کے ساتھ آپ کی تحریر کو کمیٹی کے سامنے رکھا۔ معتمد صاحب فینانس اور معتمد صاحب تعلیمات نے پوری طرح اتفاق کیا۔ محمد اعظم صاحب کو بھی نفس مضمون سے اتفاق تھا لیکن وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے امتحانات اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ فوراً یہ اعلان نہ کیا جائے کہ ۱۹۴۲ء کے بعد جو شخص پنجاب یونیورسٹی میں امتحان منشی کامیاب کرے۔ وہ حکومت حیدرآباد کے نزدیک میٹرک کے مماثل تصور نہیں کیا جائے گا۔ ہم سب نے اس قسم کے فوری اعلان سے اختلاف کیا ہے۔ مہدی یار جنگ بہادر کی رائے تھی کہ ایک دو سال بعد ایسا کیا جا سکتا ہے۔ علی اکبر صاحب اور آپ کے "جامع الاضداد" صاحب کا خیال تھا کہ کوئی یونیورسٹی یا محکمہ تعلیم ان امتحانات کو قابل تشفی نہیں قرار دے سکتا جن امتحانات میں شریک ہونے والوں کی تعلیم کا بندوبست خود اس نے نہ کیا ہو۔ اس لیے انھوں نے نصاب اور طریقہ تعلیم سے متعلق بعض تجاویز پیش کیں۔ اس کے جواب میں ان کو بتایا گیا کہ انکی گفتگو نفس مسئلہ سے متعلق نہیں ہے۔ نصاب اور طریقہ تعلیم یقیناً قابل غور ہے اور اس پر وہ بورڈ غور کرے گا جو اس مقصد کے لیے بٹھایا جائے گا خلاصہ یہ کہ بالاتفاق آپ کی تجویز منظور ہوئی اور معتمد صاحب تعلیم سے گزارش مرتب کرنے کی خواہش کی گئی۔ ان کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو کونسل میں جانا پڑے گا۔ معتمد فینانس ہم سے متفق تھے کہ صدر اعظم اور صدر المہام متعلقہ میں

اختلاف نہ ہو تو کونسل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بالآخر یہی طے ہوا۔ معتمد فینانس اپنی ذاتی حیثیت میں متفق تھے لیکن بلا استمزاج صدر المہام فینانس سررشتہ فینانس کی طرف سے اظہار خیال پر آمادہ نہ تھے۔ میں نے اور مہدی یار جنگ بہادر نے صدر المہام فینانس کو آمادہ کرنے کی ذمہ داری لی جو آج کل بمبئی میں ہیں اور قضیہ ختم ہوا۔ انشاء اللہ آج ہی گزارش صدر اعظم کے پاس چلی جائے گی۔

آج صبح صدر اعظم واپس آگئے۔ میں مہدی یار جنگ بہادر سے اٹھ کر سیدھے ان کے یہاں گیا اور ان کو بھی مسئلہ سمجھا دیا ہے۔ انشاء اللہ جب کارروائی پیش ہوگی۔ وہ اتفاق کرلیں گے۔ آج میں اخبارات کے نام ایک بیان جاری کر رہا ہوں نقل منسلک ہے۔ اگر جواب کی ضرورت ہو تو جے پور کے پتہ پر روانہ فرمایئے۔ بتوسط امیر الدین خاں صاحب مسلم مڈل اسکول جے پور۔

۲۷۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۳۰۔ جنوری ۱۹۴۳ء)

لہ نقل بیان یہاں منسلک نہیں ہے۔

(۱۷۲)

بخدمت شریف جناب نواب صدر یار جنگ بہادر
آنریری جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

جناب مکرم و محترم۔ مجھے افسوس ہے کہ میں کل شب کو بارہ بجے کے بعد علی گڑھ پہنچا اور اس قدر تھکا ہوا تھا کہ سبجکٹس کمیٹی (SUBJECTS COMMITEE)

میں شرکت کی ہمت نہ کر سکا۔ اگر میں سبجکٹس کمیٹی میں شریک ہو سکتا تو جلسۂ سالانہ کے لیے حسب ذیل رزولیوشن پیش کرتا۔ اب اس ریزولیوشن کو آپ کی خدمت میں قبل از قبل روانہ کرتے ہوئے متوقع ہوں کہ صدر عالی قدر سے بطور خاص اس کی پیش کشی کی اجازت حاصل فرمائیں۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ارباب حل و عقد نے اپنے غلط طریقہ کار اور غلط فیصلہ سے مسلمانان مملکت اسلامیہ آصفیہ کو جو روحانی اور مالی صدمہ پہنچایا ہے اس کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ تمام ہندوستان کے علم دوست اصحاب اس سے واقف ہوں اور اس پر اظہار افسوس کریں۔

قرارداد

"آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا یہ اجلاس عام کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کے اس طرز عمل کو جو اجلاس سالانہ کے دارالسلطنت حیدرآباد میں منعقد ہونے کے سلسلہ میں اختیار کیا گیا غلط اور سخت قابل افسوس قرار دیتا ہے۔ اور مسلمانان مملکت اسلامیہ آصفیہ کی اس دعوت پر جو اخلاص و محبت کے ساتھ کانفرنس کو دی گئی تھی اظہار تشکر کرتے ہوئے ان کو جو صدر ورکنگ کمیٹی کے اس غلط فیصلے سے پہنچا ہے۔ اس پر اپنی ہمدردی کا یقین دلاتا ہے۔"

۱۳۔ فروری ۱۹۴۳ء

(۱۷۳)

بگرامی خدمت عالی جناب نواب سر احمد سعید خاں بہادر آف چھتاری
صدر اعظم دولت آصفیہ

جناب نے پرسوں بسلسلہ ملاقات از راہ محبت میرے خط میں جو ترمیم فرمائی تھی اس کو میں نے نہایت توجہ اور غور سے دیکھا۔ جناب کے مرتب کردہ جملوں کو بجز حسب ذیل جملے کے:

"اگر میرے سابقہ بیان کے بعض الفاظ سے اس کے سوا کوئی اور منشا پیدا ہوا تو میں ان الفاظ کی واپسی پر تیار ہوں"

میں اپنے خط میں شامل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میں جناب کے ارشاد کی پوری پوری تعمیل نہیں کر سکتا۔ جناب کے برادرانہ اور مخلصانہ مشوروں کے لیے دل سے شکر گزار ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔ میرے لیے باعث منت ہوگا اگر آپ مجھ پر اپنے اخلاص و محبت کا اس سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ فقط

۲۴۔ فروردی ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۶۔ فروری ۱۹۴۳ء)

(۱۷۴)

نواب سر احمد سعید خاں بہادر آف چھتاری

صدر اعظم دولت آصفیہ

جناب مکرم۔ ملک میں اصلاح نظم و نسق کی ضرورت کو جس شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا ہے وہ جناب کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے اس قصد کے لیے چند نوجوان فرزندان ملک نے ایک جداگانہ ادارہ بھی قائم کیا تھا جس نے مختلف محکمہ جات کو اس سلسلہ میں توجہ دلائی لیکن ملک کے بڑھتے ہوئے مطالبہ کا خیال کر کے اور اس امر کے مدنظر کہ یہ کام اگر غیر ذمہ دار اصحاب

کے ہاتھوں میں چلا جائے تو حکومت کے لیے پریشانی کا باعث ہوگا اور دشمنانِ ملک کو اس سے بیجا فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا۔ میں نے اس کو راست اپنی نگرانی میں لے لیا ہے۔ ابنائے ملک نے جس طرح اس کا خیر مقدم کیا اس کا اندازہ ان بے حساب خطوط سے ملتا ہے جو اب تک میرے پاس وصول ہوئے ہیں۔ مختلف محکمہ جات سے متعلق علیحدہ علیحدہ یادداشتیں تیار ہو رہی ہیں جن کو میں بروقت جناب کے ملاحظہ میں پیش کروں گا۔ ابنائے ملک کے خیر مقدم کا اندازہ جناب کو ملک کے ان مختلف اداروں کی قراردادوں اور اخبارات کے اداریوں سے بھی ملے گا جو اس کی تائید میں شائع ہوئے۔

میں نے اس سلسلہ میں جو طریقہ کار متعین کیا ہے اس کی وضاحت ضروری تصور کرتا ہوں۔ تاکہ جناب پر میری پالیسی پوری طرح سے واضح ہو جائے۔ جناب کو معلوم ہے کہ میرا یا میرے ساتھیوں کا مقصد ذمہ دارانہ حکومت کی مخالفت کرنا ہے جس کو برادرانِ وطن اور بعض نیشنلسٹ خیال کے مسلمان اصلاح و ترقی ملک کا واحد ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ لیکن اس مخالفت سے مجھ پر اس امر کی شدید ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اگر میں ذمہ دارانہ حکومت کو اقتدارات شاہی کا مزیل تصور کرتا ہوں تو پھر ایسی دوسری تدابیر اختیار کروں جن سے ایک طرف رعایا کی شکایتوں کا ازالہ ہو اور نظم و نسق میں ایسی اصلاحات ہوں جن سے ہمارا ملک ترقی یافتہ ممالک کے دوش بدوش چل سکے۔ اور ملک کے مخالف عناصر کو رعایا تک پہنچنے اور اس کو بہکانے کا موقع نہ ملے تو دوسری طرف شاہی اقتدارات

کامل طور پر محفوظ رہیں اور اس کو زائل کرنے والی ساری ناجائز کوششوں کا قلع قمع ہو جائے اس لیے میرا طریقہ کار یہ ہوگا کہ نظم و نسق سلطنت میں جو خامیاں محسوس کی جا رہی ہیں ان کی پہلے کامل تحقیقات کی جائے پھر ان پر اپنے کامل اطمینان کے بعد بصیغہ راز حکومت کی توجہ مبذول کرائی جائے۔ اور کافی مدت تک انتظار کیا جائے کہ حکومت خود متوجہ ہو اور ان کا ازالہ کرے۔ اور حکومت کی طرف سے مایوسی کی معقول وجوہ پیدا ہو جائیں تو ان شکایات پر رائے عامہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے مجھے جناب کے تدبر، دور اندیشی اور صحیح جذبات خدمت ملک سے یقین ہے کہ مجھے اس آخری صورت کے اختیار کرنے کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ میں اس ابتدائی اور تمہیدی عریضے کے ساتھ اعلیٰ خدمات میں توسیع مدت ملازمت کی نسبت ایک نوٹ پیش کرنے کی مسرت حاصل کر رہا ہوں۔ اور جناب کی اس پر عاجلانہ و ہمدردانہ توجہ کا متمنی ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

منسلکہ مکتوب گزشتہ

نوٹ

"عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام اور ملک میں تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کی طرف حکومت کی قابل تحسین توجہ کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اب ملک میں ہر ایک خدمت کی اہلیت رکھنے والے فرزندان کی ایک کافی تعداد تیار ہو گئی ہے دوسری طرف حیدرآباد کے نظم و نسق کی خرابیوں کا ایک فوری توجہ کے قابل پہلو یہ ہے کہ ہر ملازم سرکار اپنی مدت ملازمت کو ختم کرنے کے بعد

توسیع پانے کا متمنی رہتا ہے اور ایک قابل اعتراض عمل درآمد کے طور پر اس کو توسیع پانے میں کوئی مشکل ہی نہیں پیش آئی۔ عالی جناب کے کرسی صدارت عظمیٰ کو زینت بخشنے کے بعد میں نے پہلی فرصت میں جن امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کی ان میں اس وقت بھی پہلا مسئلہ یہی تھا۔ میں جناب کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس کی طرف توجہ کی اور کونسل کا ایک رزولیوشن حکومت کی پالیسی کے طور پر شائع ہوا کہ آئندہ مدت ملازمت میں توسیع نہ دی جائے گی لیکن خود اس رزولیوشن میں ایسی گنجایش رکھی گئی تھی جس سے حیدرآباد کے حالات کا اندازہ کرنے والوں نے پہچان لیا تھا اور میں نے اپنی تقریروں میں صاف طور پر اظہار کیا تھا کہ یہ رزولیوشن شرمندہ تعمیل نہ ہوگا۔ چنانچہ اس رزولیوشن کے بعد ہی ناظم صاحب علاج حیوانات، معتمد صاحب عدالت و کوتوالی، ناظم صاحب جنگلات، کوتوال صاحب بلدہ اور ناظم صاحب آثار قدیمہ کی توسیعات عمل میں آئیں اور بجز میر مجلس صاحب عدالت العالیہ کے کوئی ایسی مثال میرے علم میں نہیں ہے کہ مدت ملازمت کے ختم پر ان کو علیحدہ کیا گیا ہو۔ یہ استدلال کہ کسی شخص کا وجود اس محکمہ کے لیے ایسا لابدی ہے کہ اس کے بغیر کام کو جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ اصحاب فکر کے نزدیک کوئی وزن نہیں رکھتا اور خود قانون فطرت اس کے خلاف برہان قاطع ہے۔ جب کسی کی موت کی نسبت ضمانت نہیں لی جا سکتی اور دنیا کے مدبر ترین انسانوں کی موت دنیا کے کاروبار کو جاری رکھنے میں مانع نہیں ہو سکتی اور انبیائے کرام کا ذکر ہی کیا۔ ارسطاطالیس جیسے وزیر اعظم اور سکندر اعظم جیسے شہنشاہ سے

لے کر زمانہ حال کے مدبرین تک۔ کسی کی موت نے دنیا کی ترقی کو نہیں روکا تو یہ قیاس رائی کے برابر بھی وزن نہیں رکھتا کہ دکن کے کسی عہدہ دار کی علیحدگی سے ملک کی ترقی رک جائے گی۔

ان توسیعات کا لازمی نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ابنائے ملک کے جذبات خدمات ملک مرجھا رہے ہیں اور ایک عہدیدار کی علیحدگی کے سلسلہ میں تحت کی جائدادوں کے پُر کرنے میں جو رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے وہ تعلیم یافتہ بیروزگاری کو بڑھا رہی ہے اور جناب سے بڑھ کر اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے کہ تعلیم یافتہ بیروزگاری ہی ممالک میں انقلاب کا سب سے اہم عنصر ہوتی ہے۔

حیدرآباد کی سول لسٹ (CIVIL LAST) کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر ۵۲ فصلی تک تو اعلیٰ عہدہ داران محکمہ جات کی مدت ملازمت ختم ہوتی ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ معتمد صاحب عدالت کوتوالی و امور عامہ
۲۔ پرنسپل صاحب انجینئرنگ کالج
۳۔ ناظم صاحب علاج حیوانات
۴۔ ناظم صاحب طبابت یونانی
۵۔ ناظم صاحب جنگلات
۶۔ ناظم صاحب معدنیات
۷۔ ناظم صاحب آثار قدیمہ

۸۔ نائب ناظم صاحب طلبابت
۹۔ پرنسپل صاحب مدرسہ آرٹ وکرافٹ

ان میں سے اکثر ایسے ہیں جن کو ایک سے زیادہ مرتبہ توسیع حاصل ہو چکی ہے ملک کے بلا لحاظ مذہب وملت عام رجحان اور مجلس اتحاد المسلمین مملکت اسلامیہ آصفیہ و دیگر پبلک ادارہ جات کے مطالبات کی طرف جناب کی توجہ مبذول کراتے ہوئے میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ حکومت کی اس معینہ پالیسی پر کہ آئندہ کسی کو توسیع نہ دی جائے۔ سختی سے عمل کرنے کا محکمہ جات متعلقہ کو حکم دیں گے تاکہ ملک کی بے چینی رفع ہو اور موجودہ حکومت کا اعتماد رعایا کے دل میں بڑھے اور اقتدارات شاہی کو نقصان پہنچانے والی تحریکات کا مقابلہ کرنے میں ملک کے خیر خواہ اور ملک کے وفادار اداروں کو مدد ملے۔

آخر میں اس امر کی طرف بھی جناب کی توجہ مبذول کرانا ضروری تصور کرتا ہوں کہ جس کی مدت ملازمت ختم ہو اس کی جگہ کو پُر کرنے کا سوال بھی کچھ کم اہم نہیں ہوا کرتا۔ عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس محکمہ میں برسوں سے کام کرنے والے تربیت یافتہ اور تجربہ کار مددگاران کو نظر انداز کر کے دوسرے سررشتہ جات سے کسی اعلیٰ خدمت پر بعض خاص وجوہ کی بناء پر بعض خاص لوگوں کو نامزد کیا جاتا ہے جس سے اس سررشتہ کی خدمت کرنے والے بہترین افراد کی دل شکنی ہوتی ہے اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جناب کی ماہرانہ اور قابل نگرانی میں ملک کو آئندہ یہ شکایت بھی نہ ہوگی۔"

۴۔ اردی بہشت ۱۳۵۲ف
(مطابق ۹۔ مارچ ۱۹۴۳ء)

(۱۷۵)

مولانا جمال میاں صاحب
فرنگی محل۔ لکھنو
عزیز مکرم سلمکم اللہ۔

گرامی نامہ مورخہ ۲۳۔ فروری پہنچا۔ لیکن میرے مسلسل دوروں اور کثیر مشاغل کی وجہ سے آج میری نظر سے گزرا۔ جواب میں تاخیر کے لیے متاسف ہوں۔ جلسہ سیرت طیبہ میں شرکت ہی میرے لیے کیا کم سعادت ہے کہ آپ مجھ سے صدارت کی خواہش فرماتے ہیں۔ اگر آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دہلی کے عین بعد یہ جلسہ منعقد ہو تو میرے لیے باعث سہولت ہوگا۔ انشاء اللہ دہلی میں اس کی تفصیلات پر گفتگو ہوگی۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۶۔ اردی بہشت ۱۳۵۲ء
(مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۹۴۳ء)

(۱۷۶)

عالی جناب نواب سر احمد سعید خاں صاحب بہادر
صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی
جناب مکرم۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ

لاتور کی آتش بازی کے سلسلہ میں گزشتہ دوشنبہ کو میں نے جناب سے ملاقات کی تھی اور حسب ذیل امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔

۱۔ عہدہ داران مقامی کا تبادلہ

۲۔ کمیشن میں ایک رکن کا اضافہ
۳۔ عدالت ہائے مجاز میں جو مقدمات رجوع ہیں ان کا تا تصفیہ کمیشن التواء۔
۴۔ ٹیلیگراف آفس کی شکایت کہ دفتر پیشی کا موسومہ تار روک دیا گیا۔

مجھے افسوس ہے کہ میرے معروضات نمبر (۱) و (۲) پر کوئی توجہ نہ فرمائی گئی۔ اگر توجہ فرمائی جاتی تو مجھے یقین ہے کہ کمیشن کو صحیح نتائج پر پہنچنے میں زیادہ سہولت ہوتی۔ جناب سے ملاقات کے دوسرے دن میں خود لاتور گیا تھا اور پچاسوں آدمیوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ عہدہ داران متعلقہ نے ان کو کمیشن کے سامنے رجوع ہو کر حقیقت حال کا اظہار کرنے سے روکنے کی کوشش کی اور تخویف سے کام لیا۔ خود کمیشن کے سامنے اس قسم شکایت اور درخواستیں پیش ہوئی تھیں۔

بقیہ دو امور اب بھی جناب کی توجہ کے مستحق ہیں اور اس کی ضرورت ہے کہ رعایا کے جو افراد عدالتوں میں چالان کیے گئے ہیں ان کے مقدمات تا تصفیہ کمیشن ملتوی فرمائے جائیں تاکہ کمیشن کی رپورٹ سے حکومت صحیح راہ عمل متعین کر سکے۔ اس مکتوب کے ساتھ رعایائے لاتور کے تار موسومہ چیف سکریٹری پیشی مبارک کی نقل اور ٹیلیگراف آفس کے جواب کی نقل ملفوف ہے۔ اس کے اصل میرے پاس محفوظ ہیں۔ ان نقول کے ملاحظہ سے جناب پر واضح ہوگا کہ تار میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی۔ چاہے کتنا ہی قابل اعتراض تار ہو جب رعایا کی طرف سے اپنے مالک کی خدمت میں روانہ کیا جا رہا ہو تو اس کا

روک لیا جانا رعایا پر انتہائی ظلم اور داد خواہی کے دروازوں کو مسدود کر دینا ہے۔ میں جناب سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ مسئلہ کی تحقیقات فرما کر قرار واقعی انتظام فرمایا جائے تاکہ رعایا کو یہ یقین پیدا ہو کہ کم از کم اپنی فریاد اپنے مالک تک پہنچا سکتے ہیں۔ فقط

۱۴۔ خورداد ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۹۔ اپریل ۱۹۴۳ء)

(۱۷۷)

مولوی لیاقت اللہ صاحب قریشی
جج ہائیکورٹ۔ لشکر۔ گوالیار

مکرمی۔

آپ کا مکتوب مورخہ ۱۸۔ مئی مسلسل سفر کی وجہ سے میری نظر سے آج گزرا۔ آپ نے اس مکتوب میں ہجرت کا عزم مصمم ظاہر فرمایا ہے اس لیے اب میں انصاری بننے کے لیے تیار ہوں اور میرے گھر کے دروازے ہر وقت آپ کے لیے کھلے ہیں۔ یقیناً آپ کی نگاہ سے مہاجرین کی مشکلات پوشیدہ نہ ہوگی۔ انشاء اللہ میری طرف سے بھی انصار کی مہمان نوازی و دستگیری کا پورا مظاہرہ ہوگا۔

کرم نماو فرود آ کہ خانہ خانہ تست۔

۹۔ امرداد ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۵۔ جون ۱۹۴۳ء)

(۱۷۸)

چودھری خلیق الزماں صاحب

لکھنو۔

چودھری صاحب مخدوم و محترم

ایک طویل دورے سے ۱۰۔ جون کو پھر واپس آیا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا۔ بیماری ہی کی حالت میں تین دن کے لیے کریم نگر جانا پڑا۔ آج بھی بستر پر لیٹے لیٹے اپنی ڈاک دیکھ رہا ہوں۔ گرامی نامہ مورخہ ۲۔ جون نے ممنون کیا۔ یاد فرمائی کا شکریہ قبول فرمایئے۔ سر آنکھوں سے آتا۔ آپنے یاد فرمایا اور میلاد مبارک کی مقدس مجلس کے لیے یاد فرمایا۔ اس سے بڑھ کر میرے لیے کیا سعادت ہوسکتی ہے لیکن افسوس کہ یہاں کے حالات اتنی دور جانے کی اجازت نہیں دیتے عجیب کش مکش میں مبتلا ہوں۔ دہلی میں موقعہ نہیں ملا کہ تفصیل سے گفتگو کرتا۔ اگر کہیں ملوں گا تو اپنی پوری داستان سناؤں گا۔ جی تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے حیدرآباد چھوڑ دوں۔ لیکن ہمت کہتی ہے کہ ہمیں میدان تیرے کام کرنے کا ہے۔ سفر کی صعوبتوں سے قطعاً نہیں گھبراتا اور اب شرط اول کا سوال باقی نہ رہا جب کہ مجنوں بنے مدتیں گزر گئیں۔ بہرحال اس دفعہ معاف فرمادیجیے پھر کبھی حاضر ہوکر اہل لکھنو کے اشتیاق سماعت کی تکمیل کردوں گا۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۹۔ امرداد ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۵۔ جون ۱۹۴۳ء)

(۱۷۹)

مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

مولوی محلہ بدایون

مکرمی گرامی نامہ مورخہ ۱۶۔ جون پہنچا۔ چار روز قبل ایک عریضہ گزران چکا ہوں۔ پنجاب سے کشمیر کے پروگرام کا حوالہ دے کر مسلسل خطوط آرہے ہیں لیکن خود کشمیر سے ابھی تک یہ اطلاع نہ ملی کہ وہاں کونسی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ کشمیر جانے کا انحصار ان تاریخوں میں میری حیدرآباد سے فراغت پر ہے۔ اگر کشمیر گیا تو جالندھر ضرور ٹھہروں گا۔ آپ کے حسب ارشاد عبدالغنی صاحب کو بھی خط لکھ رہا ہوں۔ باقی حالات خیریت سے ہیں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ سن رہا ہوں کہ بتقریب سالگرہ مبارک یکم رجب کو میرے جاگیرات و اعزازات دوبارہ عطا کیے جانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ پھر یہ طوق اپنے گلے میں ڈال لوں یا نہیں۔ دعا فرمائیے کہ خدا سیدھا راستہ دکھائے اور اس پر ثابت قدم رکھے۔ فقط

۱۴۔ امرداد ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۰۔ جون ۱۹۴۳ء)

(۱۸۰)

قائداعظم مسٹر محمد علی جناح

دہلی

قائداعظم

آپ کا خط مورخہ ۲۰۔ جون پہنچا۔ میں خود آپ کو یہاں کے حالات سے اطلاع دینے والا تھا۔ میری دہلی سے واپسی کے بعد حکومت اور اعلیٰ حضرت اس امر پر غور کرتے رہے کہ میری تقریروں پر جو پابندی عائد کی گئی تھی اس کو برخواست کر کے میرے جاگیرات اور اعزازات مجھے واپس کر دیئے جائیں۔ اب بھی یہ خبر گرم ہے کہ یکم رجب کو اپنی سالگرہ کی تقریب میں ایسا کیا جائے گا۔ میں نے چونکہ ان امور سے اب کوئی دلچسپی نہیں رکھی ہے اس لیے تفصیلات معلوم نہ کر سکا۔ بہر حال مجھ پر ابھی تک BAN ہے۔ دہلی میں مجھے جو اجازت ملی تھی۔ اس ٹیلیگرام کے الفاظ آپ کی دوبارہ غور کے لیے ذیل میں درج کر رہا ہوں۔

"H.E.H. THINKS NO SIGNS OF ANY MODIFICATION IN THE FIRMAN ISSUED (STOP) BUT SINCE YOU HAVE RENOUNCED ALL HONOURS ON YOUR OWN ACCORD NOW YOU HAVE BECOME A FREE MAN TO DO AS YOU WISH"

اسی کو ملاحظہ فرما کر آپ نے مجھے لیگ کے اجلاس میں تقریر کی اجازت دی تھی۔ اگر اب بھی آپ کا یہ خیال ہو کہ اس ٹیلیگرام کی روشنی میں تقریر کر سکتا ہوں تو آپ یہاں حکم دیں مجھے حاضر ہونے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

براہ کرم مطلع فرمایئے کہ آپ کشمیر کو کب تشریف لے جا رہے ہیں کیونکہ کشمیر کے مسلمانوں کا بھی تقاضا ہے کہ میں آپ کی معیت میں ان کے جلسوں میں شرکت

کروں میرے لیے باعث مسرت ہوتا اگر ایبٹ آباد کا جلسہ بھی کشمیر کے جلسوں سے کچھ قبل یا کچھ بعد رکھ دیا جاتا۔ فقط

۲۴۔ امرداد ۱۳۵۲ف

(مطابق ۳۔ جون ۱۹۴۳ء)

(۱۸۱)

سردار اورنگ زیب خاں صاحب

پشاور

سردار صاحب مکرم و محترم

گرامی نامہ مورخہ ۲۶۔ جون مجھے آج ۷۔ جولائی کو ملا۔ رجسٹرڈ خط کے پہنچنے میں اتنی تاخیر کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ جب آپ نے وزارت سرحد پر قبضہ کیا ہے تو میں حیدر آباد کے ایک ضلع ناندیڑ کے دورے پر تھا اور وہیں سے میں نے آپ کو مبارک باد کا تار دیا تھا پہنچا ہوگا۔ اب آپ صحیح معنی میں شیر سرحد ہیں اور میں قابل ہوں کہ شیر سرحد زندہ باد اور سرحد میں لیگ وزارت پائندہ باد کہہ سکوں۔ انتخابات سرحد میں آپ کی امداد میرا فرض ہے اور آپ اگر نہ بھی بلاتے تو خود حاضر ہوتا۔ ایبٹ آباد کی کانفرنس میں شرکت کے لیے قائداعظم نے بھی لکھا تھا میں نے ان کو جواب میں حیدر آباد کے تازہ حالات سے اطلاع دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیرون ملک تقریر کرنے پر جو امتناع حضرت جلالت الملک کے فرمان سے مجھ پر عائد کیا گیا وہ اب تک باقی ہے۔ دہلی میں میں نے جو تقریریں کیں وہ ان کے اس تار کی بناء پر کی تھیں جو ذیل

میں درج ہے۔

"H.E.H. THE THINKS NO SIGNS OF ANY MODIFICATION IN THE FIRMAN ISSUED (STOP) BUT SINCE YOU HAVE RENOUNCED ALL HONOURS ON YOUR ON YOUR OWN ACCORD NOW YOU HAVE BECOME A FREE MAN TO DO AS YOU WISH"

قائداعظم نے اس تار کو ملاحظہ فرما کر مجھے تقریر کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔ اب جب کہ انھوں نے ایبٹ آباد جانے کے لیے حکم دیا تو ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ بیشک میں نہیں جانتا کہ تم اس امتناع کی موجودگی جو تم پر عائد کیا گیا ہے ایسا کر سکتے ہو یا نہیں۔ اب میں نے حالات سے مطلع کر کے ان ہی سے دریافت کیا ہے کہ مجھے ایسا کرنا چاہیے یا نہیں۔ میں بہرحال اور بلا اندیشۂ فردا ان کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ مناسب ہوگا کہ آپ فوراً ان کو ایک خط بھی لکھیں اور تفصیلی تار بھی دیں اور ان سے خواہش بھی فرمائیں کہ وہ تار کے ذریعہ مجھے اس کی اجازت دے دیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حضور کی طرف سے مذکور الصدر تار پہنچنے سے قبل انھوں نے مجھے خلاف ورزی احکام سے منع کر دیا تھا۔ بہرحال میں ان کی اجازت کے ٹیلیگرام کا منتظر رہوں گا۔ اگر آپ ان سے یہ خواہش بھی فرمائیں کہ وہ سرحد کی خاص حالت کے مدنظر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ایک تار دے دیں یا خط لکھ دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

اگر قائدِ اعظم کی طرف سے مجھے اجازت مل جائے تو میں آپ کو ۳۰۔ جولائی سے ۶۔ اگست تک پورا ایک ہفتہ دے سکتا ہوں اور اس ایک ہفتہ میں ع بہر رنگے کہ می رقصانیم اے یار می رقصم

انشاء اللہ میں ۲۶۔ جولائی کو یہاں سے روانہ ہو کر ۲۹۔ جولائی کی شب کو دس بجے پنجاب میل یا فرنٹیر میل سے پشاور پہنچوں گا۔

آخر میں ایک چھوٹی سی شکایت کہ لیگ کی ہائی کمانڈ کے ایک رکن اور لیگی وزارت کے ایک صدر اعظم کا خط ایک اردو کے خادم کی طرف انگریزی میں آنا اردو زبان کی ایسی توہین ہے جس کا دعویٰ آپ ہی کے اجلاس پر پیش ہونا چاہیے۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۳۱۔ امرداد ۱۳۵۲ف

مطابق ۷۔ جولائی ۱۹۴۳ء

(۱۸۲)

محمود الحسن صاحب صدیقی

ناگپور

مکرمی۔ ابھی یہ خط ڈاک میں ڈالا نہیں گیا تھا کہ آپ کا تار پہنچا جس سے معلوم ہوا کہ کشمیر کی تاریخیں ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ اگست کو معین ہو چکی ہیں۔ میں اس تبدیلی کو زیادہ پسند کرتا اگر اس تار کے ساتھ سردار اورنگ خاں وزیر اعظم صوبہ سرحد کا ایک خط نہ آتا جس میں انھوں نے

سرحدی انتخابات کی مہم میں امداد کی خواہش کی ہے۔ ان کے انتخابات ۶۔ اور ۷۔ اگسٹ کو ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ ۶۔ اگسٹ سے ۱۳۔ اگسٹ تک بے کار رہوں گا۔ بہر حال میں ان دنوں میں کشمیر کی سیر سے تازہ دم ہونے کی کوشش کروں گا۔ باقی تفصیل انشاءاللہ ۲۷۔ جولائی کو ناگپور اسٹیشن پر بالمشافہ کہی جائے گی۔ کشمیر میں جو صاحب انتظامات کے ذمہ دار ہیں ان کے پتہ سے مطلع فرمایئے تاکہ حیدرآباد سے کشمیر کے پروگرام کی نسبت ان سے راست مراسلت کرسکوں۔ ان کو اس سے مطلع کردیجیے کہ میں ۶۔ سے ۱۳۔ تک وہاں مختلف مقامات کی سیر کروں گا۔ ایک بات اور آپ کی توجہ کے قابل ہے کہ اگر قائداعظم کشمیر جارہے ہیں تو بیشک کانفرنس کی صدارت وہی کریں گے لیکن اگر وہ کشمیر نہیں جارہے ہیں تو میری موجودگی میں کسی کو کانفرنس کی صدارت کا حق نہیں پہنچتا۔ یہ اس لیے لکھا کہ انھوں نے میرے نام سے اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جلسہ کی صدارت کا اعلان کیا ہے۔ اس صدارت کو میں دونوں صورتوں میں قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ البتہ میں دونوں کانفرنسوں میں شریک رہوں گا۔ ان امور کی نسبت ان کو ہدایت کردیجیے۔ فقط

۳۱۔ امرداد ۱۳۵۲ف

(مطابق ۷۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۸۳)

مولوی سید محمد اعظم صاحب
ناظم تعلیمات۔ حیدرآباد

مکرمی۔ گلبرگہ انٹرمیڈیٹ کالج کے پرنسپل مولوی ذوالفقار علی حقانی نے ایک سے زیادہ طالب علموں کو محض اس بناء پر اپنے کالج میں شریک کرنے سے انکار کر دیا کہ انھوں نے کسی زمانے میں مجلس اتحاد المسلمین کی مقامی تحریکات میں حصہ لیا تھا اس کی تازہ ترین مثال کے طور پر ان کے ایک مراسلہ کی نقل رشتہ دوز ہے۔ میں ابتدا سے یہ مسلک رکھتا ہوں اور آج بھی اسی پر قائم ہوں اور ہمیشہ طلبا کو اس کی تلقین کرتا رہتا ہوں اور اپنے کارکنوں کو ہدایت کرتا رہتا ہوں کہ طلبا دوران تعلیم میں عملی سیاست سے الگ رہیں اور الگ رکھے جائیں۔ اس کے باوجود ممکن ہے اس زمانے میں جب کہ حیدرآباد میں آریہ سماجی ستیہ گرہ جاری تھی اور بندے ماترم کا فتنہ یونیورسٹی اور بلدہ کی تمام درسگاہوں کی فضا کو مکدر کر رہا تھا۔ بعض مسلم طلبا نے بھی وقتی جوش کے تحت ممکن ہے مقامی عملی سیاست میں حصہ لیا ہو لیکن اب وہ نہ صرف اس سے الگ ہیں بلکہ جن طلبا کو حقانی صاحب نے جواب دے دیا ہے ان کے اولیاء نے تحریری حقانی صاحب کو یقین دلایا ہے کہ وہ آئندہ بھی جب تک متعلمانہ زندگی بسر کر رہے ہیں کسی سیاسی جدوجہد میں حصہ لیں گے اور نہ کالج کے ڈسپلن کی پابندی کریں گے۔ اس کے باوجود ان کو یہ جواب دیا جانا جو منسلکہ مراسلہ سے ظاہر ہوتا ہے قابل غور ہے۔ خصوصاً اس حقیقت کے مدنظر کہ یونیورسٹی کے جو طلبا بندے ماترم کی تحریک کے سلسلہ میں یونیورسٹی چھوڑ کر چلے گئے تھے اور درسگاہ کے ڈسپلن کو ٹھکرا دیا تھا۔ ان کو نہ صرف بہ کوشش یونیورسٹی واپس لایا گیا بلکہ ان کے ساتھ غیر معمولی رعایتیں کی گئیں۔ آج بھی میں ایسے سینکڑوں ہندو طلبا کے نام

گنا سکتا ہوں اور جو کمیونزم کی متحریم میں اور دوسری فرقہ وارانہ سیاسی تحریکات میں عملاً حصہ لے رہے ہیں لیکن ان سے کوئی باز پرس نہیں کی جارہی ہے۔ اس سے میرا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ان واقعات کو نظیراً پیش کر کے میں مسلم طلبا کے لیے عملی سیاسیات میں حصہ لینے کا جواز پیدا کروں۔ میں صرف جناب سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مجلس اتحاد المسلمین میں جن طلبا نے کبھی حصہ لیا تھا ان ہی کے ساتھ یہ سارے قیود برتے جارہے ہیں اور کیا ان کے اولیا کے تحریری اقرار کے بعد بھی کہ وہ آئندہ ان تحریکات سے الگ رہیں گے۔ ان پر ہماری درس گاہوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سررشتہ تعلیمات کی عمومی پالیسی نہیں اور میرا یہ یقین اگر صحیح ہے تو میں متوقع ہوں کہ حقانی صاحب کو اپنے طرز عمل کی اصلاح پر سختی سے متوجہ کیا جائے اور اگر مسلم طلبا کی بدقسمتی سے سررشتہ تعلیمات کی یہ عمومی پالیسی ہے تو مجھے اس سے ازراہ کرم مطلع فرمایا جائے تاکہ میں اس کے تصفیہ کے لیے حکومت کی طرف رجوع کروں۔

۴۔ شہریور ۱۹۵۲ء

(مطابق ۱۱۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۸۴)

ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب

دہلی۔

ڈاکٹر صاحب مکرم و محترم

گرامی نامہ پہنچا۔ بنیادی قومی تعلیم کی رپورٹ اور آپ کا محبت نامہ

میرے سامنے ہے۔ انشاء اللہ اس رپورٹ کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے بعد اپنے خیالات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ مجھے زیادہ سہولت ہوتی اگر اس کا اردو ترجمہ بھی مجھے مل جاتا۔ ۲۶۔ جولائی کو حیدر کے دورہ پر جانے کا قصد کر رہا ہوں۔ وہاں سے کشمیر بھی جاؤں گا اور خواجہ غلام السیدین صاحب سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ لوٹتے ہوئے دہلی میں دو روزہ قیام کا قصد ہے اور وہی زیادہ بہتر موقعہ ہوگا کہ چند گھنٹے آپ کے ساتھ جامعہ میں گزاروں اور اس مسئلہ پر گفتگو کروں۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۵۔ شہریور ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۲۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۸۵)

مولوی سید عبدالعزیز صاحب
ویسٹ فورڈ۔ کنانور
مکرمی۔

میں اس پورے عرصہ میں آپ کی خدمت میں کوئی خط روانہ نہ کر سکا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح آپ کی خیریت مزاج سے باخبر رہا۔ غالب نے شاید میری ہی طرف سے کہا تھا۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

کل آپ کا خط پاکر دیر تک میں اپنے خیالات کو متوازن نہ کرسکا۔ آج سے پانچ مہینے پہلے ہی مجھے اندیشہ تھا کہ آپ یہی کریں گے اور اسی لیے میں نے آپ سے وعدہ لیا تھا کہ اس قسم کا قدم اٹھانے سے قبل مجھے اظہار رائے کا موقع دیں۔ سید صاحب آپ اندازہ نہیں کرسکتے کہ اس نازک زمانے میں آپکا وجود حیدرآباد کیلیے کس قدر ضروری تھا۔ گو اس عرصہ مدت میں ایک سے زیادہ مرتبہ میری اور آپ کی رائے میں اختلاف ہوا ہے۔ لیکن آپکے اخلاص، مسلمانوں کی بہی خواہی کے جذبے اور تاجدار دکن سے وفاداری نے ہر مہینہ میرے قلب کو آپ سے قریب تر کیا۔ چاہے اپنی اور اپنے وطن کی غرض ہی کے تحت سہی۔ لیکن تنہائی میں ایک سے زیادہ مرتبہ میں نے آپ کی صحت و بقا کے لیے دعائیں کی ہیں آپ کے اس خط نے ان سب امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ جب آپ ۲۳۔ تاریخ حیدرآباد تشریف لا رہے تھے تو مناسب ہوتا کہ یہاں آنے تک آپ اس معروضہ کی پیشکشی کو ملتوی رکھتے اس معروضہ کے مضمرات پس منظر اور آپ کی مجبوریوں سے جن کی بناء پر آپنے یہ معروضہ دیا۔ پوری طرح سے واقف نہ ہونے کے باوجود اس کا کچھ اندازہ کرسکتا ہوں۔ جن وجوہ نے آپ کو استعفیٰ پر مجبور کیا ان ہی وجوہ کی بناء پر میں حیدرآباد میں آپ کی ضرورت کو محسوس کر رہا ہوں۔ بہرحال اب جب کہ آپنے استعفیٰ دے دیا۔ میری آخری خواہش یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اگر کوئی مزید مراسلت ہو تو اس کے جواب کو آپ اپنے حیدرآباد آنے اور اپنے مخلصین سے مشورہ کرنے تک ملتوی رکھیں۔ اس عرصہ میں آپنے یقیناً حیدرآباد سے واقف رہنے کی کوشش کی ہوگی۔ لیکن

پھر بھی بہت سی باتیں ہیں جن کو آپ یہیں آکر معلوم کر سکیں گے۔ اللہ آپ کو جلد صحت کامل عطا کرے اور مسلمانانِ ہند کی خدمت کے لیے زندہ رکھے۔ فقط

۶۔ شہریور ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۳۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۸۶)

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

دار المصنفین۔ اعظم گڑھ۔

دار العلوم ندوۃ العلماء کے متعلق بعض رسالے اور اخبارات کے تراشے لکھنؤ سے موصول ہوئے۔ اور اس خلفشار کی حقیقت کے متعلق جناب کا اعلامیہ نظر سے گزرا۔ بُعد مسافت کے باعث مجھے دار العلوم کے کاروبار میں عملاً حصہ لینے کی سعادت حاصل نہیں رہی لیکن میری ہمدردیاں دار العلوم کے ساتھ کسی اور بہی خواہ سے کم نہیں جناب کے اعلامیہ کو میں نے غور سے پڑھا لیکن اس سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ اس لیے اس اجمال کی تفصیل کا ملتجی ہوں۔ از راہِ کرم دفتر کو ہدایت فرمایئے کہ طلبا کی طرف سے جو پمفلٹ شائع ہوا ہے اس کے متعلق اگر کوئی تفصیلی رپورٹ تیار ہوئی ہو تو میرے یہاں روانہ کر کے مجھے ممنونیت کا موقع دیں۔ امید کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے فقط

۶۔ شہریور ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۳۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۸۷)

نواب فخر نواز جنگ بہادر
مددگار ناظم صنعت و حرفت
مکرمی۔

میں نے آپ سے ٹیلیفون پر قصبہ مدکھیڑ ضلع ناندیڑ میں ایک دستی پارچہ بافی کے کارخانے کی نسبت گفتگو کی تھی۔ حامل ہذا بروی چند صاحب اسی قصبہ کے ایک ساہو ہیں اور مذکور الصدر کارخانہ قائم کرنا چاہتے ہیں از راہ کرم ان کی درخواست جلد منظور فرما کر مجھے ممنون فرمایئے۔ مجھے یقین ہے کہ کپڑے کی قلت و گرانی کے اس زمانے میں اس کارخانے کا قیام کم از کم ضلع ناندیڑ کے لیے ایک اچھا شگون ثابت ہوگا۔ یہ اپنے کارخانے میں ایک سودستی ماگہہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس موقعہ پر جو سب سے اہم سوال پیدا ہوتا ہے وہ سوت کی فراہمی کا ہے۔ لیکن ان کا قصد ہے کہ کارخانوں سے سوت حاصل کرنے کی بجائے قصبہ کی بیواؤں سے سوت کتوا کر اسی سے کپڑا تیار کریں اس مسئلہ کی طرف میں آپ کی فوری توجہ کا متمنی ہوں۔ فقط

۸۔ شہریور ۱۳۵۲ف
(مطابق ۱۵۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۸۸)

قاضی محمد عبدالغفار صاحب
ایڈیٹر "پیام"

جناب مکرم ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ

آج مجھ سے جناب مولوی فدا حسین صاحب وامق بدایونی نے ملاقات کی اور آپ سے انکی گزشتہ ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ایک بات ایسی کہی جس کے آپ جیسے ذمہ دار آدمی کی جانب سے منسوب کیے جانے کی میں کبھی بھی توقع نہ کر سکتا تھا۔ وہ بات یہ تھی کہ آپ نے ان سے فرمایا کہ "مجلس کے حسابات میں پچاس ہزار روپیہ یا پچیس ہزار روپیہ غبن ہوا ہے اور مجلس نے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی"۔ میں ایسے ادارہ کے متعلق جس کی صدارت کی ذمہ داری مجھ پر رکھی گئی ہے۔ اس قسم کے الزام کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ ازراہ کرم آپ کوئی دن مقرر فرما کر مجلس کے دفتر میں زحمت فرمائیں اور مجلس کے سارے حسابات کی خود جانچ کریں۔ آپ کے مجلسی کارکن نہ ہونے کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ آپ پر یہ امر واضح ہو جائے کہ آپ جن افواہوں کو مجلس کی مخالفت کی بنیاد قرار دے رہے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے۔ میں آپ کے جواب اور تاریخ کی اطلاع کا منتظر رہوں گا۔

وامق صاحب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو مجھ سے یہ شکایت ہے کہ میں نے اپنی کسی تقریر میں آپ کو "حرام زادہ اور شیطان کا بچہ" کہا۔ میں کسی شریف آدمی سے یہ توقع نہیں کرتا کہ اس کی زبان سے اپنے بدترین دشمن کے لیے بھی ایسے الفاظ نکل سکتے ہیں مجھے ان سے معلوم ہوا کہ آپ نے خفیہ پولیس کی رپورٹ منگوا کر بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ کیا آپ مہربانی فرما کر مجھے ان رپورٹوں

کی ایک نقل اور اپنی معلومات کے ذرائع سے مطلع فرمائیں گے۔

احقر العباد

۱۱۔ شہریور ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۸۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۸۹)

بخدمت شریف جناب لفٹننٹ کرنل نواب سر احمد سعید صاحب آف چھتاری

صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی

جناب مکرم۔

مملکتی مجلس عاملہ اتحاد المسلمین کے اجلاس منعقدہ ۹۔ شہریور ۱۳۵۲ف کی ایک قرار داد کی نقل آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجلس عاملہ نے اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور کیا۔ میں چونکہ مجلس کے اس رجحان کا پہلے سے اندازہ کر رہا تھا۔ اسی لیے میں نے ۳۱۔ امرداد ۱۳۵۲ف کو آپ سے ملاقات کر کے اس امر کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی اور چونکہ مجلس عاملہ کا اجلاس ۶۔ شہریور کو منعقد ہونے والا تھا۔ اس لیے ۷۔ شہریور کو میں نے مولوی صغیر احمد صاحب کے ذریعہ یاد دہانی کی ضرورت محسوس کی مجھے افسوس ہے کہ میری یہ سعی مشکور نہیں ہوئی۔ جناب خود ملاحظہ کے بعد محسوس فرمائیں گے کہ مجلس عاملہ اس طرز عمل کے اختیار کرنے میں حق بجانب ہے

میں آج سے قبل اپنے اکثر مکاتیب میں اس امر کا اظہار کر چکا ہوں اور آج پھر اس کو دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجلس کے نزدیک اعلیٰ حضرت بندگان عالی کے اقتدارات شاہی کے تحفظ اور ذمہ دارانہ حکومت کے مطالبہ کو روکنے کی صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی مشترکہ کوشش سے موجودہ حکومت کو ایک اچھی حکومت بنائیں اور علاء رعایا پر ثابت کریں کہ ایک بادشاہی نظام میں بھی رعایا کی جان مال اور عزت اس طرح ایک اچھے جمہوری نظام میں ہو سکتی ہے اور ہماری موجودہ حکومت بھی بے جا پارٹیوں سے پاک بنائی جا سکتی ہے۔ اسی بناء پر مجلس نے آج تک حکومت کے ساتھ میرا پورا تعاون اور اشتراک عمل کیا۔ لیکن دوران تحقیقات کمیشن میں دوم تعلقدار لاتور کی ترقی نے مجلس کو موجودہ حکومت کی طرف سے بالکل مایوس کر دیا ہے اور یہ قرارداد اسی مایوسی کا نتیجہ ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ جناب کی حکومت رعایا کے صحیح جذبات کو محسوس کرے اور تلافی مافات میں پوری اخلاقی جرأت کا ثبوت دے۔ میں دس روز تک اس قرارداد کو اسی توقع کی بناء پر اشاعت کے لیے جاری نہیں کر رہا ہوں اور آخر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجلس کا یہ سارا طرز عمل تعمیر کے لیے ہے تخریب کے لیے نہیں۔

۱۱۔ شہریور ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۸۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۹۹)

ہز ہولینس ملا طاہر سیف الدین صاحب

بمبئی

جناب مکرم و محترم

میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میرے سابقہ عریضہ پر توجہ فرما کر حیدرآباد کے عامل صاحب جماعت داؤدیہ کو خریدی جائداد میں مجلس اتحاد المسلمین کی اعانت کا حکم دیا۔ اگر انھوں نے یا جماعت کے دوسرے افراد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی تو ان کی اس بے توجہی سے میرے اس تشکر میں کوئی فرق نہیں پیدا ہو سکتا۔ انشاءاللہ کبھی بمبئی حاضر ہوں گا تو شرف نیاز حاصل کروں گا۔ امید کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۶۔ شہریور ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۳۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۹۱)

میاں بشیر احمد صاحب

مومن ولا۔ رام منشی باغ سرینگر

مکرمی۔

آپ کا مضمون "وہ رات" پڑھنے کے بعد میں نے ایک عریضہ روانہ کیا تھا۔ آپ کا گرامی نامہ میری تقریروں کے مجموعہ کی تلاش میں میری میز پر رکھا رہا۔ یہاں تک کہ دوسرا عنایت نامہ ہمدست ہوا۔ حیدرآباد کے بحران سیاسی کے دوران میں ریاست کی مخصوص سیاست پر میں نے جو تقریریں کیں وہ جمع کر کے شائع کر دی گئی ہیں۔ اچھے کاغذ پر چھپا ہوا کوئی

نسخہ نہ مل سکا۔ جو ملا وہ حاضر کر رہا ہوں۔ اس کے مطالعہ سے آپ یقیناً کوئی لطف نہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ اول تو جن مسائل پر گفتگو کی گئی ہے وہ آپ کی سیاست سے دور کا تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے بجز ایک یا دو خطبہ ہائے صدارت کے جو میں نے لکھ کر پڑھے تھے۔ باقی سب میری فی البدیہہ تقریریں ہیں جن کا صحیح طور پر یا کم از کم اسی زور بیان کے ساتھ مرتب کرنا کاتبوں کے لیے مشکل تھا تاہم اگر آپ نے اپنے بیکار اوقات میں کبھی ان پر نظر ڈالی تو شاید حیدرآباد کی سیاست اور میرا نکتہ نظر ان سے واضح ہو سکے۔ اس مجموعہ کی بعض تقریروں کے عنوان سے ان پر مذہبی یا دینی ہونے کا گمان کیا جا سکتا ہے لیکن وہ ایسی تلمیحات سے پُر ہیں جن کا کسی نہ کسی طرح حیدرآباد کی سیاست سے تعلق ہے۔

اگست میں کشمیر کا قصد کر رہا ہوں۔ صوبہ سرحد سے سردار اورنگ زیب خاں صاحب کا شدید تقاضہ ہے کہ ان کے انتخابات کی مہم میں مدد کروں۔ قائداعظم نے بھی اولاً ان کی سفارش فرمائی جس سے یہ قصد مصمم ہو گیا تھا لیکن ابھی حال میں قائداعظم کا ایک اور گرامی نامہ وصول ہوا جس کے ذریعہ انھوں نے مجھے سرحد جانے سے روک دیا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ میرے اور اعلیٰ حضرت خسرو دکن یا حکومت حیدرآباد کے تعلقات زیادہ ناگوار ہوں۔ لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ صلاحیت رکھنے کے باوجود اس وقت سرحد میں لیگ کی امداد نہ کروں۔ ابھی عالم تذبذب میں ہوں اور قائداعظم کو بھی لکھا ہے۔ اگر ان کی اجازت آ گئی تو فوراً روانہ ہو جاؤں گا اور انشاء اللہ کشمیر میں آپ سے ملاقات ہو گی میری اور میری رفیقہ حیات کی طرف سے بیگم صاحبہ کی خدمت میں سلام و نیاز پیش فرمائیے۔ امید کہ آپ

سب وہاں خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۰۔ شہریور ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۷۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۹۲)

مولوی عبدالرؤف شاہ صاحب (صدر پراونشل مسلم لیگ۔ سی۔ پی)

۱۳۔ اسٹارٹاؤن۔ ناگپور

مکرمی۔ گرامی نامہ پہنچا۔ تشکیل وزارت کی کوششوں کا حال اخبار میں پڑھتا رہا ہوں۔ خان صاحب کے خط میں بھی اس کی کوئی تفصیل نہ تھی۔ میری ذاتی رائے ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ گرانی اور قلت اشیاء ایجاد نے ہر طرف عوام کو پریشان کر رکھا ہے۔ خصوصاً ان صوبہ جات میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں قیام وزارت کی کوشش مفید کے بجائے مضر ہوگی۔

سرحد جانے کے لیے سردار اورنگ زیب خان صاحب کے خطوط اور تاروں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ قائداعظم نے بھی ابتداً ان کی سفارش کرتے حیدرآباد کے حالات دریافت فرمائے تھے اور اب ان کی طرف سے حسب ذیل جواب وصول ہوا ہے۔

"I HAVE READ YOUR LETTER VERY CAREFULLY AND I HAVE TO THE CONCLUSION THAT I AM NOT PREPARED TO TAKE THE RESPONSILITY OF ASKING YOU TO GO TO N.W.F.P

FOR THE PURPOSE MENTIONED IN MY LETTER BECAUSE I DO NOT WISH THAT THERE SHOULD BE ANY SERIOUS CONFLICT BETWEEN YOU AND H.E.H "

میرا اپنا دل چاہتا ہے کہ میں لیگ کے اس اہم مقابلہ میں شرکت کروں اور ان کو دوبارہ توجہ دلائی تھی لیکن رات ان پر بزدلانہ حملہ کی اطلاع پڑھ کر ہوش و حواس گم ہیں اور آج بمبئی جانے کا قصد کر رہا ہوں کہ ایک نظر دیکھ کر اپنے قلب کو تسلی دوں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ بچ گئے۔ اب میرے سرحد جانے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

خاں صاحب کے معاملہ کو میں نے کبھی فراموش نہیں کیا لیکن حالات ایسے پیچیدہ ہیں کہ ان کو سلجھا نہیں سکا رہا ہوں۔ آپ دعا فرمائیے۔ میں کوشش کروں گا۔

یوسف شریف صاحب کی کانگریس سے علیحدگی کا بیان یہاں کے اخبارات میں بھی چھپا تھا۔ ان کی ہائی کورٹ ججی کے توقعات کا تو مجھے علم نہ تھا۔ میں نے اس بیان سے جو نتیجہ نکالا وہ یہی تھا کہ زیر تجویز وزارت میں آنے کی ایک بھونڈی کوشش وہ کر رہے ہیں۔

آپ نے قاضی وحید الدین صاحب کے صاحبزادے کا ذکر فرمایا ہے مجھے اتنا تو یاد ہے کہ اس عرصہ میں برار کے کئی طلبا کے لیے میں نے وظائف تعلیمی کی کوشش کی ہے۔ ممکن ہے ان میں وہ بھی ہوں۔ نتائج سے میں

لاعلم ہوں۔ اللہ آپ کو بخیر و عافیت رکھے۔ اگر قائداعظم کو صحت کامل ہوگئی اور انشاء اللہ جلد ہو جائے گی تو آپ سے کونسل کے اجلاس دہلی میں ملوں گا۔ فقط

۲۰۔ شہریور ۱۳۵۲ف
(مطابق ۲۷۔ جولائی ۱۹۴۳ء)

(۱۹۳)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری
صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی
نواب صاحب مخدوم و محترم

خدا نے آپ کو ایسے مقام پر پہنچایا ہے کہ مجھ جیسے خدمت گزاران ملت کو آپ سے شکایت کے اکثر مواقع پیدا ہو سکتے ہیں لیکن اس دفعہ مجھے آپ سے جو شکایت ہے ویسی اس سے پہلے کبھی نہیں پیدا ہوئی تھی حیدرآباد کا دریائے بذل و نوال جہاں بعض اچھی کھیتیوں کو سیراب کر رہا ہے وہیں ہزاروں بنجر زمینیں اسکی وجہ سے دلدل بنی ہوئی ہیں۔ مجھے ہمیشہ اس کا خیال رہا کہ حیدرآباد کے خزانے کی ایک پائی بھی غلط مقام پر صرف نہ ہو اور شاید میں نے اپنی عمر میں پہلی مرتبہ صدر حکومت سرکار عالی سے وزیر مالیہ کی موجودگی میں ایک ایسے شخص کی مستقل امداد کے لیے درخواست کی تھی جس کو میں اپنے ضمیر کی شہادت کے ساتھ اس امداد کا سب سے زیادہ مستحق سمجھتا تھا اور جناب نے اور محترم صدر المہام بہادر فینانس نے

میری گزارش اور نواب علی یاور جنگ بہادر معتمد امور دستوری کی تائید کو نہ صرف پسند فرمایا تھا بلکہ اس کا وعدہ فرمایا تھا کہ خان صاحب عبدالرحمن خاں کی دیرینہ خدمات اور حیدرآباد کے ساتھ ان کی وابستگی کے مدنظر ان کے نام ایک مستقل وظیفہ یا منصب جاری فرمائیں گے۔ جب درمیان کارروائی میں یہ ضرورت سمجھی گئی کہ کعبہ کے ساتھ کسی بت خانے کو بھی نوازا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوا۔ لیکن آج خاں صاحب کے ہاتھ میں جناب کا وہ عنایت نامہ دیکھ کر جس کے ساتھ ایک ہزار کا ایک چیک بھی ملفوف ہے مجھے سخت رنج و ملال ہوا۔ میں نے خاں صاحب کے نام وظیفہ یا منصب کی تحریک خاں صاحب کی مالی پریشانیوں ہی کی بنا پر نہیں کی تھی اور میرے ذہن کے کسی گوشے میں یہ خیال نہ تھا کہ ان کو بہت سے پیٹ بھرے گداؤں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے بلکہ اس کو سلطنت آصفیہ کے ایک وفادار خادم کی حیثیت سے ملک کی سیاسی ضروریات کا جزو تصور کرتا تھا۔ میرا مشورہ تو خاں صاحب کو یہ ہے کہ وہ اقبال کی وہ نظم اپنے مکتوب میں نقل کر دیں جو انھوں نے سر اکبر مرحوم کے ایک ایسے ہی عطیہ کے جواب میں لکھی تھی اور حکومت کے عطیہ کو واپس کرتے ہوئے اپنے فقر پر فخر کریں لیکن اپنی جگہ پر شرمندہ نہ ہوں کہ میں نے۔

بات بھی کھوئی التجا کر کے

خان صاحب کے احباب میں ابھی ایسے دیوانے موجود ہیں جو اپنے آپ کو تباہ کر چکنے کے باوجود خان صاحب کو ایسے عطایا سے مستغنی کر سکتے ہیں

اس رنج و ملال کے باوجود میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میری درخواست کو کلیتاً مسترد نہیں فرمایا۔ آج کشمیر جا رہا ہوں۔ انشاء اللہ واپسی کے بعد اپنے اس رنج کا مشافہتاً بھی اظہار کروں گا۔ فقط

یکم مہر ۱۳۵۲ف

مطابق ۸۔ اگست ۱۹۴۳ء

(۱۹۴)

نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب
آنریری سکرٹیری آل انڈیا مسلم لیگ
سیوائے ہوٹل۔ مسوری۔

مکرمی۔ کشمیر سے نکالے جانے کے بعد میں نے آپ کو خط لکھا تھا اس پر توجہ فرمائی اور خصوصاً آپ کے بیان کے لیے شکر گزار ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس مسئلہ میں سب سے زیادہ مدد اخبار "ڈان" سے ملی اور اندازہ ہوا کہ اپنا اخبار ہو تو کتنا فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میں نے کوہالا سے میری پہنچنے کے بعد قائداعظم کی خدمت میں ایک تفصیلی خط لکھا تھا جس میں جملہ حالات ظاہر کر دیے گئے تھے۔ اس کا جواب مجھے لاہور میں قائداعظم کی طرف سے یہ وصول ہوا کہ وہ بمبئی میں بیٹھ کر مجھے کوئی مدد نہیں دے سکتے ہیں اور یہ کہ آپ سے ملاقات کروں۔ میں لاہور سے دہلی پہنچا لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آپ مسوری تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے آپ سے بذریعہ ٹیلیفون گفتگو کرنے کی دو دن مسلسل کوشش کی۔ لیکن ٹیلیفون کسی طرح

نہ ملا۔ اس وقت صرف یہ معلوم کرنے کے لیے زحمت دے رہا ہوں کہ اگر کشمیر سے میرے اخراج کے معاملے میں قائد اعظم سے کوئی خاص ہدایت آپ کو وصول ہوئی ہو اور اس سے میرا واقف ہونا ضروری ہو تو ازراہ کرم بعجلت ممکنہ مطلع فرما کر ممنون فرمائیے۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ بیگم صاحبہ کی خدمت میں آداب عرض ہے۔ فقط

۲۔ ستمبر ۱۹۴۳ء

(۱۹۵)

(ترجمہ)

بخدمت جناب ڈائرکٹر صاحب
پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف۔ دہلی
جناب عالی۔

میں آپ کی توجہ ان چند واقعات کی طرف مبذول کرواتا ہوں جن کی وجہ سے ہندوستان میں ہر طرف عوام کو بلاوجہ پریشانی میں مبتلا ہونا پڑا۔

میرے خیال میں یہ اس لیے ہوا کہ میرے خطوط اور تار جو میں نے مری سے روانہ کیے تھے یا جو مجھے مری گئے تھے وہ کوہ مری کے دفتر میں یا تو روک لیے گئے یا انھیں پہنچایا نہیں گیا۔ حیدرآباد سے مرسلہ خطوط یا تار مجھے مری سے پہنچائے ہی نہیں گئے حالانکہ میں ۱۵ سے ۲۲۔ اگست ۱۹۴۳ء تک مری میں تھا اور میں نے مری آتے ہی پوسٹ ماسٹر کو مطلع کر دیا تھا۔ مجھے اسی پوسٹ

آفس کے ذریعہ کشمیر، پشاور، لاہور اور دہلی سے خطوط اور تار بلا رکاوٹ ملتے رہے ہیں۔ لیکن مجھے اس بات پر بڑی حیرت ہوئی کہ حیدرآباد میں ہر ایک کو یہی بتایا گیا کہ میں مری سے پشاور کے لیے روانہ ہو چکا ہوں اور میری ڈاک سردار اورنگ زیب خاں کی معرفت وہیں بھیج دی گئی ہے۔ لوگوں کو جو بے شمار جوابات مری آفس کی اطلاع کی بناء پر موصول ہوئے ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ منسلک کیے جاتے ہیں۔ میرے لیے ناممکن ہے کہ میں اس پریشانی اور محسوسات کی شدت کا اظہار کر سکوں جن سے حیدرآباد اور دوسرے صوبہ جات کے رہنے والے میری آفس کی اس احمقانہ حرکت کی وجہ سے دوچار ہوئے سارے متعلقہ تار بلا استثنیٰ میری خیریت اور میرے قیام کے بارے میں استفسارات پر مبنی تھے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس معاملے میں مہربانی فرما کر تحقیقات کریں گے اور معاملات کو درست فرما دیں گے۔

آپ کا مخلص

۳۔ ستمبر ۱۹۴۳ء

(۱۹۶)

مائی ڈیر مسٹر جناح

کشمیر سے اخراج کے بعد جیسے ہی مجھے سکون ملا۔ میں نے فوراً آپ کی خدمت میں وہاں کے حالات کی تفصیل لکھی جو کشمیر میں مجھ پر گزرے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کو کشمیری مسلمانوں کی حالت اور اپنی کیفیت سے مطلع رکھوں۔ میں میری میں تن تنہا اور مجھے مجبوراً اپنے ہی وسائل پر بھروسہ کرنا تھا جب

میں لاہور پہنچا تو مجھے نواب ممدوٹ کے ذریعہ آپ کا تار ملا جس سے نہ میری کوئی رہنمائی ہو سکی اور نہ کوئی مدد مل سکی۔ ہدایات کے مطابق میں نوابزادہ لیاقت علی خاں کے پاس پہنچا۔ معلوم ہوا کہ وہ مسوری کے لیے روانہ ہو چکے ہیں میں انھیں بھی اطلاع کر رہا ہوں کہ میں دہلی میں ان کے مکان پر جا چکا ہوں میں اپنی بیگم کے ساتھ بحفاظت حیدرآباد پہنچ چکا ہوں۔

امید کہ آپ معہ الخیر ہوں گے۔

اپنے بہترین جذبات احترام کے ساتھ۔

آپ کا مخلص

۳۔ ستمبر ۱۹۴۳ء

(۱۹۷)

مسٹر محمد علی جناح

بمبئی

مسٹر جناح۔ آپ کا خط پہنچا۔ میں اس قدر تو جانتا تھا کہ کشمیر کے معاملات سے آپ نے دلچسپی لی ہے لیکن اس کی تفصیلات سے واقف ہونے کا موقع نہیں ملا آپ کے اس جملہ نے کہ ان تفصیلات کو بالمشافہ ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یہ دریافت کرنے پر آمادہ کیا گیا کہ اگر آپ ضرورت تصور فرماتے ہوں تو میں ایک یا دو دن کے لیے بمبئی حاضر ہو سکتا ہوں۔ اپنی فرصت کی تاریخوں سے مطلع فرمائیے۔ مسٹر نعمان زبیری نے بمبئی سے آکر ملاقات کی اور آپ کی طرف سے بعض ہدایات حیدرآباد کے معاملے میں پہنچائیں۔ میں

کوشش کروں گا کہ ان ہدایات پر عمل کروں۔ یہ سن کر تشویش ہوئی کہ آپ کی پیٹھ میں جو درد (SPRAIN) ہو گیا تھا وہ ابھی تک باقی ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کو جلد صحت کامل عطا فرمائے اور مسلمانانِ ہند کی صحیح رہبری کے لیے تادیر سلامت رکھے۔ فقط

۴۔ آبان ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۰۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۱۹۸)

قائداعظم محمد علی جناح

بمبئی

مسٹر جناح۔ آپ کے خط کا شکریہ۔ رمضان میں سفر میرے لیے مشکل ہے۔ انشاءاللہ ۶۔ اکتوبر کی صبح کو بمبئی پہنچوں گا۔ اسی دن سہ پہر میں یا ۷۔ اکتوبر کی صبح کو از راہ کرم میرے لیے کافی وقت محفوظ فرما دیجئے۔ فقط

۱۱۔ آبان ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۷۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۱۹۹)

محمود الحسن صاحب

ناگپور

مکرمی۔ آپ کا خط مورخہ ۹۔ ستمبر پہنچا۔ آپ نے کشمیر کے متعلق جو لکھا ہے اس کے اکثر امور سے متفق ہوں۔ آپ کا تار آیا تھا جس کے جواب

میں ۸۔ اور ۹۔ اکتوبر کو کونسل اور ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ طلب کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ اس کا جلد اعلان کر دیجیے۔ اب آپ کے حیدرآباد زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضروری ہوا تو میں ایک آدھ روز ناگپور میں زائد ٹھہر جاؤں گا۔ محمود شریف صاحب، پٹھان رسول خاں صاحب منظر عالم صاحب اور فضل حسین صاحب کو خط لکھ رہا ہوں کہ اس ورکنگ کمیٹی میں ضرور شریک ہوں۔ آپ بھی ارکان کمیٹی کو رسمی اطلاع ناموں کے علاوہ خطوط لکھیے اور آنے پر آمادہ کیجیے۔ ضرورت ہے کہ آپ ناگپور کے پروگرام پر پوری توجہ دیں اور میرے وقت کو زیادہ سے زیادہ کام میں لائیں۔

دعوتیں بالکل قبول نہ کیجیے۔ ہوٹل میں انتظام کی ضرورت نہیں۔ اب کی دفعہ میں نے نواب مرزا یار جنگ بہادر ایجنٹ برار سے ان کے یہاں ٹھہرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے پروگرام سے جلد مطلع فرمایئے اور ان کے جلسوں کے علاوہ کوئی اور مصروفیت نہ رکھیے۔ باقی تمام وقت میں آپ کے آفس میں گزارنا چاہتا ہوں اور ورکنگ کمیٹی سے ہٹ کر بھی اپنے دفتر کا کام کرنا چاہتا ہوں۔ میں انشاء اللہ ۸۔ اکتوبر کو گرانڈ ٹرنک اکسپریس کی بجائے کلکتہ میل سے بمبئی ہوتا ہوا ناگپور پہنچوں گا۔ چاہتا ہوں کہ آپ کی ورکنگ کمیٹی میں شریک ہونے سے قبل قائداعظم سے مشورہ کر لوں۔ باقی بالمشافہ۔

۱۲۔ آبان ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۰)

آنریبل سید عبدالعزیز صاحب
بمبئی

مکرمی۔ میں انشاء اللہ ۶۔ اکتوبر کو صرف ایک دن کے لیے بمبئی آؤں گا اور آپ سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ گرین ہوٹل پہنچ کر جہاں میں ہمیشہ ٹھہرا کرتا ہوں آپ کو ٹیلیفون دوں گا۔ اور وقت ملاقات کر لوں گا۔ اس عرصہ میں آپ کو ایک گفتگو یاد دلانا چاہتا ہوں جو گزشتہ سال ماہ رمضان میں دہلی سے آتے ہوئے آپ سے ریل میں ہوئی تھی جس کا موضوع یہ تھا کہ مسٹر جناح آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی صدارت سے مجھے جلد سبکدوش کریں اور کسی دوسرے شخص کو نامزد کریں۔ گو مجھے گزشتہ دفعہ اس کوشش میں ناکامی ہوئی ہے لیکن اب کی مرتبہ پھر ایک کوشش کرنا چاہتا ہوں۔ کیا مناسب نہ ہوگا میرے بمبئی آنے سے قبل آپ مسٹر جناح سے ایک خصوصی ملاقات فرمائیں اور اس مسئلہ میں گفتگو فرما کر میدان تیار کر دیں تاکہ مجھے سہولت ہو۔

امید کہ اب آپ کا مزاج بخیر و عافیت ہوگا۔ اگر ممکن ہو تو مجھے اپنے ٹیلیفون سے مطلع فرمائیے۔ فقط

۱۲۔ آبان ۱۳۵۲ف
(مطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۱)

سر سعید الملک نواب احمد سعید خاں آف چھتاری

بلدہ حیدرآباد۔

نواب صاحب مکرم و محترم

آج ایک نہایت ہی افسوس ناک مسئلہ میں آپ کو زحمت دیتے ہوئے متوقع ہوں کہ آپ اس پر ہمدردانہ اور فوری توجہ مبذول فرمائیں گے مولانا ظفر علی خاں صاحب جو ہندوستان کے معروف ترین لوگوں میں سے ہیں انھوں نے اپنے ابتدائی دورِ حیات میں سالہا سال حیدرآباد کی خدمت کی ہے اور ایک زمانہ تک وظیفہ حسن خدمت بھی پاتے رہے ہیں بعض سیاسی الجھنوں کی بناء پر غالباً گورنمنٹ آف انڈیا کے ایماء سے ان کا یہ وظیفہ روک دیا گیا اور آج تک رکا ہوا ہے۔ مولانا نے قوم کی خدمت کے سلسلہ میں جو جسمانی اور مالی تکالیف برداشت کی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایسا شخص اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں بھی اطمینان سے بسر نہ کر سکے۔ اب ان کی سیاسی حکمت عملی بھی وہ نہیں رہی ہے جو آج سے پہلے تھی۔ مساعی جنگ میں وہ اور ان کا اخبار حکومت کی پوری تائید کر رہا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ سر ہنری کریک مشیر سیاسی ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند نے بھی ان سے متعلق جناب سے گفتگو کی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت جلالت الملک کی سمع ہمایوں تک یہ بات پہنچے کہ حکومت ہند کے مشیر سیاسی کو مولانا سے کوئی شکایات نہیں رہی ہیں تو حضرت بندگان عالی

اس کو ہرگز گوارا نہ فرمائیں گے کہ ان کے ایک دیرینہ وفادار خادم کا معاوضہ حسن خدمت اس کی اس پیرانی سالی میں بھی اس کو نہ ملے۔ آپ کی ادنیٰ توجہ مولانا کو اپنی زندگی کے اس آخری مرحلہ میں مطمئن کر سکتی ہے آپ کی یہ توجہ نہ صرف مولانا کے احباب کو ممنون کرے گی بلکہ عنداللہ بھی اجر عظیم کا باعث ہوگی۔ میں یہ خط مولانا کے فرزند مولوی اختر علی خاں صاحب کے ذریعہ روانہ کر رہا ہوں اور آپ کی عنایات و توجہ خاص کا دل سے متمنی ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۲۔ آبان ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۳۰۲)

آنریبل غلام محمد صاحب

بلدہ حیدرآباد

ملک صاحب مکرم و محترم۔ میں نے ہمارے مشترک دوست مولانا ظفر علی خاں صاحب کے وظیفہ حسن خدمت کی بقایا کی نسبت جو خط عالی جناب سر صدر اعظم بہادر کی خدمت میں لکھا ہے اس کی نقل رشتہ روز ہے۔ مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ نواب صاحب محترم ہی کو مخاطب کرتا لیکن جانتا ہوں کہ اس عقدہ کو مالیاتی نقطہ نظر سے آپ ہی کا ناخن تدبیر حل کر سکتا ہے۔ اختر علی خاں صاحب فرزند مولانائے محترم میرے اس خط کے ساتھ آپ سے ملیں گے۔ ان پر آپ کا کرم میری منت و شکر گزاری کا باعث ہوگا

میں جانتا ہوں کہ مشکلے نیست کہ آساں نہ شود اور آپ سے بڑھ کر کون جانتا ہے کہ بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۲۔ آبان ۱۳۵۲ف

(مطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۳)

محمود الحسن صاحب صدیقی

ناگپور

محمود صاحب

آپ کا خط اور اخبار "ہمدرد" کشمیر کا تراشہ پہنچا انفلوئنزا کی خبر سن کر پریشانی ہوی۔ خدا آپ کو جلد صحت عطا فرمائے۔ اب میرے خیال میں آپ کے حیدرآباد آنے کی قطعاً ضرورت نہیں رہی۔ میں انشاء اللہ ۸۔ اکتوبر کی صبح کو بمبئی سے ناگپور پہنچ جاؤں گا۔ آپ اس دن میرے لیے کوئی کام نہ رکھیے تاکہ ہم فرصت سے تفصیلی گفتگو کر سکیں۔ اسی وقت ورکنگ کمیٹی سے قبل تمام مسائل طے کر لیے جائیں گے۔ آپ کی طرف سے یہ اخباری اطلاع پڑھ کر کہ میں کشمیر ڈے منانے کے مسئلہ پر غور کر رہا ہوں مجھے تعجب ہوا۔ ابھی ابھی اسی اطلاع کا اخبار میں آنا قطعاً نامناسب تھا۔ آئندہ ایسی خبر نہ آئے تو بہتر ہے۔ فقط

۱۹۔ آبان ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۵۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۴)

الیاس برنی صاحب
نواب تراب یار جنگ بہادر
ناظم صاحب محکمہ نشریات لاسلکی
ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور
نواب دوست محمد خاں بہادر
استاد السلطان حضرت نواب فصاحت جنگ جلیل
مکرمی۔

یہ عریضہ پنجاب کے مشہور شاعر صادق علی صادق کے تعارف کے لیے لکھ رہا ہوں۔ ان سے میری ملاقات گزشتہ مہینے کوہ مری پہ ہوئی تھی۔ جہاں میں کشمیری بدری کے بعد چند روز کے لیے ٹھہرا تھا۔ ان کا تعلق بخارا کے معزول خاندان شاہی سے ہے اس لیے عرف عام میں "پرنس بخارا" کہلاتے ہیں۔ ان کی شاعری میں اردو شاعری کے عہد متوسط کا تغزل بھی ہے اور عہد جدید کا پیام و درس بھی جس برجستگی کے ساتھ غزل کہتے ہیں اسی روانی سے نظم بھی کہتے ہیں۔ بدیہہ گوئی ان کی خاص صفت ہے لیکن برگو اور بدیہہ گو ہونے کے باوجود کلام کی لطافت میں فرق نہیں آتا۔ زمانے کی نیرنگی ہے کہ ایک شاعر اس وقت سپاہی بنا ہوا ہے اور بجائے تیغ زبان کے تیغ آہنی سنبھالنے پر مجبور ہوا ہے ان کی تمنا تھی کہ دکن کے سخن سنج و سخن پرور اصحاب سے ان کا تعارف ہو اب آپ ہی بتائیے کہ میں آپ کے سوائے

کس کی نشان دہی کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان سے مل کر اور یہ آپ سے نیاز حاصل کر کے خوش ہوں گے۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۱۹۔ آبان ۱۳۵۲ف

(مطابق ۲۵۔ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۴۰۵)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری
صدر اعظم بابت حکومت سرکار عالی
نواب صاحب مکرم و محترم

اس عریضہ کے ساتھ راجہ سید امیر احمد خاں صاحب آف محمود آباد کا ایک مکتوب بھی ملفوف ہے۔ صوبہ بمبئی کی ریاستوں میں جمکھنڈی ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ اس کے ایک قصبہ "بن ہٹی" میں تقریباً تین ہزار مسلم باشندے آباد ہیں۔ گرانی اور قلت اجناس کی مصیبت تو سارے ہندوستان میں عام ہے لیکن ان مسلم باشندوں پر اس کا سب سے زیادہ اثر پڑا کیونکہ سونے کے میسر نہ آنے کی وجہ سے اور کچھ مقامی غیر مسلم تاجروں کی شرارت سے ان کا سارا کاروبار تباہ ہو گیا اور ان میں اجناس کے خریدنے کی طاقت بھی باقی نہ رہی اور ان کی مصیبت اس قدر ناقابل برداشت ہو گئی کہ گزشتہ ایک مہینے میں (۲۷) آدمی فاقہ کشی کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئے۔ میں جہاں تک ان حالات کی تحقیق کی۔ میں اس قصبہ کے باشندوں کو بنگال کے باشندوں سے

زیادہ مصیبت میں پار ہا ہوں۔ حامل ہذا ڈاکٹر جیلانی صاحب کی ہمدردیاں قابل تشکر ہیں کہ انھوں نے بمبئی میں کوشش کر کے ان کی مصیبتوں کو رفع کرنے کا سامان کیا ہے۔ چنانچہ خود راجہ صاحب محمود آباد نے اپنی جیب خاص سے ان کو ایک ہزار روپے کی مدد دی۔ میں بھی کوشش کر رہا ہوں کہ حیدرآباد کے مخیر اصحاب سے ان کو تھوڑی بہت مدد مل جائے۔ آنریبل ملک غلام محمد خاں صاحب سے بمبئی میں راجہ صاحب نے ڈاکٹر جیلانی کو ملاتے ہوئے بطور خاص سفارش فرمائی تھی اور انھوں نے ممکنہ امداد کا وعدہ بھی فرمایا تھا۔ میں نے چار پانچ روز قبل ملک صاحب سے خود بھی اس کا ذکر کیا اور ان ہی کے مشورے سے آپ کی خدمت میں ڈاکٹر جیلانی کو حاضر کر رہا ہوں۔ اس ہمسایہ ریاست کے مصیبت زدہ باشندے آپ کی توجہ کے ہر طرح مستحق ہیں۔ اگر آپ نے اپنے اختیارات خاص سے ان کی امداد فرمائیں تو ان کی مصیبت بڑی حد تک دور ہو سکتی ہے۔ میں انشاء اللہ اس کی کوشش کروں گا کہ آپ کی امداد ان پر صحیح طریقہ سے صرف ہو اور ان کے مصارف کے مستقل طور پر ارتفاع کا سامان بن سکے۔ زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں، اور آپ کی فوری توجہ کا یقین رکھتا ہوں۔ فقط۔

۲۔ شوال ۱۳۶۲ھ

(مطابق ۲۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۶)

سر مرزا اسمٰعیل صاحب

جے پور
مکرمی۔

بہت دنوں سے میں آپ کو مخاطب کرنے کی مسرت حاصل نہ کر سکا جے پور کی تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا کہ آپ نے جو کانسٹی ٹیونٹ کمیٹی (CONSTITUENT COMMITTEE) جے پور کا فیوچر کانسٹی ٹیوشن (FUTURE CONSTITUTION) مرتب کرنے کے لیے مقرر کی تھی اس میں جداگانہ انتخاب کے متعلق ارکان کے آراء مساوی ہو گئے اور صرف صدر کے کاسٹنگ ووٹ (CASTING VOTE) سے جوائنٹ الکٹوریٹ (JOINT ELECTORATE) کا تصفیہ ہوا ہے۔ جن ارکان نے (SEPERATE ELECTORATE) کے لیے رائے دی۔ وہ نہ صرف مسلمان تھے بلکہ ان میں (INDEPENDENT HINDUS) اور راجپوت سردار بھی شامل تھے۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جے پور میں (SEPERATE ELECTORATE) کا مقابلہ دونوں قوموں کا مشترک مطالبہ ہے جس کی مخالفت صرف مہاسبھائی یا کانگریسی ذہنیت رکھنے والے ہندوؤں کی طرف سے محض مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے کی جا رہی ہے۔ جب کہ یہ مطالبہ سارے برطانوی ہندوستان اور بہت سی ریاستوں میں قبول کیا جا چکا ہے تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی رہنمائی میں حکومت جے پور مسلمانوں کو ان کے جائز حق سے ہرگز محروم نہ کرے گی۔

اس کے علاوہ مسلمان جائز طور پر برطانوی ہند اور دوسری ریاستوں کی

مثال پیش کرتے ہوئے اس مطالبہ کا حق رکھتے ہیں کہ اسمبلی میں صرف ان کی جداگانہ نشستیں محفوظ کی جائیں بلکہ ریاست میں ایک تاریخی و روایاتی اہمیت رکھنے والی قوم کی حیثیت سے ان کو کم از کم اتنا (WEIGHTAGE) دیا جائے جتنا یوپی میں مسلمانوں کو پنجاب میں سکھوں کو یا بنگال میں یوروپینز (EUROPEANS) کو دیا گیا ہے چونکہ اس وقت (CONSILAEUT COMMITTEE) کی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔ میں اس طرف آپ کی توجہ کو بطور خاص منعطف کرانے کی اجازت چاہتا ہوں میری دلی تمنا ہے کہ مسلمانان جے پور حکومت جے پور کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں اور ایسا دستور نافذ ہو جس سے بائیکاٹ کرنے یا جس کے خلاف (ACTIVE AGITATION) کرنے کی ان کو ضرورت پیش نہ آئے۔ مجھے یہ سن کر مسرت ہوئی کہ آپ نے انکے ایک ڈیپوٹیشن کو رسیو کیا لیکن افسوس ہے کہ آپ کے جوابات سے ان کی تشفی نہیں ہوئی۔ مجھے یہ معلوم کر کے آپ کی دور اندیشی پر زیادہ اعتماد ہوا کہ آپ نے ان مسائل میں برطانوی ہند کے بعض مشہور اصحاب سے مشورہ فرمایا ہے لیکن میں یہ عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ سر عبدالرحیم اور سر محمد ظفر اللہ خاں اپنی ساری قابلیت اور دانائی کے باوجود (ACTIVE PUBLIC LIFE) میں نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے مطالبات کے صحیح ترجمان نہیں ہو سکتے اور خواجہ حسن نظامی صاحب اپنی پیری اور مرشدی کے سارے دعوؤں کے باوجود نہ مسلمانان ہند میں کوئی مقام ہے اور نہ مسلمانان ریاست میں۔ میں ان اصحاب کے مشورے سے زیادہ خود آپ کی فراست اور تجربہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ

جے پور کی تاریخ کا وہ باب جو آپ کے زمانہ وزارت میں مرتب ہو رہا ہے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لیے باعث فخر ہوگا۔ فقط

۶۔ آذر ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۷)

بخدمت جناب نواب محمود یار جنگ بہادر
معتمد سرکار عالی صیغۂ تنظیم مابعد جنگ
حیدرآباد
مکرمی۔

بجواب مراسلہ نشان (۳۲) مورخہ ۸۔ آذر ۵۳ ف میں معزز کونسل کا ممنون ہوں کہ مجھے گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی کمیٹی کی صدارت کے لیے منتخب فرمایا۔ اس کمیٹی کے ارکان کے نام جو میں نے تجویز کیے ہیں رشتہ دوز ہیں۔ میں نے اس کمیٹی کی تشکیل میں اس امر کو ملحوظ رکھا ہے کہ علاوہ ان پبلک کارکنوں کے جو اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس میں سرکار عالی کے ایسے عہدیداروں سے مدد لی جائے جن کے محکمہ جات کی امداد کے بغیر گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی تجویز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ میرے خیال میں ایسے محکمے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ صنعت و حرفت
۲۔ امداد باہمی

۳۔ مال گزاری
۴۔ تعلیمات
۵۔ جنگلات
۶۔ زراعت
۷۔ افزایش نسل چوپایہ و علاج حیوانات

میں نے اس کمیٹی میں صدر کے علاوہ (۹) ارکان رکھے ہیں جو بہت زیادہ نہیں ہیں۔ براہ کرم اس کی نسبت ضروری کارروائی فرما کر مجھے نتیجے سے مطلع فرمایئے تاکہ جلد کام شروع کر دیا جائے۔

میں نے ان سے خود بھی خواہش کی ہے لیکن مناسب ہوگا کہ آپ ناظم صاحب صنعت و حرفت سرکار عالی کو ہدایت فرمائیں کہ وہ مجھے حسب ذیل مواد بغرض مطالعہ فراہم کریں۔

(۱) گھریلو صنعتوں کے سلسلہ میں اس وقت تک اس محکمہ کی طرف سے جو کوشش کی گئی ہے اور جو نتائج برآمد ہوئے اس کی تفصیل۔

(۲) اگر اس محکمہ کی طرف سے گھریلو صنعتوں کی ترویج و ترقی کے لیے کوئی تحقیقاتی کام کیا گیا ہو تو اس کے نتائج اور اعداد و شمار۔

(۳) آل انڈیا نیشنل کانگریس کی طرف سے جو نیشنل پلاننگ بورڈ قائم ہوا تھا اگر اس نے گھریلو صنعتوں کے متعلق کوئی رپورٹ مرتب کی ہو یا مواد فراہم کیا ہو تو اس کی ایک نقل۔

(۴) ایسے لٹریچر کی نشان دہی یا فراہمی جس سے اس کام میں مدد مل سکے۔

اس کے علاوہ باعث منت ہوگا اگر آپ کے توسط سے میں یہ معلوم کر سکوں کہ آیا سررشتہ امداد باہمی نے ایسی انجمنیں بھی قائم کی ہیں جو دیسی صناعوں کو خام اشیاء کی فراہمی یا ان کے تیار کردہ مال کی نکاسی وغیرہ میں مدد دیتی ہیں۔

یہ امر واضح ہے کہ کمیٹی جو تجاویز بھی مرتب کرے گی اس میں اس امر کو لازماً ملحوظ رکھے گی کہ وہ ملک کے حالات اور استعداد کے لحاظ سے قابل عمل ہوں لیکن کمیٹی کو اپنا کام شروع کرنے سے قبل یہ معلوم کر لینا ضروری ہوگا کہ حکومت گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی ترویج و ترقی پر کس قدر رقم ابتدائی انتظامات میں میں غیر متوالی اور کس قدر کم از کم اس سال تک متوالی خرچ کرنے کے لیے تیار ہے تاکہ اسی اندازہ کے مطابق تجاویز مرتب کی جائیں اور کمیٹی کے کسی نتیجے پر پہنچ جانے کے بعد گنجائش کا سوال پیدا نہ ہو۔ مناسب ہوگا اگر آپ کمیٹی کے پہلے اجلاس سے قبل سرکار عالی صیغہ فینانس سے اس کے متعلق دریافت کر کے مجھے مطلع فرمائیں۔

میری رائے میں فنی نقطہ نظر سے اس کمیٹی کو ضرورت پڑے گی کہ کسی قابل انجنیر کے تجربے اور مشورے سے وقتاً فوقتاً استفادہ کرے۔ اس کے لیے میری رائے میں مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجنیر بہت موزوں ہوں گے کہ ان سے اعزازی مشیر کی حیثیت سے کام لیا جائے ان کو مستقل طور پر کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے زحمت دینے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا۔

آخر میں ایک چھوٹی سی بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مراسلہ زیر جواب میں میرے نام کے ساتھ جاگیردار لکھا ہوا ہے

دفتر کو ہدایت فرمایئے کہ آئندہ سے اس لفظ کا استعمال نہ کرے۔
گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی کمیٹی تنظیم مابعد جنگ کے لیے مجوزہ اسمائے ارکان:
۱۔ مولوی سید احمد محی الدین صاحب سابق ناظم صنعت و حرفت۔
۲۔ مولوی عبدالواحد خاں صاحب ناظم جنگلات
۳۔ مولوی احمد محی الدین صاحب رضوی زائد معتمد مال صیغۂ تنظیم دیہی۔
۴۔ مولوی محمد نواب صاحب (سررشتہ دار امداد باہمی)
۵۔ مولوی صابر علی صاحب ہاشمی (محکمۂ تعلیم صنعت و حرفت)
۶۔ ڈاکٹر ہاشم امیر علی خاں صاحب
۷۔ ناظم صاحب سررشتہ زراعت و باغبانی
۸۔ ایک واقف علم حیوانات و ڈیری فارمنگ (میں واقف نہیں ہوں) آپ بعد دریافت خود کسی کا انتخاب فرمائیں۔
۹۔ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب

۱۳۔ آذر ۱۳۵۳ف
(مطابق ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۸)

قائداعظم مسٹر محمد علی جناح

مسٹر جناح

جیسا کہ میں نے کل آپ سے کہا تھا اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی

ہے کہ سر اسٹافورڈ کرپس باشندگان ریاست کے نمائندے سے بھی ملنے والے ہیں۔ میں نے آپ کی ہدایت کے موافق ان کو ایک تار بھی بھیجا ہے اور خط بھی لکھا ہے جس کی نقل منسلک ہے۔ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے پوزیشن کو قائم رکھنا اب آپ کی توجہ پر منحصر ہے اور میں متمنی ہوں کہ آپ اس میں دلچسپی لیں۔ میں جانتا ہوں کہ ریاستی رعایا کا ریپرزنٹیشن (REPRESENTATION) موجودہ مسائل میں کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ پھر بھی مسلمانوں کی نمائندگی کا نہ ہونا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ میں آپ کی ہدایات کا منتظر ہوں۔

سر اسٹافورڈ کرپس

اخبارات میں۔ میں نے دیکھا کہ آپ اسٹیٹ کے عوامی نمائندوں سے ملیں گے۔ آپ کے فوری حوالہ کے لیے ایک اخبار سے تراشہ بھی منسلک کر رہا ہوں۔ شاید آپ اس حقیقت سے واقف ہوں کہ اسٹیٹ کے مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والی صرف ایک ہی جماعت ہے جو آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کہلاتی ہے اور جس کی صدارت مجھے سونپی گئی ہے۔

اسٹیٹس پیپل کانفرنس جو پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں کام کر رہی ہے یا کوئی اور جماعت اسٹیٹ میں رہنے والے مسلمانوں کے مسائل کو انصاف کے ساتھ پیش نہیں کر سکتی۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اسٹیٹس کے مسلمانوں کو نظر انداز نہ کریں گے، اور مجھ سے ملنے اور مسلمانوں کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کے خیال کو پسند فرمائیں گے۔

میں ان دنوں ایک مختصر دورے پر ہوں ۳۰۔ اور ۳۱۔ مارچ کو میں اندور میں رہوں گا۔ پہلی اور دوسری اپریل کو جبل پور میں اور تیسری اپریل کو الہ آباد میں جہاں ۳ سے ۶۔ اپریل تک مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ہو رہے ہیں۔

اگر آپ میرے انٹرویو کی غرض سے پہلی اور دوسری اپریل کی تاریخیں مقرر کرتے ہیں تو میں اپنے پروگرام سے جبل پور کو حذف کر دوں گا اور دہلی چلا آؤں گا۔ ۳۱۔ مارچ تک اندور ہی میں آپ کے تار کا انتظار ۶ بجے شام تک کرتا رہوں گا۔

۱۳۔ آذر ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

(۲۰۹)

نواب محمود یار جنگ بہادر
معتمد سرکار عالی صیغۂ تنظیم مابعد جنگ

مکرمی۔ گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی کمیٹی کے لیے میں نے جو نام اس سے قبل روانہ کیے ہیں ان میں غور مکرر کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ پست اقوام کے کسی نمائندے کی شرکت ضروری ہے۔ اس لیے براہ کرم راجہ بہادر

وینکٹ راما ریڈی صاحب کی بجائے وینکٹ راؤ کا نام شریک فرما کر ممنون فرمایئے۔ فقط

۱۵۔ آذر ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

(۲۱۰)

خواجہ ناظم الدین صاحب

اور

سر سعد اللہ صاحب (بنگال)

خواجہ صاحب مکرم و محترم

بنگال کی خبروں نے سخت پریشان کر رکھا ہے۔ آنریبل تمیز الدین صاحب سے حیدرآباد میں بہت مختصر ملاقات ہوئی کیونکہ میں اسی دن بمبئی جا رہا تھا۔ ان سے بھی بعض تفصیلات معلوم ہوئیں۔ دعا میں بھی کر رہا ہوں اور جس قدر ممکن ہو رقمی امداد بھی مسلم چیمبرز آف کامرس گورنر کو روانہ کی ہے۔ اس وقت ایک خاص سلسلے میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ سے زیادہ اس سے کون واقف ہو سکتا ہے کہ مسلم ستیا میں ایک سب سے بڑی رکاوٹ پریس اور نیوز سروس کا مسلمانوں کے ہاتھ نہ ہونا ہے۔ قائداعظم (خدا ان کو عمر طویل عطا کرے) نے اس کی طرف توجہ کی اور اب ایک طرف ہندوستان کے مرکز سے اخبار "ڈان" شائع ہو رہا ہے اور دوسری طرف اورینٹ پریس سروس مسلمانوں کی خدمت کر رہی ہے۔ میری دلی تمنا تو ہے کہ ہر صوبہ میں "ڈان" کی طرح ایک اچھا انگریزی اخبار مسلمانوں کی طرف سے جاری ہو جائے۔ فی الحال

آپ کو اورینٹ پریس سروس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ لمیٹڈ کمپنی قائد اعظم کی سرپرستی کی وجہ سے قائم ہو سکی، اور اب سوائے بنگال اور آسام کے تقریباً تمام صوبہ جات کی حکومتوں نے اور ریاست حیدرآباد نے اس کی سرپرستی قبول کر لی ہے۔ اور ملک کے تمام بڑے بڑے اخبار جیسے ٹائمز، ہندو، اسٹیٹس مین بمبئی کرانیکل وغیرہ اس سروس کو حاصل کر رہے ہیں لیکن یہ سن کر تعجب ہوا کہ بنگال اور آسام کی مسلم لیگی حکومتوں ہی نے اب تک اس نیوز ایجنسی کی سرپرستی قبول نہیں فرمائی۔ ممکن ہے اپنی اہم مصروفیتوں میں آپ کو اس کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی ہو۔ میں آپ کی توجہ مبذول کراتے ہوئے یقین رکھتا ہوں کہ اپنی پہلی فرصت میں آپ اس کی امداد فرما کر اس کو مسلمانوں کی زیادہ اچھی خدمت کرنے کا موقع مرحمت فرمائیں گے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

۱۵۔ آذر ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

(۲۱۱)

مسٹر یوسف عبداللہ ہارون
سکریٹری رسپشن کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ۔ سسشتر (کراچی)

مکرمی۔

گو آپ سے میں دور ہوں لیکن میری دعائیں اور بہترین تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں کہ خدا آپ کو لیگ کے آئندہ اجلاس کو کامیاب بنانے کی کوشش

میں کامیاب کرے۔ آپ کو معلوم ہے کہ لاہور کے اجلاس سے ایک روایت قائم ہوگئی ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کے ساتھ ساتھ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس میں منعقد ہوا کرتے ہیں اور ہر ایک مجلس استقبالیہ نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کو ممکنہ امداد اور سہولتیں پہنچائی ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے آپ سے توقع ہے کہ آپ دوسری تمام مجالس استقبالیہ سے زیادہ توجہ فرمائیں گے۔

میں حسب ذیل امور پر آپ کی یاددہانی کرتے ہوئے انتظامات کا متمنی ہوں۔

۱۔ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کی دو نشستوں کے لیے اپنے پروگرام میں وقت نکالیے اور نہ صرف پنڈال کے استعمال کی بلکہ لاؤڈ اسپیکر اور اگر رات کا وقت ہو تو روشنی کی سہولت بہم پہنچائیے۔

۲۔ پنڈال سے قریب جہاں آپ کے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے دفاتر کے لیے خیمے نصب کیے جائیں وہیں آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ اور اس کی مجلس استقبالیہ کے دفاتر کے لیے موزوں اور نمایاں مقام پر خیموں کا انتظام فرمائیے۔

۳۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے ڈیلی گیٹز کے قیام کے لیے ڈیلی گیٹز کیمپ یا وزیٹرز کیمپ میں دو سو اشخاص کے قیام کے قابل جگہ کو محفوظ فرمائیے۔ میرے لیے سہولت کا باعث ہوگا۔ اگر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے ڈیلی گیٹز ایک ہی جگہ ٹھہریں۔

میں ان امور کی نسبت آپ کے تشفی بخش جواب کا منتظر ہوں۔ خصوصاً

اسٹیٹس مسلم لیگ کی نشستوں کے اوقات اور تاریخوں کا علم قبل از قبل ہو جائے تو مجھے دعوت ناموں کے جاری کرنے اور اعلان و تشہیر میں مدد ملے گی۔

آپ کے اعلان کے بموجب میں ذاتی طور پر اس اطلاع دہی کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں انشاء اللہ اجلاس سے دو روز قبل کراچی پہنچوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے قیام کے انتظام کو آپ اپنی مصروفیتوں میں فراموش نہ کریں گے۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۲۹۔ آذر ۱۳۵۳ف

(مطابق ۴۔ نومبر ۱۹۴۳ء)

(۲۱۲)

جناب عنایت اللہ خاں صاحب المشرقی

ادارہ علیا ہندیہ۔ اچھرہ۔ لاہور

آپ کا حکم نامہ شمارہ (۱۰۶۰۷) مورخہ ۲۔ نومبر ۱۹۴۳ء پہنچا۔ بنگال کے فاقہ زدوں کی امداد کے لیے مجھ سے جو کچھ ہو سکا کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ خاکسار تحریک کے بنیادی اصولوں سے کامل اتفاق کے باوجود مجھے اب آپ کی قیادت اور صلاحیت قیادت پر قطعاً اعتماد نہیں رہا ہے۔ اس لیے میں اس تحریک سے اپنی کامل بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں اور آپ کے احکام کی تعمیل سے قاصر ہوں۔ والسلام۔

۱۱۔ نومبر ۱۹۴۳ء

(۲۱۳)

ڈاکٹر ناظر یار جنگ بہادر
حیدرآباد

نواب صاحب مکرم و محترم۔ میں آج چار روز بعد گھر واپس آیا اور جناب کے گرامی نامہ سے یہ معلوم کر کے انتہائی مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا ڈاکٹر سید سلیمان ندوی صاحب حیدرآباد تشریف لائے ہیں۔ گزشتہ مرتبہ جب ان کی تشریف آوری کی خبر تھی میں چشم براہ تھا۔ کل بروز دوشنبہ شام کو ۵½ بجے آپ اور وہ میرے ساتھ چائے نوش فرمائیں تو میرے لیے مسرت و سعادت کا موجب ہوگا۔ فقط

۱۳۔ اسفندار ۱۳۵۳ف
(مطابق ۱۶۔ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۱۴)

نواب داؤد جنگ بہادر
حیدرآباد

عم محترم تسلیم۔ گرامی نامہ مورخہ ۱۱۔ محرم اور معروضہ کی نقل وصول ہوئی۔ نظام کلب کی اصلاح اور اس کے قدیم مستحسن روایات کی بقاء کا جہاں تک تعلق ہے میں آپ سے بالکل متفق ہوں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جیسے ہی مجھے اس بات کا علم ہوا کہ کلب میں خلاف روایات قدیم خواتین کو مہمان ہی کی حیثیت سے سہی داخلہ کی اجازت دے دی گئی تو میں نے

استعفیٰ دے دیا جس کو کئی ماہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ مجھ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ میں نے اصلاح کی کوشش کرنے کی بجائے استعفیٰ کیوں دے دیا۔ میں خود بھی عادت کے خلاف اپنی کمزوری سمجھتا ہوں۔ لیکن دوسرے زیادہ اہم کاموں میں اس قدر مصروف ہوں کہ کلب کی اصلاح کے لیے وقت نکالنے سے قاصر تھا۔ آپ کی سعی و کوشش قابل مبارک باد ہے لیکن اس کا جو طریقہ اختیار کیا گیا اس سے مجھے اختلاف ہے۔ حضرت بندگان عالی کی ذات اقدس کو اس قسم کے مسائل سے ہمیشہ بالاتر رہنا چاہیے اور ہم وابستگان دامن کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ ان کو صرف مہمات سلطنت میں مشغول رہنے کا موقعہ دیں۔ کلب کی اصلاح کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے ہم خیال اصحاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک کروائیں اور ان کی کثرت رائے سے کلب کی روایات قدیم کو برقرار رکھیں۔ آخر میں اگر گستاخی نہ سمجھی جائے تو یہ عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ کسی سوسائٹی کا کلب اس معاشرہ کے ذہنی و عملی کیفیات کا عکس ہوتا ہے۔ جب تک معاشرے کے ارکان فرداً فرداً اپنی اصلاح نہ کریں کلب کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

آپ کا نیاز مند

۱۴۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۷۔ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۱۵)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

حیدرآباد

ڈاکٹر صاحب مکرم و محترم

دونوں خط وصول ہوے۔ مولوی محمد مظہر صاحب کا جواب باعث اطمینان خاطر ہوا۔ تاریخ اسلام کی پروفیسری کے لیے آج شب کو وزیر مالیہ سے مل رہا ہوں۔ مولوی ابوالوفا صاحب کے متعلق مولوی عبدالقدیر صاحب سے تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے لیکن اس گفتگو کے دوسرے ہی دن وہ بدایوں چلے گئے۔ ان کی واپسی کا منتظر ہوں۔ واپس آتے ہی پھر مل کر قطعی طور پر طے کرنے کی کوشش کروں گا۔ فقط

۱۵۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۱۶)

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب

ناظم صنعت و حرفت سرکار عالی

مکرمی۔ مسلم نوجوانوں میں اشتراکیت کے بڑھتے ہوے میلانات کو محسوس کر کے میں نے اپنے بعض احباب کے مشورے سے یہ ارادہ کیا کہ دنیا کے موجودہ نظام ہائے معاشی کو مدنظر رکھ کر اسلامی نظام معاشی کا مقابل مطالعہ کیا جائے اور اگر ہو سکے تو کوشش کی جائے کہ اسلامی نظام معاشی کو ایک قابل عمل مرتب صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے میں نے ایک کمیٹی بھی مرتب کر لی ہے۔ اور اس کے محترم ارکان نے دنیا کے مختلف نظام ہائے معاشی پر یادداشتیں مرتب کرنا شروع کر دی

ہیں۔ ان میں سے ایک یادداشت نظام اصل داری واشتراکیت مرتبہ ڈاکٹر انور اقبال قریشی چھپ کر تیار ہوگئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ ملفوف ہے تمام متفق الرائے ہیں کہ اس کمیٹی میں آپ بھی بحیثیت رکن شرکت فرمائیں عنقریب اس کا اجلاس منعقد کر کے آپ کی خدمت میں اطلاع کروں گا۔ آپ کے تعاون واشتراک کا دل سے متمنی ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے فقط

۲۲۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

مطابق ۲۵۔ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۱۷)

نواب فخر نواز جنگ بہادر

محکمہ صنعت و حرفت

نواب صاحب مکرم و محترم

آموں کے درخت پہنچے۔ اظہار تشکر میں شہنشاہ عالمگیر کے ایک شعر پر ایک مختصر سی تحریف کے ساتھ اکتفا کرتا ہوں جو انھوں نے ابوالحسن تانا شاہ کو جنگ سے قبل لکھا:

انبہ فرستادہ صحبی من

انبتہ اللہ بنا تا حسنا

دل شکر گزار ہے اور زبان فصل آنے کے بعد رطب اللسا ہو جائے گی۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے فقط۔ ۲۲۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۵۔ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۱۸)

ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ

یور ہائینس۔ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے سکریٹری نے مجھے یور ہائینس کے پرائیوٹ سکریٹری کا خط مورخہ ۳۔ فروری کی نقل روانہ کی ہے جس کو پڑھ کر مجھے مسرت ہوئی ہیں ممنون ہوں کہ یور ہائینس نے نہ صرف میرے کپورتھلہ آنے کو پسند فرمایا بلکہ مجھے اسٹیٹ گیسٹ کی حیثیت سے وہاں قیام کرنے کی دعوت دی۔ افسوس ہے کہ اپنی علالت کی وجہ سے میں ۲۰۔ فروری کو کپورتھلہ نہ آسکوں گا۔ اور میرا پنجاب کی ریاستوں کا دورہ مارچ کے اواخر تک بڑھ جائے گا۔ اپنے آنے کی تاریخوں سے میں بروقت یور ہائینس کو اطلاع دوں گا۔ مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ دسمبر میں جب یور ہائینس حیدرآباد تشریف لائے تھے تو میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے کراچی گیا تھا۔ اور یور ہائینس کی ملاقات کی مسرت حاصل نہ کرسکا۔ مجھے یقین ہے کہ کپورتھلہ میں میری آمد یور ہائینس کی مسلم رعایا اور حکومت کے درمیان بہتر تعلقات کے قائم ہونے کا باعث ثابت ہوگی۔ فقط

۱۴۔ فروردی ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۶۔ فبروری ۱۹۴۴ء)

(۲۱۹)

محمود الحسن صاحب صدیقی

ناگپور۔

مکرمی۔ آپ کے دونوں خط پہنچے۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کے پرائیوٹ سکریٹری کا خط پڑھ کر اطمینان ہوا۔ خلیفہ امام الدین کے خط سے مجھے بھی تشویش ہونے لگی تھی۔ پنجاب کی صوبہ مسلم لیگ نے ابھی تک اپنے اجلاس کی تاریخوں کا اعلان نہیں کیا ہے۔ اس لیے آپ فوراً کپورتھلہ کو اطلاع دیجیے کہ ان کے خط کا شکریہ۔ جیسے ہی میرے سفر کی تاریخیں معین ہوں گی۔ میں ان کو مطلع کروں گا۔ میں خود بھی مہاراجہ صاحب کو شکریہ کا خط لکھ رہا ہوں۔ جب پنجاب جاؤں گا تو مالیر کوٹلہ ضرور جاؤنگا۔ اور ہز ہائینس مالیر کوٹلہ کو اطلاع دے دوں گا۔

آپ کی رائے سے متفق ہوں کہ ان ریاستوں میں میری آمد پر کوئی مظاہرہ نہ ہونا چاہیئے، اور میری آمد خاموش ہونی چاہیئے۔

حکیم صاحب کی طرف سے بہت تشویش ہے۔ خدا ان کو جلد صحت دے۔ آپ کے معاملے میں شکور صاحب کو ضرور لکھوں گا کہ نواب صاحب بھوپال کی خدمت میں یاددہانی کریں۔ کوچین کے اخبار کے لیے پیام روانہ کر رہا ہوں۔ ورکنگ کمیٹی کے ارکان کے نام روانہ فرما کر مجھ سے منظور کروا لیجیے۔ اعلان آپ جب مناسب سمجھیں کریں۔ لیگ کے مالیہ کی طرف سے میں خود بھی فکرمند ہوں۔ انشاء اللہ مالیر کوٹلہ، پالن پور اور بھوپال کے نواب صاحبان سے کچھ نہ کچھ وصول ہو جائے گا۔ عام اپیل کا مسودہ جلد روانہ فرمائیے۔

۱۴۔ فروردی ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۱۶۔ فبروری ۱۹۴۴ء)

مسٹر جناح

کراچی میں تفصیلی ملاقات کا موقع نہ ملا۔ اپنی رفیقۂ حیات کی علالت کی وجہ سے میں مجبور ہوا کہ جس دن آپ کے ساتھ کراچی کلب میں ڈنر کھانے کی مسرت حاصل ہوئی تھی۔ اس کے دوسرے ہی دن ہوائی جہاز سے واپس جاؤں۔ کراچی میں مسلم لیگ کے آخری اجلاس میں میں نے جو تقریر آپ کے حکم سے کی تھی اس کی نسبت آپ کی ورکنگ کمیٹی کے کئی ارکان کو خفا پایا مجھے معلوم نہیں کہ خود آپ اس کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں لیکن اس کے جو اثرات میں محسوس کر رہا ہوں وہ یہ ہیں کہ ہندوستان کے ہر گوشہ سے میرے پاس اس وقت سینکڑوں خطوط وصول ہوئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کی بے عملی اور بے جا مصلحت اندیشی کا جو غلط تصور آپ کی پالیسی اور حکمت عملی سے ناواقفیت کی بناء پر عوام اور خصوصاً نوجوانوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس کا اس تقریر نے بڑی حد تک ازالہ کر دیا ہے۔ آج آپ کو زحمت دے رہا ہوں، وہ کشمیر کے معاملات میں یاد دہانی کے لیے ہے۔ اخبارات میں پڑھا تھا کہ نیشنل کانفرنس کے لیڈر شیخ محمد عبداللہ آپ سے ملاقات کرنے والے ہیں لیکن ان کے ملاقات کرنے کی خبر میں نے نہیں پائی۔ ایک اطلاع یہ بھی اخبارات میں ملی تھی کہ وہاں نئے دیوان کا تقرر ہو گیا ہے۔ گزشتہ نومبر میں جب میں دہلی آیا تھا تو میں نے وائسرائے کے پولیٹیکل ایڈوائزر سر فرانسس ویلی ۔ ۔ ۔ ۔ سے بھی بعض ریاستی

مسائل کے سلسلہ میں ملاقات کی تھی اور کشمیر کے معاملے میں خاص طور پر گفتگو کی تھی ضرورت ہے کہ آپ اس معاملہ کو اپنی اہم ترین مصروفیتوں میں سے ایک خیال فرمائیں اگر آپ کا قصد ابھی کچھ دنوں دہلی جانے کا نہ ہو تو میں بعض اور مسائل کے سلسلہ میں ملاقات کا متمنی ہوں۔ مجھے بہ نسبت دہلی کے بمبئی آنے میں سہولت ہوگی۔

مس جناح کی خدمت میں سلام پہنچائیے۔

میری دعا ہے کہ خدا ملت اسلامیہ کی رہبری کے لیے آپ کو عمر طویل عطا فرمائے۔

۱۱۔ فروری ۱۹۴۴ء

(۲۲۱)

مولوی سید قاسم صاحب رضوی

لاتور

مکرمی۔ آپ کے خطوط اورنگ آباد سے بھی وصول ہوئے تھے اور لاتور سے بھی۔ اغذیہ کے سلسلہ میں اس قدر مشغول رہا کہ جواب میں تاخیر ہوی۔ آپ نے جن حالات کی اطلاع دی۔ اس سے میرا واقف ہو جانا بہت اچھا ہوا۔ تفصیلات خط میں لکھنا خلاف مصلحت ہے۔ آئندہ مجلس عاملہ میں جب آپ تشریف لائیں گے تو گفتگو ہوگی۔ لاتور میں آئندہ جلسہ کے انعقاد کا کب قصد ہے۔ محکمہ سرکار نے آپ کی سابقہ درخواست انعقاد جلسہ غالباً مدت درخواست قلیل ہونے کی وجہ سے نامنظور کی ہے۔ ورنہ منظوری

کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اب جلسہ نہ کرنا غلطی ہوگا۔ صفر کے اواخر میں یا ربیع الاول کے اوائل میں کوئی تاریخ مقرر کر کے مجھے بھی مطلع فرمایئے تاکہ اس کو محفوظ کرلوں اور ضروری درخواست بھی دے دیجیے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

۸۔ فروردی ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۰۔ فروری ۱۹۴۴ء)

(۲۲۲)

مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی

سیتاپھل منڈی

مخدوم و محترم۔ گرامی نامہ پہنچا۔ اس کو مفدرت نامہ سے زیادہ اور اپنے لیے باعث افتخار اور سند تصور کرتا ہوں۔ دعا فرمایئے کہ خدا اخلاص و صداقت سے کبھی محروم نہ کرے اور ملت اسلامیہ کی وہ خدمت لے جو اس کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ آپ کے شرف ملاقات کا ہر وقت متمنی رہتا ہوں لیکن اپنے مشاغل کی کثرت سے مجبور رہوں۔

میرے لیے باعث منت ہوگا اگر آپ ملت اسلامیہ اور سلطنت آصفیہ کی خدمت کے لیے میری رہنمائی فرماتے رہیں گے۔ آپ کی دعاؤں کا متمنی۔

۳۰۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۔ فروری ۱۹۴۴ء)

(۲۲۳)

محمود الحسن صدیقی صاحب
ناگپور

مکرمی۔ آپ کا خط مورخہ ۳۰۔ جنوری پہنچا۔ آل انڈیا اردو کانفرنس میں اپنی عدم شرکت کے وجوہ کا آپ کو ایک خط میں تفصیل سے لکھ چکے تھے۔ بلکہ یہ خواہش کی تھی کہ آپ خود ان وجوہ کانفرنس میں اظہار کر کے میری طرف سے معافی چاہیں۔ بات صرف یہ تھی کہ کئی ماہ قبل میں نے حیدرآباد کے ضلع بیدر کے ایک قصبہ بھالکی میں جلسہ کی تاریخ عین ان ہی دنوں میں مقرر کر دی تھی۔ جن دنوں ناگپور میں اردو کانفرنس منعقد ہو رہی تھی اور وہاں دیہاتیوں کا اجتماع ہو رہا تھا جس کے جمع کرنے کے لیے بانیان جلسہ نے دور دور کے دیہات کا دورہ کیا تھا اور اس جلسہ کا تبدیل کرنا ناممکن تھا۔

آپ کی تجویز بہت مناسب ہے کہ جبل پور میں سنٹرل زون کی کانفرنس طلب کی جائے۔ صدارت کے لیے نواب سر محمد یوسف کا انتخاب ہر طرح مناسب ہوگا۔ آپ ان سے میری طرف سے درخواست کیجیے مجلس عاملہ کے ناموں کا منتظر ہوں۔ اور آپ کی اس تجویز سے بھی متفق کہ مجلس عاملہ کا آئندہ اجلاس ورنگل میں اتحاد المسلمین کے جلسہ کے ساتھ ہو۔ حکیم صاحب کی قائم مقامی کا جلد انتظام فرمایئے۔ حیدرآباد کی مسلم مرچنٹس السوسی ایشن کے دو رزولیوشن ملفوف ہیں ان کی نسبت متعلقہ ریاستوں سے مراسلت فرمایئے۔ بیگم صاحبہ کی خدمت میں اور میری شریک حیات کا سلام۔ امید کہ سب خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۳۰۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۔ فروری ۱۹۴۴ء)

(۲۲۴)

مولوی میر لائق علی صاحب

حیدر آباد

مکرمی۔

ایک ہزار روپے کا چک وصول ہوا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کو پہنچا دیا گیا ہے۔ یہاں کے مسلم تاجران اغذیہ کل آئے تھے۔ بڑی دیر تک گفتگو ہوی اور آج پھر اپنی جگہ غور کر کے مجھ سے ملیں گے اور نتیجہ سے آپ کو کل تک مطلع کروں گا۔ فقط

۲۵۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۲۵)

نواب ناظر یار جنگ بہادر

حیدر آباد

نواب صاحب مکرم۔ کل میں نے چاہا کہ جلسہ تقسیم اسناد ہی میں آپ کو میر لائق علی صاحب کا چک دے دوں لیکن آپ مجمع رفقاء میں تھے اور میں آپ کی رفاقت سے محروم۔ چک ملفوف ہے۔ اس پر میں نے دستخط کر دیے

ہیں۔ میرے دستخط کے اوپر آپ ان صاحب کا نام لکھ دیجیے جن کے ذریعہ مولانا رقم برداشت فرما رہے ہیں۔ خان بہادر یکشنبہ کو میرے یہاں شریک دعوت رہیں گے اور وہیں اپنا چک مولانا کی خدمت میں پیش کریں گے۔ سلیمان حاجی دادا اور عبدالرزاق صاحب پر بھی تقاضہ جاری ہے۔ رقم وصول ہوتے ہی ارسال کروں گا۔ مولوی عبدالباسط خاں صاحب سے ٹیلیفون پر گفتگو ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جب کہ حیدرآباد کے عوام فاقہ کشی اور مصیبت کا شکار ہیں نواب ظہیر یار جنگ بہادر راجہ پیٹھ کے جنگلوں میں مصروف شکار ہیں۔ ۱۸ دن کا پروگرام ہے۔ جن میں سے صرف چار دن گزرے ہیں۔ مولوی عبدالباسط خاں صاحب نے نہ صرف امداد بلکہ دارالعلوم کی وکالت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مگر اس شرط سے کہ مولانا تو اس وقت تک تشریف نہ رکھیں گے مگر آپ ان کے ہمراہ نواب صاحب کی خدمت میں جائیں اور مولانا کی طرف سے نواب صاحب کے نام ایک مکتوب آپ کے ہمراہ ہو۔ میں نے اتوار کو اپنی دعوت میں خاں صاحب کو بھی زحمت دی ہے۔ اگر مولانا کا مکتوب اسی دن ان کو دکھا لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ سر عقیل جنگ بہادر سے ابھی وقت کا تعین نہیں ہوا۔

۲۵۔ اسفندار ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۲۶)

پٹھان رسول خاں صاحب

بڑودہ

مکرمی۔ مجلس اتحاد المسلمین اودے پور گویا کہ وہاں کی مسلم لیگ ہے اپنے گزشتہ دورے میں اودے پور کے مخصوص حالات کے مدنظر میں نے اس کو اسی نام سے قائم کیا تھا۔ اب وہ اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ سے صدارت کی خواہش کی تھی۔ چونکہ میں جنوبی ہند کی ریاستوں کے دورے پر جا رہا ہوں۔ اس لیے میں نے ان کو ہدایت کی کہ آپ سے درخواست کریں۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ ان کی درخواست کو قبول فرمائیں گے میں نے اپنے مستقبل کے لیے جو ارادے قائم کیے ہیں ان کے مدنظر میں چاہتا ہوں آپ ریاستوں میں جاتے رہیں اگر آپ نے ان کی اور میری اس خواہش کو قبول فرمالیا تو حسب ذیل چند امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ اودے پور انتہائی (BACK WARD) ریاست ہے۔ آپ وہاں پہنچ کر اپنے آپ کو رانا پرتاب کے عہد میں محسوس کرنے لگیں گے۔ سیاسی بیداری وہاں نام کو نہیں ہے اس لیے ابتدا میں ستیا کی بجائے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق۔ تعلیم، اخلاقی اصلاح اور مذہبی پابندی کی تلقین کرنا مناسب ہوگا۔

۲۔ مسلمان اول تو بہت کم تعداد میں ہیں اور جو ہیں بھی وہ غیر تعلیم یافتہ مفلس اور زیادہ تر حکومت کی چھوٹی ملازمتوں میں شامل ہیں۔ ان میں بوہیر کی جماعت تعداد اور بیداری میں سب سے پیش پیش ہے۔ ان بوہیر میں دو فرقے ہیں ایک ملا طاہر سیف الدین صاحب کا حامی اور دوسرا مخالف مخالف طبقہ عام مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ ملا صاحب کا حامی طبقہ عام مسلمانوں کا موئید نہیں ہے بلکہ انھوں نے اپنے مدارس میں بھی عام مسلمانوں

کے بچوں کی شرکت ممنوع قرار دے دی ہے۔ میں جب اودے پور گیا تھا تو ان کے عامل صاحب سے بھی ملاقات کی تھی اور انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ عام مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل کریں گے۔ اس کا ذکر میں نے گزشتہ ملاقات میں ملا طاہر سیف الدین صاحب سے بھی کر دیا تھا۔ آپ کو اپنے خطبہ صدارت اور ملاقاتوں میں اس حالت کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔

۳۔ وہاں ایک صاحب عبدالستار نامی نے ایک جماعت حمایت المسلمین قائم کی ہے لیکن حکومت بھی اس سے بدظن ہے اور مسلمانوں میں بھی عام طور ان کی نسبت اچھا خیال نہیں ہے۔ وہاں ایک جماعت غالباً اتحاد ملت کے نام سے قائم ہے اس کے اغراض و مقاصد برے نہیں ہیں لیکن میرے زمانہ قیام میں ان ساری جماعتوں کے لیڈرز نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی تھی کہ اپنی جماعتوں کو تحلیل کر کے سب کے سب نئی قائم شدہ مجلس اتحاد المسلمین کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ آپ کو اودے پور پہنچ کر ان اختلافات کا مطالعہ کرنا ہے کہ مجھ سے کیے ہوئے وعدوں پر وہ کس حد تک قائم ہیں۔

مسلمانوں کی کمزوری، جہالت، باہمی افتراق اور حکومت کی قدامت پرستی، استبداد، ان تمام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضرورت ہے کہ آپ اپنے خطبہ میں سیاسیات پر بہت کم گفتگو کریں بلکہ کریں ہی نہیں اور یہ واقعہ ہے کہ اودے پور میں فی الحال سیاسی مسائل ہیں ہی نہیں۔ باقی حالات کا آپ خود اندازہ فرمالیں گے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۸۔ فروردی ۱۳۵۳ف
(مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۴۴ء)

(۲۲۷)

شفیق الملک خاں بہادر محمد عباس خاں صاحب
ارکاٹ سرنیواس چار روڈ۔ بنگلور سٹی

مکرمی۔ آپ کے دو خط مولوی عبدالجبار خلیل صاحب کا مکتوب وصول ہوا میرا پروگرام ہے کہ میں انشاءاللہ ۲۴۔ فروری کی صبح کو حیدرآباد سے روانہ ہو کر اسی دن شب کو انتنا پور پہنچوں گا اور دوسرے دن ۲۵۔ فروری کو ساڑھے گیارہ بجے انتنا پور سے روانہ ہو کر اسی دن شام کو مغرب سے قبل انشاءاللہ بنگلور پہنچ جاؤں گا۔ آثار ایسے ہیں کہ شاید قدرت کو منظور نہیں ہے کہ میں آپ کی پوری طرح خدمت کر سکوں۔ دو تین روز سے نزلہ اور بخار ستا رہا ہے دعا کیجیے کہ جلد اچھا ہو جاؤں میری تقریریں جس قدر کم رکھی جائیں مناسب ہے میرا قصد بنگلور میں تین دن سے زیادہ قیام کا نہیں ہے۔ اسی دوران میں تھوڑی دیر کے لیے چن پٹن جا کر واپس آجاؤں گا۔ مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی کو لانے کی کوشش کروں گا لیکن بہت کم امید ہے کیوں کہ آج کل یہاں مولانا سید سلیمان ندوی ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان کے ساتھ بہت مصروف ہیں۔ مولانا سید مرتضیٰ صاحب کی خدمت میں بھی عرض کروا رہا ہوں۔ میں آپ کا مہمان ہوں آپ مجھے جہاں کہیں ٹھہرا دیں گے میرے لیے باعث مسرت ہوگا۔ فقط

۱۹۔ فروردی ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۱۔ فروری ۱۹۴۴ء)

(۲۲۸)

نواب ناظر یار جنگ بہادر

حیدر آباد

نواب صاحب مکرم و محترم

میں کل شب کو اپنے دورہ سے واپس آیا۔ ملابار کی حالت بہ نسبتاً بہتر ہے۔ وہاں حسب ذیل حضرات سے میری ملاقات ہوی۔

۱۔ خان صاحب اسمعیل حاجی عیسیٰ سیٹھ ام۔ ال۔ سی۔ کوچین

۲۔ خان بہادر پی۔ ام اٹاکویا تھانگل ام۔ ال۔ اے کالی کٹ

۳۔ مسٹر کے یم۔ سیدھی بی۔ اے۔ ایڈوکیٹ۔ تلیچری

۴۔ سلطان عبدالرحمن علی راجہ صاحب یم۔ ال۔ اے۔ کنانور

اور ان سب سے ملابار کے متعلق تفصیلی گفتگو بھی ہوی جس کو بالمشافہ بیان کرنا ہی مناسب ہوگا۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ آپ اس کمیٹی کا جو آپنے ملابار کی امداد کے لیے قائم کی ہے ایک اجلاس کسی قریب ترین تاریخ میں اپنے دولت خانہ پر طلب فرماکر مجھے بھی اس میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ میں اس وقت وہاں کے صحیح حالات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اور آپ کی کمیٹی کو صحیح فیصلہ کرنے میں مدد ملے گی۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۸۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ ف
(مطابق ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۲۹)

نواب صاحب پالن پور
یور ہائینس

بہت دن ہوئے کہ میں اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور پریشانیوں کی وجہ سے آپ سے تخاطب کی مسرت حاصل نہ کر سکا کراچی کے اجلاس مسلم لیگ میں جاتے وقت پالن پور سے گزرا لیکن قصد تھا کہ واپسی میں یور ہائینس کو مطلع کر کے دو روز یور ہائینس کی مہمانی کا شرف حاصل کروں گا۔ لیکن کراچی میں اطلاع ملی کہ میری رفیقہ حیات سخت علیل ہو گئی ہیں اس لیے بجائے ریل کے میں نے ہوائی جہاز سے واپس آنا مناسب تصور کیا اور اس طرح یور ہائینس کے شرف نیاز سے محروم رہا۔

اس وقت یور ہائینس کو ایک نہایت اہم اور ضروری اسلامی خدمت کی طرف متوجہ کرنے کی مسرت حاصل کر رہا ہوں۔ ہندوستان میں عرصۂ دراز سے یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں ایک بہت بڑی کمی اخبارات اور نیوز سروس کی ہے۔ ہندوستان کا کوئی صوبہ ایسا نہیں ہے جہاں کانگریسی ہندو مہاسبھا یا انگریزی حکومت کے ترجمان اخبارات کافی تعداد میں موجود نہ ہوں اور یونائیٹڈ پریس اور اسوسی ایٹیڈ کے نام سے ان کی دو نیوز ایجنسیاں ان کے اغراض و مقاصد کی اشاعت و تبلیغ کا کام

عمدگی سے ادا کر رہی ہیں۔ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح نے آج سے چار سال قبل ان دونوں امور کی طرف توجہ کی اور ایک طرف ان کی رہنمائی سے دہلی کے اخبار ڈان کا اجراء عمل آیا تو دوسری طرف ان کی سرپرستی میں بہار کے مخلص قومی کارکن مولوی سید محمد صاحب بیرسٹرایٹ لا نے اورینٹ پریس سروس اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی ہے۔ اور مسلمانوں کی بہترین خدمت انجام دے رہی ہے۔ پنجاب صوبہ سرحد اور حیدرآباد کی حکومت نے اس کی مستقل امداد منظور کی دہلی کے آل انڈیا ریڈیو نے اس کی خدمات حاصل کیں اور ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے اخبارات اس کی خبریں وصول کر رہے ہیں اس طرح اس کا حال بیشک اطمینان بخش ہے لیکن اس کے مستقبل کا انحصار یور ہائینس جیسے مدبر امراء و رؤسا کی سرپرستی پر منحصر ہے۔ اس کے ایک ڈائرکٹر کی حیثیت سے میں یہ عریضہ اس کے مینجنگ ڈائرکٹر مولوی سید محمد صاحب بیرسٹرایٹ لا کو دے رہا ہوں کہ وہ اس کو خود یور ہائینس کے ملاحظہ میں پیش کریں اور متوقع ہوں کہ یور ہائینس اپنی روایاتی فراخ دلی سے اس کی سرپرستی فرمائیں گے۔

امید ہے کہ یور ہائینس اور ہر ہائینس بخیر و عافیت ہوں۔ میری طرف سے ہر ہائینس بیگم صاحبہ محترمہ اور صاحبزادہ صاحب اطال اللہ عمرہ کی خدمت میں آداب و تسلیمات پہنچانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

آپ کا مخلص نیازمند ۸۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

محمود الحسن صاحب صدیقی

ناگپور

مکرمی۔ میں میسور اور کوچین گیا تھا کل ہی واپس آیا ہوں اور دونوں گرما کی تعطیلات کو پھر سے بیدار کیا ہے۔ مولوی محمود شریف صاحب ایڈوکیٹ اس پر آمادہ ہیں کہ آئندہ گرما کی تعطیلات میں جنوبی ہند کی ریاستوں کا دورہ کر کے بہادر یار جنگ کمیٹی کے کام کی تکمیل کر لیں میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ آپ تنہا ہی کو اس کا مجاز گردان کر ان کو دورہ پر روانہ کر دیں کوچین میں جو صاحب معتمد تھے اب وہ بدل گئے ہیں۔ اور نئے معتمد و صدور صاحب کو آپ کے سوال بند کا علم ہی نہیں ہے۔ ان کو ایک سوال بند روانہ کر کے جواب طلب کر لیجیے۔ میں نے ان کو آمادہ کر لیا ہے کوچین اسٹیٹ لیگ نے اپنے الحاق کی فیس ۲۵ روپے اور اپنا سال حال کا کوٹہ (۱۰۱) روپے مجھے ادا کر دیا ہے۔ آپ اس کے صدر خاں صاحب اسمٰعیل حاجی عیسیٰ سیٹھ ایم۔ ایل۔ سی ٹین چری کوچین کو ان رقوم کی رسید روانہ کر دیجیے اور اس رقم کو اپنی کردی میں جمع کر کے اس کا خرچہ میرے پاس امانت کی صورت میں لکھ دیجیے۔

میرا پنجاب کا دورہ کچھ غیر معمولی مصروفیتوں اور کچھ مالی مشکلات کی وجہ سے فی الحال ملتوی ہے۔ انشاء اللہ جبل پور آؤں گا۔ آپ کے روانہ کردہ گوشوارہ جات حساب من ابتدائے نومبر ۱۹۴۳ء تا فروری ۱۹۴۴ء وصول

ہوئے ارکان ورکنگ کمیٹی فہرست میں نے دیکھ لی۔ میرا خیال تھا کہ کشمیر سے میر واعظ محمد یوسف صاحب کو لیا جاتا آپ نے ان کے بھائی محمد امین صاحب کو رکھا ہے۔ مناسب ہوگا کہ ان دونوں ناموں میں سے کسی ایک کی نسبت چودھری غلام عباس صاحب سے مشورہ کر لیجیے۔ زیادہ بہتر تو یہ ہوگا کہ کشمیر کو تین ارکان دیجیے اور نمبر (۱۷) پر آپ نے جو ڈاکٹر اے ایچ جیلانی کا نام اضافہ کیا ہے۔ ان کی بجائے جے پور کو ایک اور نمائندگی دیجیے اور مولوی عبدالحئی فائر کو ورکنگ کمیٹی میں ضرور رکھیے باقی فہرست مناسب ہے کوچین کا نام میں نے بدل دیا ہے کیونکہ ہاشم سیٹھ اب ملازم ہو گئے ہیں۔ آپ کا روانہ کردہ مسودہ اپیل میں نے پڑھا بہت مناسب ہے۔ اس کو شائع کر دیجیے میں نے اس میں سے صرف ایک فقرہ کاٹ دیا مجھے یقین ہے اس کی نسبت آپ کو کوئی غلط فہمی نہ ہوگی۔ اس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ چندہ ایک ہی جگہ جمع رہے۔ فقط

۸۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ف
(مطابق ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۳۱)

مولوی سید قاسم رضوی
لائلپور۔

آپ کا خط پہنچا۔ مجھے یہ معلوم کر کے سخت تعجب و رنج ہوا کہ آپ کے نامعقول تعلقدار نے آپ کو جلسہ کی اجازت نہیں دی۔ اس نے

کیا وجوہ بتائے ہیں مجھے علم نہیں ہے۔ آپ کے معتمد صاحب کا منتظر ہوں کہ اقتناعی مراسلہ کو دیکھ کر مستقبل کی نسبت رائے قائم کروں۔ ہم اس کارروائی کو یوں ہی نہیں چھوڑ دیں گے اور انشاء اللہ اجازت حاصل کر کے اور جلسہ منعقد کر کے رہیں گے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۱۰۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۴۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۳۲)

خاں صاحب عبدالرحمٰن خاں صاحب

(کھام گاؤں۔ بہار)

خاں صاحب مکرم

ایک زمانہ سے میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ برار و سی پی کی فضا اب آپ کے لیے سازگار نہیں رہی اور میری دلی تمنا تھی کہ کسی طرح میں حیدرآباد کے لیے آپ کی خدمات کو حاصل کر سکوں۔ لیکن کوئی صورت اس کے لیے پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے میں اس قابل ہو گیا ہوں کہ آپ سے ایک درخواست کروں۔ میں نے مجلس اتحاد المسلمین کے لیے ایک پیڈ سکرٹری کے رکھنے کا تہیہ کر لیا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے اس کے مالی پہلو کی طرف سے بھی کامل اطمینان ہو گیا ہے۔ میں نے خوب غور کرنے کے بعد اس خدمت کے لیے آپ کا انتخاب کیا ہے اور خدا سے توقع رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ میرا یہ انتخاب غلط نہ ثابت ہو گا میں چاہتا ہوں کہ

مجلس کا پیڈ سکریٹری نہ صرف اپنی قابلیت کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتا ہو بلکہ مالی حیثیت سے بھی اس کارپوریشن حیدرآباد کے کسی ابتدائی گریڈ کے گزٹیڈ افسر سے کم نہ ہو اس لیے خدا کے فضل سے میں نے انتظام کیا ہے کہ مجلس کے پیڈ سکریٹری کی ابتدائی تنخواہ دو سو روپیہ سکہ عثمانیہ ماہوار ہو اور سالانہ دس روپیہ کی ترقی کے ساتھ مجھے توقع ہے کہ میں اس کو بلا کسی اندیشہ کے تین سو روپے ماہوار تک ترقی دے سکوں گا، اور مجھے خوشی ہوگی اگر خدا ایسے اسباب پیدا کرے کہ مجلس اس کو اس سے زیادہ بھی ادا کر سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس معاملہ میں بلا تامل اپنی رضامندی سے مجھے مطلع فرمائیے اور اپنے مستقل طور پر ورود کی تاریخ سے اطلاع دیں۔ آپ یہاں بیٹھ کر آسانی سے سی پی اور ہندوستان کی سیاسیات سے متعلق رہ سکتے ہیں۔ اگر آپ نے اس کو قبول کر لیا تو آپ کے فرائض میں سے ایک چیز مجلس کے اخبار کی ادارت بھی ہوگی۔ میں نے اس مسئلہ میں اپنے کسی ساتھی سے مشورہ نہیں کیا اور آپ سے بھی متوقع ہوں کہ جب تک معاملہ طے نہ ہو جائے کسی کو مطلع نہ کریں۔

۱۶۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۰۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۳۳)

سر آرتھر لوتھیان
ریذیڈنٹ مقیم حیدرآباد

مائی ڈیر سر آرتھی

گو میں نہیں چاہتا کہ اپنے احباب کو زحمت دوں اور خصوصاً آپ کے سرکاری معاملات میں دخل دوں لیکن ایک معاملہ ایسا ہے کہ جس میں آپ کی توجہ مبذول کرانا اپنا انسانی فرض تصور کرتا ہوں۔ آپ شاید اس سے واقف ہوں کہ مشہور لیڈر مولانا ظفر علی خاں جو اب سنٹرل اسمبلی کے ممبر ہیں اپنی سیاسی زندگی شروع کرنے سے قبل حیدر آباد میں ملازم تھے اور انھوں نے برسوں حیدر آباد کی خدمت کی ہے۔ وہ یہاں سے ریٹائر ہوئے اور کئی سال تک پنشن پاتے رہے اس کے بعد بعض ایسے واقعات پیش آئے کہ شاید گورنمنٹ آف انڈیا کی مولانا سے ناراضی کی بناء پر حکومت حیدر آباد نے گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنی روایتی دوستی کے تقاضے سے ان کا پنشن بند کر دیا۔ جہاں تک میں جانتا ہوں مولانا ظفر علی خاں کی پالیسی گزشتہ چار پانچ سال سے حکومت برطانیہ کے لیے قابل اعتراض نہیں رہی ہے۔ مجھے ان کی وہ تقریر یاد ہے جو جنگ شروع ہونے کے چند دنوں بعد ہی شملہ کے اجلاس سنٹرل اسمبلی میں انھوں نے کی تھی اور جنگ میں ہندوستان کی امداد پر زور دیا تھا۔ اس کے بعد سے آج تک ان کا اخبار "زمیندار" (WAR ACTIVITIES) میں حکومت کی تائید کی ہے اور میں نے حکومت پنجاب اور صوبہ سرحد کے بعض ذمہ دار عہدہ داروں کی تحریریں دیکھیں جن میں زمیندار کی ان خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ مولانا اب اپنی عمر کے آخری (STAGES) سے گزر رہے ہیں اور یہ واقعہ حیدر آباد کی

تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہوگا کہ جس شخص نے حکومت حیدرآباد کی خدمت کی اس کا جائز معاوضہ حکومت حیدرآباد کی طرف سے روک دیا جائے میں اپنے ذاتی علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اس سے حیدرآباد کی ایک حد تک بدنامی بھی ہو رہی ہے۔ میں نے حکومت حیدرآباد کے ذمہ دار اصحاب سے اس مسئلہ پر گفتگو کی تو مجھے یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ اس خالص اندرونی (INTERNEL) انتظامی مسئلہ میں بھی وہ یہ معلوم کرنے کے منتظر ہیں کہ اب ظفر علی خاں صاحب کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کی پالیسی کیا ہے مجھے یقین ہے کہ اس اطلاع سے خود آپ کو تعجب ہوگا تاہم میں نے مناسب سمجھا کہ خانگی طور پر آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں۔ اگر آپ بھی مجھ سے متفق ہیں کہ یہ معاملہ حیدرآباد کی حکومت ہی کے غور کرنے کے قابل ہے اور اس کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے یا مولانا ظفر علی خاں کی موجودہ پالیسی کے مدنظر گورنمنٹ آف انڈیا کو کوئی عذر نہیں ہے کہ حیدرآباد ان کی مستحقہ پنشن کا بقایا ان کو ادا کرے اور آئندہ ان کے نام پنشن جاری کر دے تاکہ وہ اپنی بقیہ عمر اطمینان سے گزار سکیں تو از راہ کرم اپنے اس خیال کا کسی ملاقات میں نواب صاحب چھتاری یا خود (H.E.H) پر اظہار فرما کر مجھے اور مولانا ظفر علی خاں کو ممنون فرمائیے۔ اگر میں بھی (CONFIVEN DIAL) طور پر آپ کے خیال سے واقف ہو سکوں تو زیادہ منت کا باعث ہوگا۔

۲۴۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۸۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۳۴)

مولانا مسعود علی صاحب ندوی
دار المصنفین۔ اعظم گڑھ

مکرمی۔ آپ کا گرامی نامہ پڑھ کر میرے نفس نے جو حظ اٹھایا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اگر آپ نے اور آپ جیسے بعض اصحاب نے اس سلسلہ کو جاری رکھا تو پھر اس کے ضمیر پر غالب آجانے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ صرف اس قدر دعا کا طالب ہوں کہ خدا ویسا بنا دے جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔ میری سفر سے واپسی میں خلاف توقع کچھ دیر ہو گئی اور واپس آیا تو آپ اور مولانا سید سلیمان صاحب جا چکے تھے۔ نواب سید محمد جمال الدین حسین خاں صاحب آف کلیانی نے اپنا موعودہ ایک سو روپیہ کر عثمانیہ روانہ کر دیا ہے جس کے معادل کلدار بنا کر آپ کے نام منی آرڈر کر دوں گا۔ کاغذ کے متعلق مولوی میر لائق علی صاحب سے گفتگو ہوئی تھی۔ میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر بھی موجود تھے۔ کوشش جاری ہے۔ نتیجہ کے متعلق ابھی اطمینان دلانے کے قابل نہیں ہوں۔

آپ کی پر خلوص دعاؤں کا طالب۔

۲۴۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۲۸۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۳۵)

نواب غازی یار جنگ بہادر

عطر پہنچا۔ اور قلب و روح کی تازگی کا سامان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ

کی روح کو اپنے ذکر کی خوشبو سے آپ کے قلب کو اپنی محبت کے عطر سے ہمیشہ تازہ رکھے اور جب آپ اس کی فطرت کے تقاضوں کا مسرت کے ساتھ جواب دیں تو اس کے تقرب سے آپ کی روح ابدالآباد تک عنبر بیز رہے۔ آمین۔ اور آخر میں ایک خود غرض کی یہ بھی دعا ہے کہ اس پر آپ کی یہ عنایتیں کبھی کم نہ ہوں فقط

۲۷۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ف

(مطابق ۳۱۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

(۲۳۶)

نواب صدر یار جنگ بہادر (مولانا حبیب الرحمٰن شروانی)
آنریری جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس
سلطان جہاں منزل۔ علی گڑھ

نواب صاحب مخدوم و محترم

گرامی نامہ وصول ہوا۔ یاد فرمائی کے لیے شکر گزار ہوں لیکن یاد فرمائی میں تاخیر کے لیے شکوہ سنج۔ انشاء اللہ جبل پور میں شرکت کانفرنس کی مسرت کے ساتھ آپ سے ملاقات کی سعادت بھی حاصل کروں گا۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۲۹۔ اردی بہشت ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲۳۷)

ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب

شیخ جامعہ ملیہ اسلامیہ

مکرمی۔ ناظم صاحب حلقہ ہمدردان کا ایک خط نمبر ۳۵۰۷ مورخہ ۲۸۔ مارچ وصول ہوا جس میں انھوں نے ازراہ کرم ۲۵۔ روپیہ سالانہ میرے موعود چندہ کی یاددہانی کی ہے۔ ان کے اس خط سے مجھے اپنا ایک اور وعدہ یاد آگیا۔ ۳۲۵ روپے کلدار کا منی آرڈر مرسل ہے۔ ۲۵ روپے حلقہ ہمدردان میں میں جمع کروا دیجیے اور ۳۰۰ روپے اس طالب علم کے سالانہ اخراجات کے لیے محفوظ کروا دیجیے جس کو میں نے اپنا قرار دیا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب دہلی آجاؤں گا تو جامعہ آکر اپنے بچے کو دیکھوں گا اور اس سے ملوں گا۔ آپ نے بہت دنوں سے حیدرآباد کا قصد نہیں فرمایا۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۴۔ خورداد ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۸۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲۳۸)

عبدالقدیر صاحب بدایونی

منشی کے اور منشی فاضل کے نصاب میں غالباً قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر بھی شامل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس امر کا اعلان فرمائیں کہ جو طالب علم تفسیر میں ممالک محروسہ میں درجہ اول کامیاب ہو اس کو میری طرف سے ایک تمغہ بطور انعام دیا جائے تاکہ طلباء میں تفسیر کا شوق پیدا ہو۔

۴۔ خورداد ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۸۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲۳۹)

مسٹر محمود الحسن
ناگپور

مکرمی۔ آپ کا خط پہنچا۔ ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال کی خدمت میں شکریہ کا خط روانہ کر دیا گیا ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نے کسی جگہ جانے کے لیے بستر باندھ کر کھولا لیکن قضا و قدر کی پیدا کی ہوئی مشکلات سے کسی کو چارہ نہیں دو روز قبل اچانک برانکائٹس کا حملہ ہوا، اور اس کے اثر سے نجات نہیں ملی۔ مجھے احساس ہے کہ جبلپور میں آپ کو بہت مایوسی ہوئی ہوگی۔ وہاں کی تفصیلی کیفیت سے مطلع فرمائیے۔

۱۲۔ خورداد ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۱۶۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲۴۰)

مولوی سید ابن حسن صاحب رضوی چارجوی
قیصر باغ۔ لکھنو۔

مکرمی۔ بہت دن ہوئے آپ نے "مقدمہ فلسفہ آل محمد" کا ایک نسخہ اپنی عنایت سے میرے مطالعہ کے لیے روانہ فرمایا تھا۔ ایک زمانہ تھا کہ میرے مطالعہ کا روزانہ اوسط دو سو صفحات ہوا کرتا تھا لیکن آج مشکل سے اخبارات کو ختم کر سکتا ہوں۔ اس لیے فرصت کے انتظار میں رکھی اور اس ہفتہ میں اس کو شروع سے آخر تک غور سے پڑھا۔ بجز ان چند مقامات کے

جہاں آپ نے عہد خلافت ثانیہ کے طریقہ تقسیم محاصل۔ عہد خلافت راشدہ کی فتوحات۔ مسئلہ امامت بالخمص سے بحث فرمائی ہے اور جن سے مجھے اختلاف ہے۔ باقی مضامین میرے لیے اضافہ معلومات کا موجب ہوئے۔ میں ممنون ہوں آپ نے مجھے یاد رکھا۔ امیریہ دار التصنیف کو آپ کی بقیہ تصانیف بذریعہ وی۔ پی روانہ کرنے کے لیے لکھا ہے۔ بشرط فرصت ان کتابوں کا بھی مطالعہ کروں گا۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ اگر راجہ صاحب تشریف رکھتے ہوں تو ان کی خدمت میں اور مہاراج کمار صاحب کی خدمت میں میرا سلام شوق پہنچایئے۔ فقط

۱۹۔ خورداد ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۳۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲۴۱)

جناب سفیر روس متعینہ کابل

لندن

مکرمی۔ حیدرآباد کے علمائے معاشیات اور مسلم علمائے دین کی ایک جماعت مستقبل عالم کے معاشی نظام کی نسبت غور و فکر کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کے پیش نظر سوویت روس کا موجودہ نظام معاشی بھی ہے اور خصوصاً یہ کمیٹی یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ ترکستان و قفقاز کی مسلم آبادیوں میں جو نظام معاشی جاری ہے اس کو وہاں کے مسلم علمائے نے کس بنیاد پر قبول کیا ہے۔ اس لیے میں آپ سے متوقع ہوں کہ سوویت روس کے موجودہ نظام معاشی کی تائید میں

مسلم علمائے دین کا اسلامی نقطۂ نظر سے لکھا ہوا کوئی لٹریچر اگر انگریزی، عربی فارسی، ترکی یا کسی اور زبان میں مل سکے تو بعجلت ممکنہ مجھے فراہم فرما کر ممنون فرمائیے۔ فقط

۲۰۔ خورداد ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۲۴۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲۴۲)

نواب سر احمد سعید خاں آف چھتاری
صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی
صدر اعظم بہادر

تعلقہ لاتور ضلع عثمان آباد میں پولیس کی آتش بازی سے پانچ انسانوں کے قتل کو پورا ایک سال گزرا۔ حکومت نے اس کی تحقیقات کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا۔ کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ کو حکومت کے سامنے پیش ہو کر بھی تقریباً آٹھ مہینے ہوئے لیکن اس پورے عرصہ میں حکومت نے اس کا کوئی تصفیہ نہیں فرمایا۔ کمیشن کی تحقیقات جاری ہی تھی کہ اس دوم تعلقدار کو جس کے حکم سے پولیس نے فائرنگ کی تھی یا جس نے کم از کم کمیشن کے سامنے اپنے حکم دینے کا اقرار کر لیا تھا۔ اول تعلقداری پر ترقی دی گئی۔ مجلس اتحاد المسلمین کے احتجاج پر یہ یقین دلایا گیا کہ اس ترقی کا کوئی اثر کمیشن کی تحقیقاتی یا اس کے نتیجے پر نہ پڑے گا۔ اس طویل عرصہ میں میں نے بارہا معتمد صاحب عدالت و کوتوالی۔ صدر المہام بہادر مال و کوتوالی اور خود جناب کو اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی لیکن بے نتیجہ رہی۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل جناب صدر اعظم بہادر مال و

کوتوالی نے مجھ سے بدوران ملاقات فرمایا تھا کہ جناب اس پر رپورٹ کے مطابق بصیغہ راز مجھ سے گفتگو فرمائیں گے۔ میں نے مولوی صغیر احمد صاحب کے ذریعہ جناب کی خدمت میں اس کی یاد دہانی بھی کی لیکن اس کو بھی ایک مہینہ گزر گیا اور میں اس سلسلہ میں جناب کی یاد فرمائی سے محروم ہوں۔ میں حیران ہوں کہ حکومت کے اس طرز عمل کے متعلق کیا رائے قائم کروں۔ کیا پبلک کا یہ خیال صحیح ہے کہ حکومت کو اپنی رعایا کے پانچ افراد کی جانوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔ کیا اس سے اس خیال کو تقویت نہیں ہوتی کہ اتنے اہم معاملات میں بھی حکومت بجائے انصاف کے اپنے عہدہ داروں کی پردہ پوشی کر کے اپنے وقار کو قائم رکھنا چاہتی ہے حالانکہ اس سے حکومت کا وقار زیادہ متاثر ہو رہا ہے اور رعایا میں اس خیال کو تقویت ہو رہی ہے کہ موجودہ حکومت کے زیر انتظام اس کی جان و مال محفوظ نہیں ہیں۔ میں آج کا یہ عریضہ انتہائی رنج کے ساتھ جناب کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں اور نہیں چاہتا کہ اس قسم کے معاملات میں بار بار آپ کو توجہ دلا کر بار خاطر بنوں۔ میرے لیے باعث اطمینان ہوگا اگر کم از کم یہ جواب مجھے مل جائے کہ حکومت اس کمیشن کی رپورٹ پر کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہتی۔

اس سلسلے میں میرے کانوں تک یہ افواہ بھی پہنچی کہ بعض ارکان کمیشن کو اپنی رائے بدلنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن نہ میں ان افواہوں کا یقین کرتا ہوں نہ ان کی تفصیلات سے جناب کی طبع کو مکدر کرنا چاہتا ہوں۔ چند ماہ قبل حیدرآباد کی ہندو پرجا منڈل کے جلسہ میں ڈاکٹر مونجے کی

شرکت اور تقریر کی نسبت میں نے جناب کی توجہ مبذول کی تھی کہ مجلس اتحاد المسلمین کو تو ہمیشہ جلسہ کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی گئی کہ بیرونی اشخاص میں سے کوئی صاحب نہ اس میں شریک ہوں اور نہ تقریر کریں۔ لیکن پرجامنڈل کے جلسہ میں ڈاکٹر مونجے جیسے متعصب مہاسبھائی نے شرکت کی اور تقریر بھی۔ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں۔ یا تو انھوں نے حکومت کی اجازت سے ایسا کیا اور اگر یہ قیاس صحیح ہے تو ملک میں بسنے والے دو فرقوں کے ساتھ دو مختلف طریقہ ہائے عمل جناب کے غور کے قابل ہیں یا یہ کہ حکومت کی ممانعت کے باوجود ایسا ہوا۔ اگر یہ صحیح ہے تو احکام حکومت کی خلاف ورزی پر حکومت کی خاموشی قابل غور ہو جاتی ہے۔ جناب نے میری توجہ دہانی پر اپنے اے ڈی سی یا سکریٹری صاحب کو حکم دیا تھا کہ مولوی سید فضل اللہ صاحب سے جو اس وقت معتمد عدالت و کوتوالی تھے۔ اس کے متعلق دریافت کیا جائے۔ میں آج تک اس کے نتیجہ سے بے خبر ہوں۔ میرے لیے باعث اطمینان ہوگا اگر کم از کم یہ معلوم ہو جائے کہ واقعہ کیا تھا۔ ایسا ہی ایک تازہ ترین واقعہ لاتور کا ہے جہاں کی مجلس اتحاد المسلمین ماہ اسفندار اردی بہشت میں اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی کوشش کی لیکن دونوں دفعہ اس کو اجازت نہیں دی گئی۔ میں نے نواب علی یاور جنگ بہادر سے ٹیلیفون پر گفتگو کی تو مجھے ان سے معلوم ہوا کہ لاتور کے غیر اطمینان بخش حالات کے مدنظر حکومت وہاں کسی جلسے کے انعقاد کو پسند نہیں کرتی ہے۔ مجھے حکومت کی اس پالیسی پر قطعاً اعتراض نہ ہوتا اگر یکم اپریل ۱۹۴۴ء کو آریا سماج لاتور کی

طرف سے وہ خاکی رنگ کا اشتہار شائع نہ ہوتا جو اس عریضہ کے ساتھ ملفوف ہے۔ اس اشتہار کی اشاعت کچھ دنوں بعد میں اخبارات مقامی میں حکومت کا ایک اعلان پڑھا جو لاہور میں جلسۂ عام کی ممانعت کے متعلق تھا اور مجھے پھر ایک گونہ اطمینان ہوا لیکن آج لاہور سے جو اطلاعات وصول ہوئی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس گلابی اشتہار کے مطابق جو ملفوف ہے۔ آریا سماج لاہور نے اپنا جلسہ بتاریخ ۱۶۔ خورداد منعقد کیا۔ اس دن صبح و شام اس کی دو نشستیں ہوئیں اور مقامی حکام کی طرف سے اس کو روکا نہیں گیا۔ اعلان میں ۱۶۔ اور ۱۷۔ دو تاریخوں میں جلسوں کا انعقاد درج ہے۔ یقین ہے کہ ۱۷۔ کو بھی جلسہ منعقد ہوا ہوگا۔ لیکن میری اطلاع اس کی نسبت ابھی تک مکمل نہیں۔ ان واقعات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لاہور کی ساری پابندیاں صرف مسلمانوں کے لیے تھیں اگر ایسا نہیں ہے تو آریا سماج لاہور کو جلسہ کی اجازت کیوں دی گئی اور اگر انھوں نے بلا اجازت حکومت اس سے مطلع نہیں ہے اور اگر ہے تو اب تک کیا کارروائی ہوئی۔ میں ان تمام امور کو جناب کے انصاف پر چھوڑتا ہوں خود جناب کی طبع نصفت پسند سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آریا سماج نے بلا اجازت حکومت جلسہ منعقد کر لیا تو اس سے حکومت کے وقار کو دھکا پہنچے گا۔ اور اگر کسی راز کی اجازت کی بناء پر منعقد کیا تو مسلمانوں کی شکایت بجا ہوگی یا نہیں۔

مجھے سخت افسوس ہے کہ میں نے اس طویل خط سے آپ کا بہت وقت لیا۔ آخر میں میری دعا ہے کہ خدا حکومت کو اس کی دوست کش اور

دشمن نواز پالیسی کے اثرات بد سے محفوظ رکھے۔

۲۰۔خورداد ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۴۔اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲۴۳)

نواب میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر

حیدرآباد

برادر مکرم

آپ کا خط پڑھ کر مجھے مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ مسرت اس لیے کہ آپ نے کسی شکایت کو دل میں نہ رکھا اور مجھ پر اظہار فرما دیا۔ میں اس کو محبت کے برقرار رکھنے کا صحیح طریقہ تصور کرتا ہوں۔ اور حیرت اس لیے کہ میری جس تقریر پر آپ کو بے حد تکلیف ہوئی اور آپ کے اکثر احباب نے بھی آپ کو اس طرف متوجہ فرمایا۔ اس کو ایک مرتبہ پھر میں نے غور سے پڑھا۔ پوری تقریر میں آپ کا کسی جگہ ذکر نہیں ہے اور قطع نظر اخباری رپورٹ کے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے تقریر میں کہیں آپ کا نام نہیں لیا۔ جو الفاظ میں نے جلسے میں کہے تھے اور جن کو دوسرے دن میں نے خود دکن نیوز کے نمائندے کو نوٹ کروائے وہ یہ ہیں اور صرف یہ ہیں۔" صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ عمومی وزیر کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت مسلمانوں میں سے جس شخص کا انتخاب فرمائیں کیا وہ شخص مجلس اتحاد المسلمین کے کارکنوں کے سوا کسی اور جماعت کا فرد بھی ہو سکتا ہے (ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں) کیا وہ انتخاب انجمن

اتحاد و ترقی سے ہو سکتا ہے۔ (ہرگز نہیں) کیا وہ انتخاب کا مرٹیڈ ایسوسی ایشن سے ہو سکتا ہے جس میں کچھ مسلمان بھی شریک ہیں (ہرگز نہیں) تو اب میرا صرف اس قدر فرض رہ جاتا ہے کہ میں اعلیٰ حضرت کی توجہ اس طرف منعطف کراؤں کہ وہ جس وزیر کا عوام سے تقرر فرمائیں وہ مجلس اتحاد المسلمین کا کوئی مخلص کارکن ہو" میں حیران ہوں کہ ان میں وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے کسی کے ذہن میں آپ کی یا آپکی جماعت کی دیانت داری یا اخلاص پر شبہ کی گنجائش پیدا ہوتی ہو یا آپ کے کسی دوسرے جماعت سے اتحاد کا تصور پیدا ہوتا ہو۔ یا یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہو کہ آپ خود کو نمائندہ ظاہر کر کے کسی خدمت کے کوشاں ہیں اور پھر مجھے معاف کیجیے۔ اس میں زور خطابت کہاں ہے، اور اس میں آپ کی یا آپ کی جماعت کے حق میں کون سی ناانصافی ہے۔ میں تو یہ بھی نہ کہتا اگر اخبار "وقت" کے ایڈیٹر نے میرے اپنے الفاظ میں اپنی نادان دوستی سے ایسے مباحث نہ پیدا کر دیئے ہوتے جس سے مسلمانوں میں میری جماعت کے متعلق عام غلط فہمی نہ پیدا ہو گئی ہوتی۔ یہ بھی اس لیے کہنا پڑا کہ میں ان کو بتاؤں کہ اگر عمومی وزراء لیے جا رہے ہیں تو مجلس اتحاد المسلمین کی خاموشی کے کوئی معنی ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کے برخلاف مجلس اتحاد المسلمین کا فرض ہو جاتا ہے کہ اقتدار کے ان اجزاء کو جو عوام کے حوالے کیے جا رہے ہیں اپنی جماعت میں محفوظ ... کرنے کی کوشش کرے۔ اس تصور کو پیدا کرنے کے لیے مجلس کے اس طریقہ کار کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے مجھے آپ کی جماعت کے متعلق یہ ایک اور صرف ایک جملہ کہنا پڑا۔ پھر میری پوری تقریر کو پڑھ جائیے۔ جب اس میں

کسی آفیشل آفسر سے انکار کر رہا ہوں اور اپنے آپ کو بھی اس اطلاع سے اتنا ہی باخبر ظاہر کر رہا ہوں جتنا اخبار "وقت" کے پڑھنے والے ہیں۔ تو یہ سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے کہ آپ یا کوئی جماعت کوشش کر رہی ہے مجھے معاف کیجیے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ نے میری اس تقریر سے کم اثر لیا۔ لیکن آپ کے احباب نے اس اثر کو بڑھا دیا جو یا تو میری تقریر کو سمجھ نہ سکے یا سمجھ کر بھی غلط سمجھنے کی کوشش کی۔ بہرحال میں آپ کے اس خط سے خوش ہوں کیوں کہ بدگمانی کو عشق کی ایک علامت سمجھتا ہوں۔ کسی نے خوب کہا ہے:

یک عشق و ہزار بدگمانی

میرا اندازہ یہ ہے کہ آپ کے دوستوں نے میری تقریر کو وقت کے اس کے بعد لکھے ہوئے اداریوں سے ملا کر پڑھا جس میں نہ صرف آپ کو بلکہ خود مجھے ہدف ملامت بنایا گیا ہے۔ بلکہ سب سے کہیں زیادہ میرے متعلق بدگمانیاں پیدا کی گئی ہیں۔ از راہ کرم میری تقریر کو سارے ماحول سے ہٹ کر ایک مرتبہ پھر پڑھیے۔

آپ یہ سوال کر سکتے کہ میں نے انجمن اتحاد و ترقی یا کامریڈز ایسوسی ایشن ہی کا کیوں نام لیا۔ کسی دوسری جماعت کا کیوں نہ ذکر کیا۔ اس کی وجہ صاف ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین کے مقابل ایسی کوئی دوسری سیاسی جماعت ہے ہی نہیں جس میں مسلمان بھی شریک ہوں۔

آخر میں آپ کی کل کی حق گوئی کے متعلق صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دوسروں کے لیے چاہے نئی بات ہو لیکن میرے لیے نئی بات نہیں

کیا آپ پہلے شخص نہ تھے جنھوں نے مسٹر نرسنگ راؤ سے گفتگو کے وقت میرے مینڈیٹ ( ) پر دستخط کیے تھے۔ کیا آپ نے اپنی انجمن کی کی یادداشت میں جو صدر اعظم بہادر کے پاس پیش ہوی۔ اس امر کا صاف نہیں کیا کہ آپ کی جماعت کسی جماعت کی نمائندگی نہیں کرتی بلکہ چند مخلص سمجھ دار لوگوں کی جماعت ہے جو ملک کے مسائل پر غور کرتی رہتی ہے اور سب سے بڑھ کر کیا آپ نے ان ہی خیالات کا اظہار خود حضرت جلالت الملک پر نہیں فرمایا تھا۔

میرے بھائی۔ اپنی جماعت کے دوسرے ساتھیوں کی طرف سے ذمہ داری نہیں لے سکتا لیکن اپنی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی دیانت داری اور اخلاص میں نہ مجھے پہلے کبھی شبہ تھا نہ آج ہے۔ میرا اور آپ کا مسلک کا اختلاف رہے گا جب تک آپ مجلس اتحاد المسلمین سے باہر ہیں۔ اور اگر ضرورت پیش آئی تو آپ پر علی الاعلان سخت سے سخت تنقید کروں گا اور اپنی جماعت کے مفاد اور اصول کے معاملے میں آپ کی محبت کو کبھی مانع نہ آنے دوں گا۔ اور اگر آپ اس سے رنجیدہ بھی ہوں گے تو مجھے افسوس نہ ہوگا۔ آپ نے ایک بے وجہ کی بدگمانی ظاہر کر کے مجھے اتنا لمبا خط لکھنے پر مجبور کیا جس سے آپ کا وقت ضائع ہوا۔ یقین ہے کہ آپ کی تمام بدگمانیاں رفع ہوگئی ہوں گی۔ مقطع کو ختم کرتے ہوے اتنا کہنے کی اجازت دیجیے کہ آپ کے کل کے اعلان کے مضمرات کو اور تو اور خود میں بھی نہ سمجھ سکا۔ اگر آپ کا یہ خط میرے ہاتھ میں نہ ہوتا۔ کل سے آج تک مجھ سے جتنے اصحاب ملے انھوں نے آپ کے

برعکس معنیٰ لیے جس کے لیے مجھے ہر بار تردید کرنی پڑی۔

۲۵۔ خورداد ۱۳۵۳ ف

۱ مطابق ۲۹۔ اپریل ۱۹۴۴ ء)

(۲۴۴)

محمود الحسن صاحب صدیقی

ناگپور

مکرمی۔ آپ کا خط اور تار وصول ہوے۔ روپیہ کا بھیجنا میرے لیے سخت دشوار تھا۔ بہت مشکل سے ڈھائی سو روپے کا انتظام کر سکا ہوں جو روانہ کر رہا ہوں۔ اب میرے یہاں صرف نو روپے بچے ہیں جن میں سے منی آرڈر کا خرچ بھی وضع ہو جائے گا۔ وصولی رقم کے لیے خاص کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ سن کر مسرت ہوی کہ جبل پور کانفرنس کامیاب ہوی۔ میں اچھا تو ہو گیا ہوں لیکن سینہ پر ابھی تک بار ہے اور کھانسی پوری طرح دفع نہیں ہوی ہے۔ آئندہ مجلس عاملہ کا اجلاس اگر ورنگل میں مجلس اتحاد المسلمین کے سالانہ جلسہ کے ساتھ رکھ لیا جائے تو مناسب ہو گا۔ اس کی تاریخیں ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ مئی ہیں۔ آپ ناگپور سے گرانڈ ٹرنک ایکسپریس پر روانہ ہوں تو رات کو ڈھائی تین بجے قاضی پیٹھ پہنچ جائیں گے اور وہاں سے جلسہ گاہ کا فاصلہ صرف چار پانچ میل ہو گا۔ جلسہ گاہ تک جانے کے لیے آپ کو بس مل جائے گی۔ احتیاطاً مجلس استقبالیہ کے صدر مولوی فضل حسین

صاحب ایڈوکیٹ کو جو آپ کے ساتھی ہیں مطلع فرما دیجیے کولہاپور کی مسلم جماعت کا جلسہ عام انھوں نے ۱۵-۱۶-مئی کو رکھا ہے۔ میں انشاء اللہ شریک ہوں گا۔

۲۹-خورداد ۱۳۵۳ ف

(مطابق ۳-مئی ۱۹۴۴ء)

(۲۴۵)

ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب

شیخ الجامعہ۔ جامعہ ملیہ دہلی۔

مکرمی۔ گرامی نامہ مورخہ ۷-مئی میری نظر سے آج گزرا کیونکہ میں گزشتہ دو ہفتہ سے مسلسل سفر کرتا رہا ہوں اور مجھے یہ سن کر تعجب اور رنج ہوا کہ آپ کو منی آرڈر اب تک نہیں پہنچا۔ میرے پرائیوٹ سکریٹری آجکل رخصت لے کر اپنے گھر گئے ہیں۔ دو چار روز میں واپس آجائیں گے۔ ان کے واپس آتے ہی دریافت کر کے یا تو آپ کی خدمت میں منی آرڈر کے رقم روانہ کر دوں گا یا اگر رقم روانہ کی جا چکی ہے تو اس کی تاریخ سے مطلع کرتے ہوئے ڈاک خانے کی رسید بھیج دوں گا۔

یتیم خانے کے جلسہ میں اچانک علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔ مجھے خود عبدالباری سلمہٗ کو دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے۔ ان کو میرا سلام اور کہیے کہ میں دعائیں کرتا ہوں کہ خدا ان کو دین و دنیا کی سعادتیں عطا کرے اور میرے نام سے ان کی نسبت ان کے لیے مبارک ہو۔

آپ سے ملے ہوئے بہت دن ہوئے گویا کہ آپ نے حیدرآباد کو بھلا

ہی دیا۔ نومبر سے قبل میرے دہلی آنے کی توقع نہیں ہے۔ کیا آپ اس عرصہ میں حیدرآباد تشریف لائیں گے۔ کاش ایسا ہو۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۵۔ تیر ۱۳۵۳ف

(مطابق ۱۰۔ مئی ۱۹۴۴ء)

(۲۴۶)

بخدمت جناب ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب
وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ڈاکٹر صاحب مکرم و محترم۔

میں نے ایک عجیب و غریب خبر سُنی جس سے قدرے تشویش ہوئی اور اس تشویش کو رفع کرنے کے لیے آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب گوالیار نے نواب صاحب رامپور سے خواہش کی کہ وہ منظر عالم کو جنھیں مہاراجہ صاحب گوالیار کا دشمن سمجھتے ہیں علی گڑھ سے نکلوا دیں اور گزشتہ مہینے نواب صاحب نے آپ سے اس کی خواہش فرمائی اور آپ نے ان سے وعدہ فرمالیا۔ بات اتنی نامعقول ہے کہ میرے دل نے اس کو باور کرنے سے انکار کر دیا۔ بہ اتباع حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

آپ کو اپنی معلومات سے مطلع کرتے ہوئے اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منظر آپ کی معنوی اولاد ہیں اور اس کا حق رکھتے ہیں کہ آپ ان کی سرپرستی فرمائیں اور اگر وہ غلط راستہ پر ہوں تو ان کی راہ نمائی کریں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۵ - تیر ۱۳۵۳ ف
(مطابق ۱۰ - مئی ۱۹۴۴ء)

(۲۴۷)

مسٹر آئی. آئی. چندریگر
بمبئی

مکرمی. آج آپکو اپنے ایک ذاتی کام سے زحمت دے رہا ہوں میں اپنے باغ میں بہترین قسم کے الفائزو کے درخت لگانا چاہتا ہوں. میں نے سُنا ہے کہ آپ کے سکریٹری عزیز غفور قاضی صاحب کے رشتہ گیری سے بہت تعلقات ہیں. مجھے ان کا پتہ معلوم نہیں. اس لیے آپ کو زحمت دے رہا ہوں. ازراہ کرم میری طرف سے ان سے خواہش کیجیے اور خود بھی ان سے سفارش کیجیے کہ وہ میرے لیے رشتہ گیری سے عمدہ الفائزو کے ۲۵ عدد قابل اطمینان درخت روانہ کرنے کا انتظام فرمادیں. درخت بذریعہ وی. پی وصول ہوں تو اس کے جو کچھ چارجز ہوں گے معہ قیمت ادا کردیئے جائیں گے. آپ کی یہ عنایت میرے لیے باعث ممنونیت ہوگی. امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے. فقط

۱۸ - امرداد ۱۳۵۳ ف
(مطابق ۲۳ - جون ۱۹۴۴ء)

(۲۴۸)

راجہ صاحب محمود آباد
یو. پی.

راجہ صاحب۔ کراچی میں آپ سے ملاقات نہ ہو سکی اور اس پوری مدت میں نہ میں نے آپ کو زحمت دی، نہ آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ اخبارات بھی آپ کی نقل و حرکت کی اطلاعوں سے خاموش ہیں۔ صرف آپ کے علی گڑھ جانے کی خبر ملی تھی اور جمال میاں صاحب اور مہاراج کمار صاحب سے یہ معلوم ہوا تھا کہ آپ محمود آباد ہی میں تشریف رکھتے ہیں اور آج کل زراعت و کاشتکاری پر توجہ مبذول ہے۔ اس وقت دو خاص ضرورتوں سے زحمت دے رہا ہوں ایک قومی اور دوسری اپنی ذاتی۔

قومی ضرورت یہ کہ حیدرآباد میں ادارۂ ادبیات اردو کے زیر اہتمام ایک آل انڈیا اردو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور نے آپ سے درخواست کی ہے کہ اجلاس کی صدارت فرما کر محبان اردو کی سرپرستی فرمائیں۔ میں ان کی اس درخواست میں شریک اور متمنی ہوں کہ آپ اس کو ضرور قبول فرمائیں اور مجھے یہ عزت عطا فرمائیں کہ میں اپنے جھونپڑے میں آپ کی خدمت کا شرف حاصل کر سکوں۔

دوسرے اپنی ایک ذاتی ضرورت کے لیے زحمت دینا چاہتا ہوں۔ میں ایک عرصہ سے تمنا رکھتا ہوں کہ اپنے باغ میں لکھنؤ کے بہترین آموں کے درخت لگاؤں میں نہیں جانتا کہ میری یہ خواہش کس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے۔

امید کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ مہاراج کمار کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجیے۔

۱۸۔ امرداد ۱۳۵۳ف

(مطابق ۲۳۔ جون ۱۹۴۴ء)

دکن کا مقبول ترین

گولکنڈہ

سگریٹ

اعلیٰ تمباکو سے
تیار کیا جاتا ہے

دی حیدرآباد دکن سگریٹ فیکٹری
مشیرآباد۔ حیدرآباد ۲۰

زندہ طلسمات
کے
چند قطرے
منجن فاروقی
سردی
نزلہ
زکام
کارخانہ زندہ طلسمات حیدرآباد (اے۔پی)

تازہ پھولوں کی خوشبو

مستانہ دربار اگربتی

جس کی خوشبو مشامِ جاں کو معطر کرتی

اور

اور ساری فضا کو معطر بنا دیتی ہے

پچاس کروڑ عوام کی پسندیدہ خوشبو

(تیار کنندگان)

میسور آئی اگربتی ورکس

پوسٹ باکس نمبر ۱۵۵۶ سکندرآباد

سوزیرلینڈ کی مشہور گھڑیاں

اومیگا ۔ رومر ۔ کیمی ۔ ٹائیسٹ

فیورلوبا اور ہیزی سینڈوز

وقت کی پابند گھڑیاں

ہمارے شوروم میں

آپ کو دعوتِ انتخاب دے رہی ہیں

جلیل اینڈ کمپنی

(نصف صدی کی ماہر گھڑی ساز کمپنی)

واچ ڈیلرس اینڈ ریپیررس

عابد روڈ۔ حیدرآباد۔ فون (۴۴۹۱۵)

ہاتھ میں آیا قلم اور شوق کا دفتر کھلا

عوام کا پسندیدہ
ایک لاجواب فونٹن پن

مساک پن

جسے ہندوستان کے لاکھوں عوام نے
سندِ پسند عطا کی

مساک پن

"واحد قلم
جسکی سروس فری کیجاتی ہے"

دل پسند
وضع
اور
من پسند
رنگوں میں

ہندوستان کی
ہر چھوٹی بڑی
اسٹیشنری کی
دکان پر
دستیاب
ہوتا ہے

بمبئی پن اسٹورس
چورا پاپتلی باؤلی
حیدرآباد۔ اے، پی

بنانے والے:- بمبئی پن اسٹورس چورا پاپتلی باؤلی
حیدرآباد۔ اے، پی